TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222760

UNIVERSAL
LIBRARY

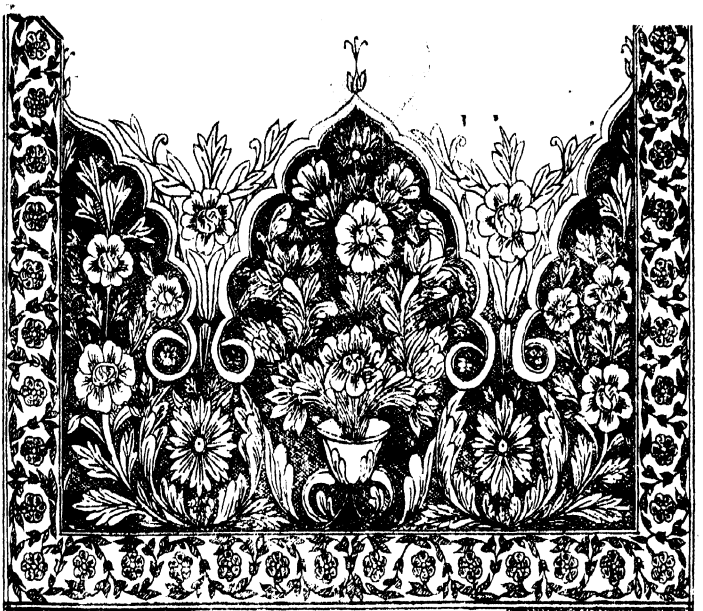
إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

الحمد لله والمنة که این تذکره شعرای رشک انوری و نظیری و مجموعه
غزلیات سرمایه رشک فیضی اعنی

شبستان عالمگیری

مرتبه جناب خان والاشان امیر با توقیر شاعر بی نظیر میان
عالمگیر محمد خانصاحب دام مشتهم

طبع فی المطبع المسمی بمفید عالم الکائن ببلدة اکبرآباد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وسپاس خالق زمان وزمین ذوالقوۃ المتین مین خامۂ سرسبجود سے صفحۂ قرطاس
پر پردۂ صریر مین نواے سبحان ربی الاعلے بلندہی فتبارک اللہ احسن الخالقین
ونعت حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین مین کلک دوزبان سے نغمۂ اعتراف
وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ وصداے فحوا ے
وما ارسلناک الا رحمۃ اللعلمین زیب گوش ہوشمند رباعی

رسول مشرق ومغرب امام انس وملک	کہ بر بساط شرف شہسوار کونین است
زہے بلند مکانے کہ در صف دعوی	ہمہ نشانۂ او قرب قاب قوسین است

صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین
امین اما بعد عالمگیر خان عفی عنہ المتخلص بنمود بن میان دستگیر محمد خان
بن نواب جہانگیر محمد خان بہادر شمشیر جنگ المخاطب بہ نواب دولہ بہادر

ضاعف اللہ افضالہا فی المیزان و رفع اللہ درجاتہا فی الجنان والی بھوپال سے آغاز سن شعور سے سنتا اور دیکھتا ہی کہ اکثر خواص و عوام و امراء عظام دیار ہذا نے اپنی اپنی فراخ حوصلگی و عالی ہمتی کے موافق جلسہ ہائے مشاعرہ منعقد فرما کر سرانجام وہی مین کوشش بلیغ کی باوصف اسکے کسی جگہہ گروہ شعرا مین اختلاف واقع ہوکر نوبت فساد کی پہونچی کہین سامعین کی دھوم و تماشائی کے ہجوم کی بدولت اہل انجمن پریشان و میر شبستان برنگ کاکل شمع سرگردان رہکر خاموش ہو بیٹھے - اکثر بوجہ وقوع ہمچو اتفاقات کوئی آرزومند شاہد مدعا سے ہمکنار نہ ہوا - الغرض محرر سطور نے بعہد معدلت مہد گوہر دریائے تاجداری ارکیہ آرائے بارگاہ جہانداری فریدۃ الآفاق حمیدۃ الاخلاق محی مراسم عدل و داد ماحی آثار ظلم و فساد قبلۂ اصحاب صفا کعبۂ ارباب تمنا رشک دہ حاتم سرکار نوال مجسم قدردان فیض رسان حضرت نواب **شاہجہان بیگم صاحبہ** کرون آف انڈیا و رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلائی ستارۂ ہند و تاج ہندوستان و رئیسۂ بھوپال ادامہا اللہ بالعز والاقبال اپنے دیوان عام مین انعقاد بزم مشاعرہ کا التزام کرکے بہ نظر حفظ ماتقدم شرکت ایسے شعرا سخن سنج کی ملحوظ و مدنظر رکھی جو زمرۂ اصحاب منقل مین داخل ہونے کا وثوق رکھتے ہین ہرچند کہ از دہام متیقین و سامعین نیز بسا اوقات باریاب جلسہ ہوا کیا **نظم**

چنان از جوش مردم قحط جا بود	کہ نقش سایہ بر دوش ہوا بود

مگر بفضلہ بعض منتظمان کی حسن کارروائی سے جو اس ڈیوڑھی کے متوسلین سے مثل غضنفر بیشۂ مردانگی معاملہ دان **محمد فیض اللہ خان منتظم** کارخانہ بن محمد حبیب اللہ خان افغان - و خیر الامرا محمد سکندر خان مہتمم توشکخانہ

بن محمد انبیا رخان قوم افغان و شیخ محمد منیر الدین صدیقی محافظ کتب دربکاری
کے ہین تا ختم مشاعرہ کوئی صورت تناقض و تخالف کی معرض ظہور مین نہ آسکی - جب
غزلیات ردیف وار یعنی حرف الف سے تا یای تحتانی ختم ہوچکین دل مین یہ خیال
متمکن و جاگزین ہوا کہ غزلیات مذکورہ بہ مزید حالات تاریخی ریاست ہذا جس سے
سلسلہ حقیقت حال آبای نامہ نگار منقطع نہ ہو بعد انطباع مطبوع طبع خلائق
کردیا جاوین تاکہ سور خان فرخندہ خصال و شاعران نازک خیال دیار و امصار اوس سے
محظوظ و محتظ ہوکر زمانہ حال و استقبال مین اسماء شعرا شریک جلسہ مشاعرہ کو جنھون
نے منت اشتراک سے محرر سطور کو ممنون کیا ہی صفحہ روزگار پر یادگار و کثرت
داد و دید سے زندہ جاوید فرماوین - ذوق دہلوی +

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہی ذوق	اولاد سے تو ہی یہی دو پشت چار پشت

مخفی نرہے کہ یہہ مجموعہ ماقل و دل موسوم بہ شبستان عالمگیری پانچ
فصل پر مبنی ہی فصل اوّل نام نامی و اسماء عظامی فرمانروایان بھوپال بہ ترتیب
سنہ جلوس و تاریخ وفاتین فصل دوم بیان مین وجہ تسمیہ بھوپال و ذکر آبادی
قدیم و جدید و احوال باغات و عمارات معہ ملخص جغرافیہ فصل سوم ملوہی
شعرا شریک انجمن مشاعرہ کے حالات اور نامہ نگار کے مراتب کی کیفیات سے جو
منجانب علیا حضرت سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال مرعی و مبذول ہین مصنف عفی عنہ

جو ہین شاکی مقدرون کے نمود	اونکو میسری سی دے خدا قسمت

فصل چہارم مین غزلیات مشاعرہ مرقوم ہین فصل پنجم مین غزلیات و
اشعار متفرق مصنف معہ خاتمۃ الطبع و قطعات تاریخ منظوم +

فصل اول ذکر نام نامی و اسماء عظامی فرمانروایان بھوپال بہ ترتیب سنہ جلوس و تاریخ وفات

امیر دوست محمد خان بہادر سیرازی خیل جو مؤسس اساس بھوپال پیشوائے جماعت ارباب دولت و اقبال تھے ۱۱۲۰ھ ہجری مین بعہد ملکت و دارای شاہ فرخ سیر و بروایت تاریخ بھوپال بزمانۂ آغاز سلطنت بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ تیراہ سے ہند مین آئے ازانجاکہ بہ سبب ضعف سلطنت دہلی ہندوستان مین طوائف الملوکی کا عالم ہو رہا تھا انھون نے ملک مالوہ کو فتح کیا اور بزور شمشیر صاحب حکومت ہوئے ۱۱۴۲ھ ہجری کو قلعہ و شہر پناہ بھوپال بنایا اور پینسٹھ برس کی عمر مین انتقال کیا - مدبر اور بہادر تھے بھوپال کے قلعہ فتحگڈہ مین مدفون ہین نواب یار محمد خان بہادر بن امیر دوست محمد خان بہادر انکا سنہ پیدائش گیارہ سو بینتالیس ہجری ہی - قبل وفات والد اپنے کے ہمراہ نظام الملک آصف جاہ بہادر والی حیدرآباد دکن کے دکن کو گئے جسوقت خبر وفات دوست محمد خان کی نظام الملک نے سنی اونکو خطاب نوابی اور خلعت مع ماہی مراتب عطا فرماکر روانہ بھوپال کیا - یہہ بھوپال مین آکر بعمر بیس سال ۱۱۵۳ھ ہجری مین مسند امارت پر بیٹھے اور پندرہ برس تک حکمرانی کرکے بعمر تینتیس برس ۱۱۶۷ھ ہجری مین انتقال کرگئے انکا مقبرہ باہر قلعۂ اسلام نگر کے ہی - یہہ جگہہ بھوپال سے بفاصلہ سہ کروہ جانب شمال شہر واقع ہی ف تاریخ ہند مولفۂ رستم علی بن محمد خلیل شاہ آبادی کے دیکھنے سے نامہ نگار کو معلوم ہوتا ہی کہ امیر دوست محمد خان بہادر جنکو بانی مبانی بھوپال و امام سبحہ مراتب جاہ و جلال جاننا چاہیے علاوہ دلیری

وبیدار مغزی کے بڑے باذل وکریم مسافر نوازی مین وحید عصر وشمون مین ممتاز تھے ؎

مال ہمان بہ کہ بہ یاران دہی	گر نہ دہی بہ کہ بخاکش نہی
زر نہ پی منفعت ای حکیم	بہر نہادن چہ سفال وچہ سیم

صائب رحمہ اللہ

از چراغے میتوان افروخت چندین شمع را	دولتے چون رود ہاز دوستان غافل مشو
میشود ہر کس بمقدار تواضع سربلند	قطرۂ ناچیز گردد گوہر از افتادگی

تاریخ بھوپال وتزک افغانی وغیرہ مین سردار دوست محمد خان بہادر و نواب یار محمد خان بہادر نور اللہ مراقدہما کی کیفیت ایسی شرح وبسط کے ساتھ نامہ نگار کی نظر سے نہین گذری جیسے مولف تاریخ ہند جو بقول خود بعہد حکمرانی نواب یار محمد خان بہادر تین سال بھوپال مین مقیم رہا حوالۂ قلم عبرت رقم کرتا ہی۔ تاریخ ہند مین ریاست ہذا کی شوکت وعظمت وفرمانروایان سالف کی جودت وسطوت آئینۂ صورت نما کی تمثال معلوم ہوتی ہی نامہ نگار کے نزدیک مولف مغفور کے بعض فقرات موثر کا یہان لکھنا حسن تاریخ نگاری مین داخل اور وتیرہ صدق گوئی مین شامل ہی لہذا ہدیۂ ناظرین کرتا ہی +

این مولف در ۱۲۵۴ھ یک ہزار ودیصد وپنجاہ وچہار ہجری در شہر بھوپال حرسہا اللہ عن الآفات والزوال کہ از شہر فارا طرف وہنرمندان اکناف مالامال است بہ تحریک بعض بزرگان مواہب نشان پائے مسافرت تا مدت سہ سال در دامن اقامت کشیدہ فی الواقع ازان روز یکہ این مولف از بلدۂ شاہجہان آباد برآمدہ رہ نورد مسافت کفرستان بودہ آن سکنا زادا رالاسلام دریافت وبروایتے بھوپال در وقتے

ازاوقات راجه بهوج وشمس الدین آباد بود بعده بتقریبے درارکان آبادیش تصوری
روداد دگر دیهے مختصر برکنارهٔ تالاب که ازطول عمق سرآمد تالابهائے این دیار است
آباد بود چون دوست محمد خان افغان میرازی خیل بحسن اتفاق ازولایت تیراه
متوجه ولایت هندوستان گردیده نزد برادران هم جدی درقصبهٔ جلال آباد رسیده
ازانجا که چون ایزد مالک الملک میخواهد که یکے ازبندگان خود رابدرجهٔ علیا رساند
نخستین اورا مورد محن ومشقت گردانیده بدرجهٔ مقررهٔ وی کامیاب میگرداند بیت

درین دیر کهن رسمیست دیرین	که بے تلخی نباشد عیش شیرین

عارضهٔ تخالف وتنازع فیمابین برادران رو داد تا آن خان والاشان تنها وبے اسباب
ظاهری ازانجا برآمده بصوب ولایت مالوه رسیده بتدبیرات صائبه وتردد ات وافیه
به تسخیر بیشتر ازبلاد آن ولایت پرداخته وطرح عمارت آبادی شهر بهوپال در
سال پنجم محمد شاهی ۱۱۳۳ هجری یک هزار یکصد وسی وپنج هجری در احسن ساعات
واسعد اوقات انداخت واز فرط عدالتش گویا که شیر وبز درخورش همرو
ودر وصف سخاوت گویا رشک حاتم طائی است بسیاری از بزرگان و
اهل هنران برمائده وے هم طعام اندومی شدند ؎

خورشهاے الوان زاندازه بیش	بخوانهاے زرین نهادند پیش

وهرکه ازبلاد اطراف میرسید ازنقود واسباب اجناس صاحب اساس میشد ؎

درین دو هفته که میر آب این چمن شده	ز هیچ تشنه جگر آب را دریغ مدار

وهزار ها مردم سپاه پیشگی می یافتند واهل استحقاق ازدست جودش بهره می بردند
چونکه جواد وسخاوت پیشه بود بدرجهٔ بختیاری ترقی وعروج فرمود وبمایهٔ داد ودهش

موالیان او فراوان شدند بیت

سخاوت بود مایهٔ دوستی | که عالی بود پایهٔ دوستی
کسی گوی دولت زدنیا برد | که با خود نصیبی به عقبی برد
به غمخوارگی چون سر انگشت من | نخارد کسی در جهان پشت من

چون آوازهٔ سماحتش بمسامع کارپردازان سلطنت رسید بواسطهٔ سید حسین علیخان به منصب طوغ و نقاره و نوبت مع خطاب مورد مراعات بادشاهی گردید از انجا که هرکه برین خوان الوان روزگار مهمان است عاقبت شربت ناکامی از دست فنا می چشد در سنه ۱۱۴۲ یکهزار و یکصد و چهل و دو بر بستر مرض آخری خسپید در ماه شعبان طیر روحش بشاخسار آنجهان رسید فرد

بمرد آخر و نیکنامی ببرد | زهی زندگانی که نامش نمرد
جاودان نیست عالم فانی | تو درین جلوه دان کجا مانی
روی در ملک جاودانی کن | ترک گنجینه دیر فانی کن

دل بدنیائے دنی ای دل نادان مبند | انچه در مصر عزیز است بکنعان مفروش
دل درجهان مبند که این نوع نهال | از بهر سرزمین دگر سبز کرده اند

بعد ازان جناب عدالت مآب جلالت انتساب امیر عالیجاه امارت و ایالت پناه معالی صفات و اعالی سمات مورد تفضلات السلطانیه مهبط عنایات الخاقانیه حمیدهٔ امرائے رفیع الشان زبدهٔ خوانین سموء المکان مؤید الاسلام و المسلمین و نظام الدولت الدنیا و الدین

گوهر درج شجاعت اختر برج جلال | آفتاب اوج حشمت مرجع عز و کمال

یعنی نواب یار محمد خان بہادر خلف ارشد ان خان عظیم آلشان کہ ہمراہ نظام الملک در ولایت دکن بود درین مملکت رسید درحسن اوقات برمسند امارت و دولت نشست و درجنگہا مصدر تردّدات وافرہ ومظہر مساعیات متکاثرہ گردیدہ مظفر ومنصور گشت بیت

غزالے کہ جوید نبرد از پلنگ	شود خاک از خون او لالہ رنگ

و درین مکان داد عدل ونصفت دادہ واکثر از گردنکشان را منقاد ومحکوم حکم فرمودہ - بتدابیر صائبۂ خود از کنارۂ دریاے نربدا تا پائین قصبۂ سرونج در ضبط آورد - باوجود استیلای جماعۂ غلیم کہ از ستارہ گڈہ تا پائین دہلی عالمے را غارت وتاراج کردند - از حسن تدبیر آن امیر عدالت تاثیر ساکنان آن بلدان از حوادث ظلم آن ظالمان در امن وامان اند چنانچہ بکمال شجاعت وضوابط مملکت مورد الطاف بادشاہی گردیدہ بمنصب پنجہزاری وپنجہزار سوار وماہی مراتب اختصاص یافت ہمان وقت جامع الفضل وکمال مفتی خیر الدین ازین بیت تاریخ آن مراتب شمار کردند

باوج جاہ واقبال ومناصب	مبارکباد ماہی و مراتب

وبحسن نیت آن امیر باتدبیر متصدیان آن مملکت ہر یکی لیاقتی دارند کہ برای خود سرانجام صوبجات میتوانند داد نواب فیض محمد خان بہادر بن نواب یار محمد خان بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر بعد وفات والد اپنے کے گیارہ برس کی عمر سنہ ۶۰ الہ گیارہ سو ستر سٹھ مین رئیس ہوے اوپر پچیس برس تک حکومت کرکے چھتیس ۳۶ برس کی عمر سنہ ۹۱ الہ گیارہ سو اکانوے مین لاولد مر گئے قلعۂ کہنہ بھوپال مین مقبرہ انکا بنا ہوا ہی - مرد عابد پرہیزگار بے آزار تھے

چھوٹے خان چیلہ نواب کہ پانزدہم ذیقعدہ سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو دیوان ریاست
ہوا اور چھبیسوین جمادی الآخر سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو چہل سالہ مرگیا اور قلعہ فتحگڈہ مین اسکا
مدفن ہے آدمی مدبر منتظم تھا اور اس دیوان کی کاوش سے سولہوین جمادی الاولی
سنہ ۱۲۱۰ ہجری کو شریف محمد خان نبیرۂ سردار دوست محمد خان بہادر اپنے
بھائیون سمیت مارے گئے نواب حیات محمد خان بہادر بعد وفات فیض محمد خان
اپنے بھائی کے سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بانوے ہجری مین نواب بھوپال ہوے ۔ اور
بتیس برس حکمرانی کرکے سولہوین رمضان سنہ ۱۲۲۳ بارہ سو تئیس ہجری مین رحلت
کرگئے اور باغ اپنے مین مدفون ہوے انکے عہد مین ریاست مین بہت خلل واقع
ہوا حتی کہ وزیر محمد خان بہادر مختار ریاست ہوے نواب غوث محمد خان
بہادر بن نواب حیات محمد خان بہادر بن نواب یار محمد خان
بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر بعد وفات نواب حیات محمد خان
بہادر والد اپنے کے چہارم شوال سنہ ۱۲۲۳ ہجری کو رئیس ہوے اور سترہ برس
تک مسند حکومت پر بیٹھکر بست وسوم محرم سنہ ۱۲۴۰ ہجری مین راہی ملک بقا ہوے
انکے عہد مین وزیر محمد خان بہادر جو سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین مختار ریاست ہوے
تھے تمام کاروبار ملکی و مالی کو اپنی رائے سے انجام کرتے تھے بہادر بے بدل
تھے سنہ ۱۲۲۹ ہجری اور سنہ ۱۸۱۴ فصلی مین راجہ گوالیار و ناگپور کی اسی ہزار فوج سے
جسنے بھوپال کا محاصرہ کیا تھا رستمانہ لڑکر ہزیمت دی انتیس برس تک باختیار
حکمرانی کرکے سولہوین ربیع الآخر سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین انتقال کرگئے شہر کے باہر
وزیر باغ مین مقبرہ انکا واقع ہی نواب نظر محمد خان بہادر بعد وفات

وزیر محمد خان بہادر والد اپنے کے ۱۲۳۱ھ ہجری مین مسند بھوپال اور بائیسوین
ربیع الآخر ۱۲۳۲ھ ہجری کو نواب بیگم صاحبہ قدسیہ دختر نواب غوث محمد خان
کے ساتھہ تخت ہوے اونیسوین ربیع الآخر ۱۲۳۳ھ ہجری کو عہد نامہ سرکار کمپنی
سے حاصل کیا اور تین برس نو مہینے چھہ روز حکومت کرکے اٹھائیس برس کی عمر
مین ۱۲۳۵ھ ہجری کو انتقال کرگئے انکا مقبرہ بھی وزیر باغ مین ہے نواب بیگم صاحبہ
قدسیہ تاریخ ولادت نہم رجب ۱۲۱۶ھ وسنہ جلوس ۱۲۳۵ھ ہجری ہی
بعد وفات نواب نظر محمد خان کے مختار ریاست ہوئین انکے عہد مین نواب
منیر محمد خان پسر میان امیر محمد خان نبیرہ میان وزیر محمد خان بہادر
تین روز بطور خانہ جنگی کے بھوپال مین لڑے حکیم شہزاد مسیح نائب ریاست کہ
آدم مدبر و نیکنام تھے چوبیس جمادی الآخر ۱۲۴۴ھ ہجری کو انکے عہد مین مرگئے اور
۱۲۵۳ھ ہجری مین بمقام آشٹہ غفران مآب نواب جہانگیر محمد خان بہادر
جد بزرگوار نامہ نگار پر فوج کشی کرکے لڑین اور غرہ رمضان ۱۲۵۳ھ ہجری کو بواسطہ
سرکار انگریزی جاگیر تاحیات مقدار مصارف اپنی ریاست سے لیکر گوشہ عافیت اختیار
کیا اور ۱۲۹۹ھ ہجری مین انتقال کرگئین نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر
جد بزرگوار نامہ نگار سنہ پیدایش جمادی الاولی ۱۲۳۵ھ اور سنہ جلوس غرہ
رمضان ۱۲۵۳ھ ہجری ہی سخی بہادر شہسوار خوشرو باخلاق مسافر نواز باذل غربا پرور
قدردان اہل ہنر نوشت خواند مین ماہر بلکہ شاعر بھی تھے بست و ہشتم ذیقعدہ ۱۲۶۰ھ
ہجری کو مسند حکومت ریاست بھوپال چھوڑکر سریر خلد برین پر جلوہ گر ہوے
نواب سکندر بیگم صاحبہ تاریخ پیدایش بست و ہشتم شوال ۱۲۳۳ھ ہجری ہی

پانزدہم محرم ۱۲۶۳ھ ہجری کو مختار ریاست اور نہم شوال ۱۲۷۶ھ ہجری مین والیہ
بھوپال ہوئین - منتظم اور عاقل تھین بجلدوے خیر خواہی ایام غدر سرکار انگریزی
سے سوم رجب ۱۲۷۵ھ ہجری کو جبل پور جاکر دربار گورنری مین پرگنہ بسریہ پایا
اور چوبیسوین ربیع الآخر ۱۲۷۶ھ ہجری کو الہ آباد جاکر دربار گورنری مین تمغا اور خطاب
نیٹی حاصل کیا - اور ۱۲۷۹ھ ہجری مین مکہ معظمہ کو گئین اور اوائل ۱۲۸۰ھ ہجری مین
واپس آئین اور سیزدہم رجب ۱۲۸۵ھ ہجری کو انتقال کر گئین - باغ فرحت افزا
مین مدفون ہوئین اور انکی قبر پر مجمرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہی نواب شاہجہان بیگم صاحبہ
والیہ ریاست بھوپال دام اقبالہا وعمرہا - تاریخ ولادت باکرامت ششم جمادی الاول
۱۲۵۴ھ اور سنہ جلوس میمنت مانوس غرہ شعبان ۱۲۸۵ھ ہجری ہی یانزدہم
محرم ۱۲۶۳ھ ہجری کو سرکار انگریزی سے خلعت ریاست بھوپال حاصل فرمایا
اور نہم شوال ۱۲۷۶ھ ہجری کو اپنی خوشی سے منصب ولیعہدی کو قبول فرمایا
اور روز صدر نشینی سے انتظام ریاست مین ہمہ تن کوشش فرمائی - مورد عنایات
سرکار انگریزی ہوئین اور چہاردہم رمضان ۱۲۸۹ھ ہجری کو بمقام بندر بمبئی دربار
گورنری مین خطاب درجہ اول نیٹی اور تمغای اسٹار اور نشان شاہی پایا
اور ۱۲۹۴ھ ہجری کو دربار قیصری مین بمقام دہلی خطاب کراون آف انڈیا
و رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلای ستارہ ہند حاصل فرمایا الغرض
سرکار عالیہ دام اقبالہا کی قدردانی نے وجود ارباب کمال سے جو ہر ایک آفتاب
سپہر فضل و ہنر ہی گلزار بھوپال کو رشک آسمان بنا دیا - اور اصابت رای
عالم آرای حضور ممدوحہ سے رعایا آباد خلق خدا شاد اہل علم آراستہ صاحب قلم

پیراستہ ہین مخفی نرہے کہ عہد شاہجہانی کے محاسن تاریخ بھوپال و ترک افغانی
وغیرہ مین مفصل مذکور ہین - ادام اللہ ظلال عدالتہا و جلال حکومتہا
علے مفارق توابعہا ولواحقہا الی یوم الدین * آمین آمین آمین

فصل دوم وجہہ تسمیہ بھوپال و ذکر آبادی قدیم وجدید واحوال باغات
وعمارات مین معہ ملخص جغرافیہ ریاست ہذا -

یہہ شہر اقلیم دوم صوبہ مالوہ ملک ہند مین خط استوا سے ایک سو گیارہ درجہ طولاً
اور تیس درجہ عرضاً جیسا کہ غیاث اللغات کی جدول مین بھی لکھا ہی - ایک چھوٹے سے
پہاڑ پر آبادی کہتے ہین کہ راجہ بھوج والی دہارانگری نے جو اب شہر پیران دہار
مشہور ہی دو پہاڑ کے درمیان جو ایک دوسرے سے قریب تر واقع ہی پتھر و سے
ایک پشتہ بلند و مستحکم لمبا چوڑا باندہ کر تالاب تیار کیا اوس پشتہ پر قلعہ بنایا بھوج پال
اوسکا نام رکھا پال زبان ہندی مین پل کو کہتے ہین جسمین کثرت تلفظ سے جو زبان
پر بھاری تھا ساقط ہوکر بھوج پال بھوپال مشہور ہوا بعدہ رانی سال ملی زوجہ
راجہ اودیادت نے قریب قلعہ ایک بڑا مندر سنگین بنام سبھا منڈل بنایا
جسکی تعمیر سمت ۱۲ مین شروع ہوی تھی اور سمت ۱۲۴۱ کا تک بدی تیج روز دوشنبہ
تمام ہوی تھی - یہہ تاریخ بنا و اختتام اوس مندر پر لکھی تھی اور یہہ بھی لکھا تھا کہ رانی
اور راجہ نے پانسو برہمن اس جا مقرر کئے تھے تا وہ عبادت و ریاضت کرین
اور چار بید - چھ شاستر - اٹھارہ پران - اور بنگل وغیرہ علوم کو بزبان سنسکرت
طالب علمونکو پڑھاوین - اور جاننا چاہیئے کہ چار بید چار کتاب تصنیف حکیم
بیاس سے مراد ہی جو بنام سیام بید - اتھرون بید - رگ بید - یوجر بید

موسوم ہین اور چھہ شاستر مراد چھہ علم سے ہی بیاکرن یعنی نحو وصرف دھرم شاستر یعنی فقہ نیای شاستر منطق ۔ جوتش ۔ علم نجوم ۔ ویدانت علم تصوف ۔ بیدگ علم طب ۔ اور اٹھارہ پران بھاگوت اور شیو پران وغیرہ اٹھارہ کتاب سے مراد ہی جو ہندوؤنکے نزدیک بہت متبرک ہین اور بنگل علم عروض وقافیہ کا نام ہی المختصر انقلاب زمانہ سے مدت دراز کے بعد سبھا منڈل ویران ہوگیا اور بستی بھوپال کی ایک چھوٹے گاؤن کی برابر رہگئی ۔ ہمارے جداعلی سردار دوست محمد خان بہادر اسلام نگر سے اکثر بط ومرغابی قاز وکلنگ وسرخاب وحواصل وماہی وغیرہ جانوران دریائی کے شکار کھیلنے کو تالاب مین آیا کرتے اونکو تالاب اور پہاڑ اور جنگل کی فضا پسند آئی ۔ نہم ذیحجہ روز جمعہ ۱۱۷۰ھ یکہزار یکصد وچہل ہجری اونھون نے راجہ بھوج کے قلعہ سے جواب بہ قلعۂ کہنہ معروف ہی بفاصلۂ زد گولۂ توپ کلان ایک قلعہ مضبوط بنایا اور نام اوسکا فتح گڈھ رکھا ۔ اور قلعۂ نو سے تا قلعۂ کہنہ اور کسیقدر اوس سے بھی آگے بڑہاکر فصیل سنگین شہر کی تعمیر کرکے شہر بسایا اور خاص اپنی جائے سکونت مقرر کرکے آبادی مین بہت کوشش کی تھوڑے عرصے مین شہر آباد ہوگیا ۔ اور بعد اونکے نواب یار محمد خان نے اسلام نگر مین رہنا اختیار کیا مگر نواب فیض محمد خان جب رئیس ہوے تو اونھون نے قلعۂ کہنہ بھوپال مین سکونت اختیار کی بعد اونکے نواب حیات محمد خان کا زمانہ ہوا اونکے نائب دیوان چھوٹے خان نے قلعہ فتح گڈھ کو جابجا سے مضبوط بنایا ۔ شہر خوب آباد ہوگیا اور دیوان چھوٹے خان نے ایک پل تین چوگز لمبا تیس گز چوڑا بہت مضبوط پختہ تعمیر کراکر دوسرا تالاب دوسری طرف قلعۂ کہنہ کے

بنایا بعد ازان ۱۲۲۹ھ ہجری مین ناگپور و گوالیار کی فوج نے دس مہینے تک
محاصرہ کیا رعایاے بھوپال جلا وطن ہوگئی اور گولون کے صدمے سے شہر
مسمار اور ویران ہوگیا کہ مفصل یہہ قصہ دفتر اوّل تاریخ بھوپال مین لکھا ہی۔ اس
واقعہ کے بعد **نواب نظیر الدولہ نظر محمد خان بہادر** کے زمانہ ریاست
مین از سر نو آبادی ہوی لوگون نے چھپیرا اور کھپریل کے مکانات اکثر بدقطع بنائے
نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کے زمانہ مختاری تک بیشتر قوم افغان ساکنان بھوپال
سپاہ گری کی طرف مائل تھی۔ ہتیار۔ گھوڑا۔ اچھا رکھتے تھے زینت ظاہری وسامان
عشرت کی طرف امیر و غریب کیسکو توجہ نہ تھی جب میرے جد بزرگوار غفران مآب
نواب جہانگیر محمد خان بہادر شمشیر جنگ والی ریاست ہوے اونکے
عہد مین فراغت معاش و اطمینان خاطر کا غلبہ ہوا **نواب صاحب** غفران مآب
نے بیرون شہر متصل چھاونی انگریزی ایک چھاونی جہانگیر آباد نام بسائی
اور وہان کنارۂ تالاب دیوان چھوٹے خان کے باغ و کوٹھی بنواکر اپنا مسکن مقرر کیا
اور ہزارہا روپیہ رعایا و سپاہ کو عنایت فرمایا تا مکانات تعمیر کرے اہل سلیقہ
و تمیز و ارباب علم و فضل کا مجمع ہوا ہر طرح کی انسانیت طبائع مین پیدا ہوی اہل بھوپال
نے اچھی پوشاک پہننا اور اچھا کھانا اور اچھے مکانات مین رہنا اختیار کیا عمائد
شہر نے اسباب تجمل و آرایش کی افزایش مین کوشش کی اونکے بعد **نواب**
سکندر بیگم صاحبہ خلدنشین کی جب حکومت ہوی سڑکین تمام شہر مین تعمیر ہوئین
فانوسین روشنی کی دو رویہ راستون پر نصب ہوئین صدہا مکانات پختہ بن گئے
پیشہ ور ہر شہر سے آکر آباد ہوے اور عہد شاہجہانی مین فضل الٰہی سے اوس

سب آبادی و آرایش شہر کی خوب تکمیل ہوی اور ہوتی جاتی ہی اور سڑکون کو زیادہ چوڑا کیا جاتا ہی اور ہر دو رخ بازار و نہر حکم تعمیر پختہ اور ممانعت تعمیر خام کا ہی اور طول و عمق ہر دو تالاب مذکور سال حال مین سرکار عالیہ دام اقبالہا نے جو پیمایش کرایا بموجب تفصیل ذیل معلوم ہوا ٭

تالاب کلان

طول شمالی	طول جنوبی	عرض شرقی	عرض غربی
۱۳۳۴۸ فٹ	۱۲۷۳۰ فٹ	۸۲ ونیم فٹ	۳۱۱۸ ونیم فٹ

عمق اعلی	عمق اوسط	عمق ادنی	حلقۂ کل ٭	آراضی غرق آب تالاب
۱۸ فٹ	۱۲ فٹ ۶ انچہ	۶ فٹ	۲۹۷۹ فٹ	۱۲ بسوہ ۱۱ بیگہ

تالاب خورد

طول شرقی	طول غربی	عرض شمالی	عرض جنوبی
۶۳۲۶ فٹ	۴۸۸۴ فٹ	۱۲۷۰ ونیم فٹ	۳۷۹۵ فٹ

عمق اعلی	عمق اوسط	عمق ادنی	حلقۂ کل	آراضی غرق آب تالاب
۳۷ فٹ	۲۳ فٹ ۹ انچہ	۳۰ فٹ	۱۶۲۷۷ فٹ	۸ بیگہ

درمیان اِن ہر دو تالاب کے جو راجہ بھوج کا بندہی اور اوسپر قلعہ بنا ہوا ہی اوسکی زمین کی پیمایش اٹھارہ بیگہ بارہ بسوہ ہی اور اس شہر کے آس پاس تہتر باغ از انجملہ بارہ نامی باغ یہہین عیش باغ۔ نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کا ورائے چار دیوار پختہ و چند چاہ پختہ و اشجار میوہ و گلہائے خوشبو گرد باولی کے ایک مکان سنگین و گچ کا وسیع اور خوش وضع اور ایک مسجد مختصر اور چند بنگلے

اسمین ہین فرحت افزا - نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ کا باغ ہی اسمین سوائے
اشجار و اثمار و ازہار و روش بندی و چاہ ہاے پختہ و حصار ایک مسجد عالیشان
اور باولی کے گرد ایک بڑا وسیع مکان ہی اور سر چبوترہ سنگین مجرہ سنگ مرمر جناب
ممدوحہ کے مزار پر بہت خوشنما بنا ہوا ہی دلکشا مدار المہام صاحب بہادر
مرحوم کا باغ ہی - وراے چاہ ہاے پختہ و حصار و روش بندی و کثرت اشجار
ایک بارہ دری نہایت مکلف بنی ہوی ہی اور تحفہ اور نفیس آم کے درخت اور انگور
کی منڈوی اس باغ مین بہت ہین - نور افشان معتمد المہام راجہ کشن رام
متوفی کا باغ اشجار میوہ جات و ریاحین سے سرسبز ہی حصار اور کوٹین اس
باغ کے بھی پختہ ہین نور باغ نامہ نگار کے جد بزرگوار نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر
مغفور کا باغ ہی اسمین سوائے اقسام اشجار پر میوہ و گلہاے رنگا رنگ و چار دیواری
پختہ و روشہاے خوش ترکیب قبر نواب صاحب بہادر مغفور کا مجرہ سنگ رخام و
سنگ مرمر اور میان امیر محمد خان صاحب مرحوم کا مقبرہ پختہ گچکا اور سلیمان جہان
بیگم کا مجرہ سنگ مرمر کا اور مسجد عمارات عالی و عمدہ سے ہین - اس باغ کی جانب
مغرب تالاب کی فضا بہت اچھی ہی اور جانب شمال جنگی فوج کی لین ہاے پختہ
اور طرف جنوب کوٹھی نواب صاحب مغفور اور سمت مشرق میدان وسیع قواعد
فوج کا صاف و ہموار ہی اس جہت سے یہہ باغ بہت دلچسپ ہی راحت افزا
میان فوجدار محمد خان صاحب کا باغ جو حقیقی چھوٹے ماموں نواب سکندر بیگم صاحبہ
کے تھے اونکا انتقال شانزدہم ماہ ذیحجہ ۱۲۸۱ ہجری مین ہوا مکانات پختہ منہدم پڑے
ہین اور گلزار مرغزار ہی نشاط افزا - یہہ باغ علیا حضرت سرکار عالیہ والیہ

بھوپال ہی۔ بہت وسیع و فسیح آراستہ اور پیراستہ ہی ورائے چار دیواری پختہ و ابواب
عالی و کثرت انواع و اقسام اشجار اسمین چند مکانات نو طرز پر تکلف ہین **نواب**
امراؤ دولہ صاحب کا باغ اسمین عمارات سنگین و پختہ قابل دید تھین ریلوے
سڑک نے خراب و مسمار کر دیا نواب صاحب موصوف کا مزار بھی اسی باغ مین ہے
نامہ نگار کا باغ جو نواب منیر محمد خان کا باغ مشہور ہی۔ یہہ باغ بیرون دروازہ
گنوری متصل شہر برلب تالاب ہی بہت خوشنما چار دیواری کے اندر واقع ہی قبر نواب
منیر محمد خان بہادر مرحوم بھی اسی باغ مین ہے جانب مشرق اس باغ کے ایک باغ مختصر
اور بھی نامہ نگار کا ہی کہ بغایت خوشنما طرحدار تیار ہوا ہی۔ چاہ و مسجد کے علاوہ ایک
سنگین و پختہ بارہ دری برلب تالاب واقع ہی۔ **راجہ خوشوقت رای کا باغ**
اسمین راجہ مذکور کی چھتری سنگین بنی ہوی ہی اور باغ کی وضع بھی اچھی ہے۔ **نواب**
معز محمد خانصاحب کا باغ جو حقیقی بڑے ماموں نواب سکندر بیگم صاحبہ کے
تھے اور اونکا انتقال بست و ہفتم جمادی الآخر ۱۲۸۶ ہجری مین ہوا۔ اس باغ مین
ایک باولی کہنہ ہی گرداوسکے ایک پختہ مکان لداؤ کا بنا ہوا ہی اور مقبرہ نواب غوث محمد خان مرحوم کا
اور مزار نواب معز محمد خان و میان فوجدار محمد خان کا ہی **وزیر باغ** میان وزیر محمد خان بہادر
مرحوم کا باغ اسمین ایک مسجد ہی اور مقبرہ میان وزیر محمد خان صاحب و نواب نظر محمد خان صاحب
مرحوم کا اور ایک باولی ہی گرد باولی کے ایک مکان سنگین منقش نہایت دلکش ہی اور
بھی چند کوٹھین سنگین حوالی باغ مین ہین۔ اور اس شہر مین عمارات عالی سے چند
مکان مستثنی لایق توصیف ہین از انجملہ ایک سرکاری محل دوسرا موتی محل خلد نشین کی عمارت
تیسرا نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کا محل چوتھا نواب معز محمد خان کا محل پانچوان میان فوجدار محمد خان کی

کوٹھی چھٹا نواب امراؤ دولہ صاحب کا محل ساتوین بادل محل آٹھوین ہوا محل نوین غفران مآب نواب
جہانگیر محمد خان صاحب بہادر مغفور کی کوٹھی دسوین مدرسۂ سلیمانی گیارہوین مدرسہ
وکٹوریہ بارہوین مدرسہ پرنس آف ویلس جو عہد شاہجہانی مین تعمیر ہوا اور اس شہر مین
اکیسو چند مسجد پختہ ہین ان انجملہ **جامع مسجد** جو نواب قدسیہ بیگم صاحبہ نے بصرف
پانچ لاکھ ساٹھ ہزار پانسو اکیس روپیہ دو آنہ سہ پاؤ بالاتعمیر کی ہی اور اس مسجد کی
بنیاد ۱۲۴۹ھ ہجری مین اور ۱۲۶۳ھ ہجری مین پوری ہوی اور **موتی مسجد** جو خلد نشین
نے سنگ مرمر و سنگ سرخ سے بموجب نقشۂ **جامع مسجد دہلی** تعمیر کی ہی عمدہ
و عالیشان ہی بڑے بڑے شہرون مین ان دونون مسجدون کے مثل مسجدین
ہی۔ اور چھ لاکھ روپیہ سے زیادہ صرف کرکے **نواب بیگم صاحبہ قدسیہ نے**
نہر تمام شہر مین معرفت صاحبان عالیشان بہادر بنوائی ہی۔ سوائے اسکے اور بھی
بہت مکانات ذیمقدور رعایا کے پختہ اور چوبی منقش اور سادہ کار خوش طرح
وسیع و بلند ہین کہ ذکر اونکا موجب طول کلام کا ہی اور قلعہ فتحگڈہ مین مکان توپخانہ
و سگزین و غلہ خانہ اور محل بالاقلعہ کا اور قلعہ کہنہ مین مقبرہ نواب فیض محمد خان اور
مکان قید خانہ و کہنہ محل **راجہ کیسری سنگھ** بہت اچھا ہی اور چند گھاٹ سنگین
لب تالاب ہندوؤنکے بنائے ہوے بھی مضبوط نفیس و سنگین ہین۔ اور سوائے
اسکے عہد شاہجہانی مین بیرون شہر بھوپال جانب گوشہ شمال و مغرب ایک عمارت
عالیشان و قصر چہلستون الموسوم بہ **تاج محل و پل شاہجہانی** و مدرسہ
و بنگلہ جات **قیصر گنج** وغیرہ واقع **شاہجہان آباد** تیار ہوے ہین۔
اسکی تعریف بیرون از حوصلۂ تحریر و تقریر ہی ٭

ملخص جغرافیہ بھوپال

رقبہ اس ریاست کا چھہ ہزار سات سو چونسٹھہ میل مربع مکسر ہی محال بیرسیہ اس سے مستثنیٰ ہی جو بعد رفع تزلزل زمانہ غدر بجلدوے حسن خدمات وثابت قدمی نواب سکندر بیگم صاحبہ خلدنشین سرکار انگریزی سے عطا ہوکر متحد وشامل مضافات ریاست ہذا ہوا۔ رقبہ اوسکا چار سو اٹھتر میل مربع ہی جملہ سات ہزار دو سو بیالیس میل مربع ہوا۔ ریاست ہذا مین باستثنار دارالحکومت تین ہزار تین سو چونتیس مواضع وقصبات ہین چھہ قلعہ نو سو تینتالیس مندر تین سو تہتر مسجد ایک سو چوراسی تالاب نو ہزار تین سو چھہ کوئین ہین۔ دو ہزار تین سو ترپن باغ اکیسو اٹھانوے کیے آٹھ لاکھ نواسی ہزار سات سو ستر آدمی ہین ملک چار نظامت پر منقسم ہی تینتیس پرگنے چار تاظم تینتیس تحصیلدار سینتیس تھانہ دار مقرر ہین شہر مین چھتیس محلے پچیس دفتر تین قید خانے چار مطبع دس مدرسے آٹھہ شفاخانے ہین۔ مضافات مین چونسٹھہ مدرسے تینتیس شفاخانے معمور۔ آمدنی خالصہ کی چوبیس لاکھہ پچھتر ہزار چھہ سو اٹھاون روپیہ چار آنہ سال کی ہی جاگیرات علٰحدہ ہین۔

فصل سوم در حالات شعرا شریک انجمن شاعرہ وکیفیت مراتب نامہ نگار کہ منجانب علیاحضرت سرکار عالیہ والیہ بھوپال دام اقبالہا مرعی ومبذول است

نمود تخلص ہی ہیچدان ژولیدہ بیان نامہ نگار کا جنے حداثت سن سے چتر

ظلّ عاطفت وشفقت شاہجہانی رشک اکلیل مکلل فرق سلطانی کو اپنے سر پر
سایہ افگن پایا۔ اگر نامہ نگار اوسکو اس سرزمین و آلکہ بسیط کا آسمان محیط کہے
تو بجا ہی کہ جہان جانتا ہی چرخ دوّار کی طرح سر پر پاتا ہی۔ جواہر محبت مادری
بزنگ گوہر شہوار اوسپر نثار۔ پدر بزرگوار کی سرپرستی ان مراعات وحسن التفات
کے حضور دراز دستی ہی زبان مین اتنی طلاقت بیان مین ایسی بلاغت تقریر
مین اتنی وسعت تحریر مین ایسی فسحت کہان ہی کہ جنابہ بھوپی صاحبہ معظمہ یعنی
سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال دام اقبالہا وحفظہا اللہ تعالی عن الحوادث الدنیا
ولوازل الدین الی یوم الدین کے مراحم خسروانہ ومکارم بزرگانہ معرض اظہار
مین آسکین۔ الغرض اس وابستۂ دامن دولت کو سرکار عالیہ دام اقبالہا نے
مہد آغوش مین پالا جب کہین ہوش سنبھالا بواسطہ حضرات فضائل آیات مولوی
نورالحسن صاحب مغفور ومولوی بخاری صاحب سہرور ومولوی عبدالرشید صاحب
کشمیری مرحوم نور اللہ مراقدہم ومولوی وسیم احمد صاحب رامپوری ومولوی
مفتی عبدالحق صاحب کابلی ومولوی محمد ہادی صاحب عمری سندیلوی مدظلہم
اقلیدگنجینۂ علم عربی وفارسی نامہ نگار کے ہاتھہ آئے۔ اور مسلک سخنگوئی مین سرآمد
شعرائے روزگار حضرت اوستادی میان عنایت محمد خانصاحب مدمجدہ
نے رہنمائی فرمائی۔ سرانجام امور تدبیر منزل ومطالعۂ کتب عربیہ وفارسیہ
وانگریزی وتواریخ وغیرہا کا رانتدن مشغلہ ہی واقعی یہہ سخت مرحلہ ہے ع
کار دنیا کسی تمام نکرد ✤ شعر

عالم بالاست جائی این نہال بارور	ریشۂ خود در زمین عاریت محکم مکن

ترا در بوتۂ گل بہر آن داد ند این مہلت	کہ سیم ناقص خود را کنی کامل عیار اینجا

مواضع جاگیر بقدر کفاف نامہ نگار و برادر عزیز القدر حلیم الطبع مستقیم الوضع میان صدر محمد خان صاحب طال عمرہ جنکی طینت سے صلاحیت مربوط اور طبیعت سعادت طویت سے ثقاہیت منوط ہی چوبیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کے منجانب علیا حضرت والیہ بھوپال دام اقبالہا بطور تملیک سوای باغ مینو سواد مقرر ہین اسیطرح کیفیت اعزاز و اکرام کی اسلحہ بندی مواقع دربار نشستہاے کرسی درجہ اعلیٰ و تعیین مراسم سلامی براہالی افواج ریاست و اعطاے تمغہ طلائی بتقریب دربار کلکتہ منعقدہ سنہ ۱۲۹۹ ہجری وارد لی سواران وغیرہ سے ظاہر ہی۔ صحائف سرکاری جو بنام نامہ نگار کالوحی من السماء نزول اقبال و حلول اجلال فرماتے ہین اونمین الفاظ القاب مع لفظ صاحب یون مرقوم ہوتے ہین قرۃ العین کامگاری فروغ جبہۂ نامداری فرزند رشید و فرزند حمید اسیطرح برادر کہین طولعمرہ یاد فرمائے جاتے ہین گلزار امتداد حیات بے ثبات مین نامہ نگار چھبیس برس سے گلگشت کر رہا ہی الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ پابندی احکام مذہبی کا بھی دم بھر رہا ہی مصنف عفی عنہ

ہون دلاحد فرائض سے مین کیونکر باہر	موت آئے جو حرم سے ہو کبوتر باہر
از رباط تن چو بگذشتی دگر معمورہ نیست	زاد راہے بر نمیداری ازین منزل چرا

راسخ تخلص نیر سپہر فضل و کمال جناب اوستادی میان عنایت محمد خان صاحب بن محمد عادل شاہ خان بن نور محمد خان بن محمد عمر خان اکوزئی بنیروال

بلاسپوری مضاف دارالریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور روہیلکھنڈ و خاص
نبیسہ داماد نواب **غوث محمد خان بہادر** نواب حیات محمد خان بہادر بن نواب
یار محمد خان بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر جنکا ذکر خیر فصل فرمانروایان بھوپال
مین گذرا۔ اگر نامہ نگار انکی شان مین مستغنی عن المحامد والالقاب کہے تو زیبا ہی لہذا
انکشاف حالات واقعی پر اکتفا کر بلحاظ تلمذ کہ محمول بہ مبالغہ نہو درست و بجا۔ انھون نے
بزمانۂ اوائل خاص اپنے وطن مین مولوی سید آل حسن و مولوی سید عثمان علی
عثمان تخلص و مولوی حکیم محمد یوسف خان یوسف بلاسپوری سے کتب درسیہ فارسی
کو پڑہا زان بعد حسب ایماء والد ماجد خود رامپور آکر اُنسوۂ کملاء روزگار شیخ احمد علی
صاحب احمد کی شاگردی سے نامور ہوکر تا بہمرسی استعداد معقول بمحلۂ چاہ شور کہ ایک
محلہ محلات مشہورہ رامپور سے ہی اپنی ہمشیرۂ مرحومہ کے گھر مقیم رہے۔ نامہ نگار سے
بسبیل اذکار کبھی فرمایا ہی کہ یہہ ہمشیرہ میری باعتبار شفقت مادر مشفقہ سے کم نہ تھی۔
اسی طرح حسن التفات کے بارہ مین اپنے اخوی احمد حسین خان برادر کہین
علی حسین خان کے جو محلہ مذکورہ مین کوٹھی والے مشہور ہین شکر گذار پاے۔
انکی طبیعت خیر طوتیت اغاز سن شعور سے مائل سخن ہی کلام معجز نظام میر احمد علی رسا
رامپوری شاگرد شیخ علی بخش بیمار و سید اسمعیل حسین منیر مرحوم شکوہ آبادی شاگرد
شیخ امام بخش ناسخ کو دکھایا ہی۔ اور نیز خاص جلسہ ہاے مشاعرۂ سرکار رامپور
مین شریک ہوتے رہے جہان بڑے بڑے شعراے نامی مثل منشی مظفر علی
اسیر شاگرد مصحفی و منشی امیر احمد شاگرد اسیر و نواب مرزا خان داغ شاگرد ذوق
المخاطب بہ خاقانیٔ ہند و خواجہ ارشد علیخان قلق و شیخ امداد علی بحر و میر

ضامن علی جلال وغیرہم جو تلامذہ شیخ امام بخش ناسخ سے مشہور آفاق ہین اور
جنکا وطن نواب صاحب بہادر والی رام پور کی قدردانی نے اوس خطہ
گلزمین کو بنا دیا ہی موجود ہوتے۔ غرض بتاریخ پنجم رمضان المبارک ۱۲۸۹ ہجری
حسب خواہش اپنے خسر میان فاخر محمد خان صاحب جاگیردار کے جو اخوان الریاست
مین بڑے صحیح النسب اور دودمان والا سے میرازی خیل کے شمار مین فرد واحد
تھے بعد طی مدارج نسبی و محضر نامہ مختوم جسمین مواہیر شرفار بلاسپور و امرار رامپور
محبوبان مہ جبین کی افشان و نجم کہکشان کا حسن دکھاتی تھین قصبہ بلاسپور سے
بھوپال آئے انکے خسر نے بڑی عالی ہمتی کو کام فرما کر نکاح انکا بصرف زر خطیر
اپنی دختر خاص کے ساتھ جو موسومہ بہ نصیر بیگم بنت صاحب بیگم بنت نواب
غوث محمد خان بہادر تھی کر دیا۔ تا بحیات اپنی اہلیہ کے کہ اوس مغفورہ
کے نام مواضع جاگیر کی سند تھی اور تین چار ہزار روپیہ آمدنی کا سالانہ ملتا تھا بہر صورت
فارغ البال رہے۔ جب انکی اہلیہ نے بمرض آکلہ انتقال کیا اور اپنے فرزند
معصوم مرحوم کے داغ کو خانہ گور تارکار روشنی کے لئے چراغ بنایا سرکار
عالیہ دام اقبالہا نے کہ بیشک سرزمین ہند کے آسمان سخاوت کی آفتاب ہین انکو
بدستور قدیم محکمہ مناصب مین بزمرہ اخوان الریاست مفخر و نامور رکھا۔ مرد مہذب
و متین و خوش خلق و خلوت گزین صاف باطن پاک نہاد مجمع محاسن گرامی نژاد
ہین عابد و زاہد ہین خیر خواہ کافتہ الانام بھی یقینی ہین۔ انکی تصنیف منیف سے
رسالہ واجب العمل مطبوعہ مطبع نظامی ۱۲۹۹ ہجری مین جو شایع ہو چکا ہی وہ
عام خلق اللہ کی ہمدردی پر دال اور انکی نیک نیتی کا شاہد ہی متانت اور بلاغت

اوس ماقل و دل کی محتاج زبان ناطقہ نہین قلزم طبع نے مواعظ و نصایح
کے دریاے متلاطم بہاے ہین باعتبار شمار سال سینتیس برس کی عمر ہی اور بوثوق
خصائل و فضائل و اطوار و کردار و تجربات سرد و گرم روزگار یہہ جوان بیدار مغز
گویا پیر منقاد سالہ ہین - مدت سے طبع مبارک کا شغف اسرار اندرز و انداز
ہی فکر اشعار سے انکار ہی - انکا یہہ قول ہی کہ جو شخص رغبت کوش خلق اللہ ہی
فضل ہی اور جو کلام مفید عام نہین مہمل - چونکہ انھون نے رسالہ واجب العمل
کے ۴۷ و ۴۸ صفحہ مین شاعری کی ہجو ملیح کی ہی لہذا جہت اندراج نامہ انکی غزلیات
کے لینے مین ادھر سے اصرار اودھر سے دینے مین انکار رہا - ہر آئینہ یہ بسمی
نامہ نگار جو دو تین غزلین بہم پہنچین تبرکاً و تیمناً ردیف حرف الف مین زینت نامہ کین ٭



عاقل تخلص سخن پیوند شیرین مقال فارس مضمار جاہ و جلال میان **عاقل محمد خان**
صاحب بن میان شیر محمد خان صاحب بن میان امیر محمد خان صاحب - نامہ نگار
کے عم بزرگوار اخوان الریاست مین اعلی درجہ کے ذی اعتبار و باوقار ہین
اصناف سخن پر قدرت اور انواع کلام مین مہارت رکھتے ہین اور اخلاق
معنوی کو آپکی شمائل صوری پر ترجیح ہی - اور تو تیاے مروت آپکی چشم شرم گین
و دیدہ حق بین مین طرفہ سرمہ منظور نظر ہی - اور شعار احباب نوازی و دثار
دمسازی بصد اسلوب رعنائی زیب بدہ سرمایہ علم و فضل آپکے بخت اسعد کی
ایک دولت لازوال ہی اور بضاعت حلم آپکے سینہ بے کینہ مین امانت بے قیل و قال

نفسانیت سے خالی صلاحیت سے مملو ہین وصف انسانیت سے موصوف
لقاہیت سے دو بدو ہین تواضع عمدہ نعمت قسام ازل نے آنکو عطا فرمائی
وضعداری ایک مرغوب چیز دنیا مین آپ کے ہاتھ آئی اوصاف صفائی دل اگر
لکھے جائین کیوس دوائر صاف آئینہ کا جلوہ دکھائین روئے مداد لبان
جوہر سیماب سفید ہو جائے ہر سطر برنگ عصائے سیمین غلطان نظر آئے
آپ کا چراغ زندگی چالیس برس سے کاشانۂ عالم مین روشن ہی اور فن
شعر مین محمد عزیز اللہ خان عزیز سے استفاد فرماتے ہین ۔

عزیز تخلص منشی جاد و تقریر مبدع معنی دل پذیر صاحب حلم و حیا جامع محاسن
تسلیم و رضا محمد عزیز اللہ خان بن محمد فیض اللہ خان بن منگل خان بن
ماہ علیخان عالی دودمان قوم بنگش سے منسوب متوطن بلدۂ بھوپال ۔ اس عزیز
مصر دلہاے اہل سخن کا گوہر ذاتی و جوہر صفاتی معنی طراز لفظ یوسفی و مطلع
نور افزاے ماہ کنعانی ہی ۔ ہلال اسکی طبع روشن سے اپنی اسناد اقتباس
انوار کو مستند پاکر بفرط انبساط و مسرت یہہ بخود بالیدہ ہوا کہ مہر مستنیر شامگاہ خجلت
و زرد روئی سے عرق تشویر ظلمت شب مین ڈوب ڈوب جاتا ہی اصداف
طبع رنگین طبعان معنی آفرین نے اسکے قطرات نیسان فیض سے وہ وہ گوہر
ضیا پرور حاصل کیے ہین کہ جنکے رشک صفا سے لولی فلک گوشوارہ عقد پروین
و پران کو پا انداز چرخ پر پھینک پھینک دیتی ہی ۔ جہان اوسکا شاہد تمکین و وقار
کرسی نشین ہو وہان ذرہ غبار بادپیما با فراط ثقالت دوش ریح عاد پر وہ گران

سنگ ہو کہ قلۂ قاف سر بفلک فرسا اوسکی تاب برداشت سے غبار دیدۂ نیستی
و توتیا چشم عدم ہو جائے ۔ اب کلید طلسم چہل سالگی سیر گاہ ظہور ستان
عالم ایجاد و تکوین کا رپرداز ان طلسم بند قدرت نے اس فاتح باب طلسم کو عطا
کی ہی ۔ مرد بامروت متوسلین ریاست سے ہین فی الحال محکمہ سائر کل مین بعہدۂ
سرشتہ داری مامور اور وضعداری کے ساتھہ نزدیک و دور مشہور ہین ۔
جیسی انکی صفات باطنی سبب نازش اخلاق حسنہ ہین ویسی ہی صفات ظاہری
خلعت علوم عربی و فارسی سے محلی ہین ۔ زلہ ربائی خوان فیض علوم جناب مولوی
نظام الدین صاحب و مولوی پناہ محمد صاحب و مولوی عبد اللہ خان صاحب سے
سیر و پرمائدہ ہین عالم طفولیت سے طبع رسا مائل سخن ہی چنیدے میان
ایاز محمد خان صاحب بھوپالی نے انکے کلام شیرین کو قند مکرر کیا فی زمانا
بطور خود مشق سخن ہی ۔ جواہر مضامین رنگین و دلفریب و لآلی اشعار آبدار زیب
بساط اوراق ہین

تمیز تخلص صاحب فکر خوب و ادائے مرغوب رطب اللسان عذب البیان
جوان ذہین ظریف متین عالم علم یقین منشی شیخ منیر الدین بن شیخ منون
بن شیخ کمال الدین الصدیقی ۔ یہہ مرد سنجیدہ شعار اخلاق حمیدہ سے آراستہ
اور لباس اطوار پسندیدہ سے پیراستہ ہی ۔ سینہ اس صاحب صوم و صلوٰۃ کا
جواہر زواہر معانی کا سفینہ ہی اور طبع رسا نقود مضامین کا گنجینہ وطن قدیم
اماجد منیر الدین مئو شمس آباد عرصہ صد سال سے والد ماجد اس ذیشعور کے

وارد سواد خوش بنیاد ریاست ہذا ہوے اور گلزین قصبۂ باری کو جو منضمات
ریاست ہذا ہی نشیمن مسکن بنا کر ملازمین نواب بیگم صاحبہ قدسیہ مین داخل
اور زمرۂ متوسلین حضرت مغفورہ مین شامل رہے - منیر الدین نے بعد تحصیل
علم ہندی و فارسی بصلاحیت سرانجام خدمات لائقہ دولت سرفرازی و نقد نکیامی
سے کفک سعی و عرق ریزی کو کنوز تحسین و آفرین بنایا - عرصہ ہشت سال سے
ملازمین راقم اوراق کے شمار مین بعہدہ ہاے مختلفہ مثل داروغگی کوٹھہ و باورچیخانہ
و کارخانہ و اصطبل وغیرہ مامور ہو کر الحال محافظ کتب خانہ روبکاری نامہ نگار رہے
اور شعر و سخن مین بنسبت تلمذ نامہ نگار ہیچمدان کلیل اللسان کی طرف منسوب -
بیوت عمر کے خانہ چہلم مین فروکش ہی گو ہر اشعار آبدار کا ہر مصراع بر جستہ سلک مروارید
اور قابل دید

اخلاص تخلص صاحب طبع سلیم و ذہن قویم زبدۂ جوانان مستقیم الوضع شیخ
نور الحسن خلف شیخ کرم حسین شعشعۂ آفتاب ہدایت و لمعۂ شمع نجابت و شرافت
قاضی داؤد انصاری مد ظلہ در اصل ہرات وطن تھانی الحال قصبہ جلال پور
عرف دہی ضلع راے بریلی سکن ہی - تا بحیات شیخ کرم حسین مسند عالی مضافات
ریاست ہذا کو تخت فریدون و مسند جم پر نازاں رہا اور بعد انتقال پدر خود
اخلاص نے بھی اسی ریاست مین بعہدہ ہاے مختلف سرفرازی حاصل کی زان بعد
اوس گروہ حق پژوہ مین شامل ہو کر محرر کارخانہ جات رستم رہا جو منجانب العباد
نامہ نگار کے سپرد ہے اخلاص کو خوش سلیقگی و نیک طینتی سے وہی نسبت ہی

جو گل کو رنگ و مشک کو بو سے ۔ تلامذۂ مرزا آغا حسن **امانت** لکھنوی مین سر برآوردہ ہین اب مشق سخن بطور خود کرتے ہین ۔ گو بظاہر شاہدان مضامین دلفریب و رنگین ادا و بیگانہ مزاج اس خوش فکر و رنگین طبع کے فیض موانست سے بے بہرہ و ناآشنا ہین مگر اسکی بندش تازہ و ترکیب چست کی آرزو منکشی باطناً اونکو بھی بے چین کیئے ہوے ہے اکثر بزم آرایان شعر و سخن سے اتحاد قایم و خصوصیت مستحکم ہی ۔ بتیس برس سے اس عالی خاندان کی بلبل روح گلزار قالب کو نشیمن جانکر باغ باغ ہو رہی ہی بہار طبع رنگین اخلاص سے اوراق نامہ رشک دامن گلچین و غیرت گلزار ریاحین ہین ٭

عیش تخلص صاحب طبع وقاد و ذہن نقاد شاعر بیمثل و نظیر مشیر برنا و پیر مورد مراحم سرکار عرش سریر منشی **محمد شاہ میر خان** ساکن بھوپال ۔ مرد کامل خرد یگانہ و نیک نہاد فرزانہ خیر اندیش ہر خویش و بیگانہ محافظ جواہر خانہ **سرکار ابد قرار** دام اقبالہا ۔ بڑے محقق و مدقق عباد زہاد سے ہین درج طبع جواہر زواہر علوم عربی و فارسی سے مملو رکھتے ہین اور افتخار باریابی دربار دُر بار سرکار ابد قرار و شرف حضوری حضار فلک اقتدار سے خود کو سرخرو اس مرد سعادت منش و پاکیزہ روش کی تعریف احاطۂ تقریر سے بیرون و حوصلۂ تحریر سے افزون ہی ۔ روح انکی چالیس برس سے خانۂ تن و مکان بدن مین بمنزلہ رہگین جاگزین ہی باقی کیفیت تلمذ وغیرہ افسوس کہ نامہ نگار کے حیطۂ علم سے باہر رہی فلہذا تشریح حالات مابقی مین ناگزیر ۔ مداد محبرہ صریر خامہ کے لئے سرمۂ گلوگیر

گلشن افکار کی بہار گلہاے اوراق پر غیرت صحن جنان و رشک باغ رضوان ہی۔

عاشق تخلص صاحب فکر بلند و طبع ارجمند عندلیب نواسنج گلستان جادو بیانی ژندباف زمزمہ سراے بوستان خوش الحانی آوارہ مزاج ظرافت امتزاج ماہر اسلوب دلجوئی۔ عزیز مصر خوبروئی **یوسف صاحب** عف دولاے **صاحب** ابن کپتان مانوک صاحب قوم **فرانسیس** منجملہ متوسلین ریاست ہذا معزز و محترم۔ درس و تدریس مین کمر ہمت چست و عزم سخن سنجی درست رکھتے ہین تفنگ اندازی مین طاق۔ آہو پرستی مین شہرہ آفاق مرد شجاع و دلیر ہین غزال آسا انکی نظرون مین شیر ہین انکے انفاس اگر نسیم سحری کا دم بھرین تو جاے شگفت و محل تکلم نہین کہ افسردگان سرد مہر بہاے رنج و تعب و خاموش نشینان بزم تہذیب و ادب کو گو غنچہ وار دل گرفتہ و لب بستہ ہون انکی گرمی صحبت و مجالست سے گل خندان کیطرح کھلکھلانا پڑتا ہی۔ بظاہر ترکیب انسان و بباطن خاصہ کشت زعفران رکھتے ہین۔ بتیس سال کا عرصہ ہوا کہ انھون نے کتم عدم سے جلوہ گاہ ظہور مین قدم رکھکر با بیاری باغبان کائنات و میر آبی نخلبند چمنستان موجودات اپنے نہال قامت کو گلشن عالم مین سیراب و شاداب پایا۔ مولد دارالاقبال بھوپال ہی انکی طبع رنگین کے گلہاے نتایج بساط اوراق پر چیدہ ہین ٭

حافظ تخلص شیرین زبان فصیح بیان اشرف خاندان سیادت امجد و دمان

شرافت سرو بُستان مجد و بہا جامع مزایاے فہم و ذکا صاحب تصنیف و تالیف
حافظ سید ممتاز علی بن میر اعجاز علی حسینی جعفری بھوپالی روبکار نویس محکمہ
نیابت ریاست ہذا خلق و مروت توام رکھتے ہین اور سرمایۂ علم بقدر ضرورت
فراہم - اگر یہہ شناور بحر لطافت و سعادت فکر رسا کو دریاے موآج معانی مین
غواص بناکر کلک جواہر سلک اوٹھاے - گوہر مقصود سے درج طبع کو صدف
کاغذ کو در فشانی خامہ سے سفینۂ مروارید بناے - غنچۂ سخن کی شگفتگی کے لیے
اس گلشن پیرے احدیقہ رشد و سعادت کی فکر پر بہار نسیم سحر کا جھوکا ہی - اور شگوفۂ
مضامین کی تازگی کے لئے اس چمن پیرائے روضۂ نقابت کی طبع رنگین بادبہاری
کا کلگونہ - ازاہیر معانی کی شادابی اس بلبل گلزار فصاحت کے دم سے رونق تازہ
دکھاتی ہی گویا کہ نسیم صبحدم غنچون کے گلے سے جھوم جھوم جاتی ہی - اوائل مین
انکے چمن افکار کے نہالان نتایج بہ نخلبندی **شیخ محمد عسکری** موزون ہوتے
تھے - اب مولوی **فدا علی** صاحب **فارغ** مرادآبادی سے انکے ایسے تعلقات
ہین جیسے خسرو خاور سے شاہ انجم کے ؎

بعد نومیدی بسے امیدہاست		درپس ظلمت بسے خورشیدہاست	

شیخ عصر ۱۲ تاریخ ولادت ہی جس سے درجات عمر کا چونتیسوان درجہ ثابت ہوتا ہی
انکی افکار گہربار کے نتایج سے سفائن اشعار رشک اصداف مروارید ہین ✤

عسکری تخلص قافلہ سالار سخن سخنان رونق افزاے انجمن شاعران کہن -
میکدہ آشام بزم سخنوری **شیخ محمد عسکری** خلف شیخ غلام ضامن صاحب مرحوم

برادر مامون زاد مدار المہام منشی محمد جمال الدین خان صاحب بہادر منفور
متوطن خاک شاہجہان آباد عرف دلی نزیل دار الاقبال بھوپال - یہہ ایک عجیب
بزرگ شخص ہین انکے اشعار انکے اسرار و واردات دل کے انکشاف وعقدہ کشائی
مین ناخن گرہ کشا کا کام کرتے ہین بندش الفاظ ہر ایک سے نرالی اور انداز شاعری
سب سے جداگانہ ہی دیکھیئے تو ہر شعر ماجراے قلب و سرگذشت مضمر کا فسانہ ہی
بزم سخن انکی شرکت سے رونق پذیر - مگر داد سخن مین قوت ناطقہ انکی سرمہ گلو گیر
دیار ہند امین جہان کہین بزم شعر قرار پائے غیر ممکن ہی کہ انکا شوق خضر آسا رہنمائی
کرکے کشان کشان انکو وہان نہ پہنچائے باوصف اس ضعف و ناتوانی کے
کہ (کیک پیری صد آزار) ہجوم امراض مین یہہ حضرت نگین وار جلوہ گر ہین - مگر ولولہ ہاے
غزلخوانی عالم نوجوانی سے زیادہ غوغائے قیامت زاسے افزون تر - بزم
سخن مین انکے جوش و خروش سے شمع محفل کو باوصف آتش زبانی انکے مقابل
اکثر خاموش ہوتے بنی - اشعار فی البدیہہ لکھنے مین انکے قلم کا نیا انداز ہوتا ہی
گویا کہ سرگرم خرام ناز شاہد طناز ہوتا ہی مگر بارہا دیکھا کہ انکے ہر دو مصراع شعر
شواہد معانی کی مفارقت سے صفحہ قرطاس پر اوداس مانند آغوش یاس ہین
بعض محاورات اساتذہ جیسے یہہ لفظ - ہیگا اور رہیگی - وغیرہ جو فی زمانہ متروک ہین
اس نادر الوجود بزرگ کے نزدیک ناجائز و غیر فصیح نہین بدین وجوہ انکے اکثر
اشعار ناخن بدل زن کا بھی ایسے ہی الفاظ سے قافیہ مضمون تنگ نظر آتا ہی
پھر باوجود اسکے اگر یہہ اعجوبۂ روزگار کوچۂ شاعری مین قدم تعلی اوٹھائے
فلک الافلاک کو بساط زمین و حضیض مار و طین کی طرح فرش پا انداز بنائے

انکی وضع خاص کے اشعار اگر درج نامہ ہوتے ناظرین ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جاتے مگر قال اللہ تعالی فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا قصہ مختصر چالیس برس سے ریاست ہذا مین خدمات شایستہ پر مفخر رہے چندے نامہ نگار کے ہان بعہدۂ جلیلۂ کامداری جو پچہتر روپیہ ماہوار مستقل طور پر ہین قایم مقام رہکر زمرہ متوسلین مناصب مین شامل ہوے مراحل سنین جادۂ زندگانی سے ساٹھوین منزل مین نازل منزلہ ہین اور کوس اقامت پر شادیانون کی طرح متواتر ڈنکا لگا رہے ہین ؎

درکہن سالی زمرگ ناگہان غافل مشو	برگ چون شد زرد از باد خزان غافل مشو

خدائے عزوجل انکے انفاس مین برکت عطا فرماوے اور انجام بخیر۔ مشق شعر والد ماجد اپنے سے بہم پہنچائی ہی انکے چمن افکار پر بہار کے نواخل نتائج بعد قطع وبرید اغصان بیجا وافنان نازیبا ناظور بستان نامہ کو ہر آئینہ موزون کرنا پڑا۔

فصل چہارم در غیر لیات شعرای شریک انجمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الالف

غزل نمود

ہی تصور سخت مجکو اک بت بے پیر کا	سنگ پر لکھا ہی کیا نامہ مری تقدیر کا

ہی دلا دیوانہ کسکی چاندسی تصویر کا
ماہ کا ہالہ ہی ہر حلقہ مری زنجیر کا

تھا دم تصید کیا انداز اونکے تیر کا
ہی جو اک عالم تماشائی دل نخچیر کا

ہی جو فندق سے برنگ شمع ہر انگشت یا
مجکو ناخن گیر پر دہو کا ہوا گلگیر کا

کیون نہین کرتا ہی ای ظالم شہید روسفید
کیا مرا بخت سیہ ہی میان اس شمشیر کا

تیرہ ہوجائے شب مہ مثل شبہای محاق
رنگ دکھلاؤن جو دو دنالہ شبگیر کا

رات کو وہ غیرت شمشاد آیا خواب مین
قمریون سے حال پوچھا چاہیے تعبیر کا

جسکو دیکھا اک نظر تونے وہ تیرا ہوگیا
کام آنکھون سے ارے ظالم لیا تسخیر کا

میری حیرانی کی یاد آنے سے حیرت ہوگئی
حال جب اوس گل نے دیکھا بلبل تصویر کا

دفن ہی کشتہ جہان اوس سیمتن کے عشق کا
جانتے ہین ڈھیر اکسیری اوسے اکسیر کا

سمجھا مین دریا کو دیوانہ ترا ای بحر حسن
شبہہ جب مجکو طلا طسم پر ہوا زنجیر کا

اک پریرو کو مسخر جبہہ سائی سے کیا
داغ پیشانی نہین افسون ہی یہہ تسخیر کا

دم خفا قاتل کا میری سخت جانی سے ہوا
روح جب نکلی تو پھر جوہر کھلا شمشیر کا

دیکھتا ہی چشم مہر و ماہ سے پیر فلک
جلوہ اپنے نوجوان کے حسن عالمگیر کا

جو مقدر مین لکھا ہی وہ نقش کالحجر ہی
پھر عبث ہی ادعا تدبیر اور تحریر کا

مین خدائی مین ہون حال صنم کا قرا نہین ہے
وصل یارب کس سے چاہون اوس بت بیپیر کا

مشتعل ہی ای نمود اب صورت تیر شہاب
ہوگیا عالم یہہ سوز نالۂ شبگیر کا

دیگر

نہ کچھ بس چل سکا ناوک فگن کے زور بازو کا
نکالا پر نہ نکلا جذب دل سے تیر پہلو کا

برنگ گل جو عریان ہو بدن اوس سرو دلجو کا
تن نازک پہ ہو موج ہوا سے کام اُلجھا کا

اوڑاتا ہی جنون بے پر مجھے صحرائی وحشت مین
مقرر مجھپہ سایہ پڑگیا ہی اوس پریرو کا

اسیر زلف ہوکر ہون نہ زندونمین مردونمین
اشارہ کیجیے مجھہ نیم جان پر تیغ ابرو کا

کسینے جسطرح تارے جڑے ہون کاہکشان مین
یہہ عالم سینۂ پرنور پر ہی اونکے جگنو کا

چُنا کرتا ہی تنکے اوپر پر تیرا دیوانہ
سلیمان سے لکھا کر لادے اک تعویز بازو کا

لیئے پھرتے ہین بیت اللہ کو ہمراہ دنیا مین
تصور ہر جگہ ہی ایک بت ہی تیرے طاق ابرو کا

وہ دیوانہ ہون جب آسیب ہجر شمعرو دیکھا
بنایا ہی پر پروانہ کو تعویز بازو کا

سر بازار یون قاتل نے دو ٹکڑے کیا مجکو
برابر جسطرح سے ہو ہر اک پلّہ ترازو کا

سمجھتا ہون حصار افسون کرونگا گنج مرقد کو
اثر یہہ بعد مردن بھی ہی عشق چشم جادو کا

بڑھی مشق ستم یانتک اب اوس سفاک عالم کی
کہ قتل عام کرتا ہی اشارہ تیغ ابرو کا

مجھے روئیمین سبزہ گوشہ جانان کا جو یاد آیا
زمرد سا نظر آنے لگا ہر قطرہ آنسو کا

عفونت کہتے ہین وان نکہت گلزار عالم کو
دماغ اپنا بنا ہی آشنا جس گل کی خوشبو کا

رجب کا چاند ہی یہہ مصحف رخسار پر دیکھون
کہ دیکھا تھا صفر مین منہ نمود اوس آئینہ رو کا

غزل راسخ

ہو جو ای مانی تصور یار کی تنویر کا
برگ نخل طور ہو کاغذ مری تصویر کا

ہو گیا مجنون مین اک عیسی نفس کے عشق مین
شور ہی چرخ چہارم تک مری زنجیر کا

سرمہ تسخیر تجکو ای پری کیا چاہیے
چشم جادو مین ہی عالم سرمہ تسخیر کا

دیکھہ لے قد کو ترے قمری اگر اے شمعرو
طوق بھی گردن مین ڈالے آہن گلگیر کا

آیا گہوارہ سے طفلی مین جنازہ کا خیال
ہوگئی یاد کفن عالم جو دیکھا شیر کا

وصل اک خورشید رو سے ہوگیا ہی خواب مین
کس معبر سے مین پوچھون حال اب تعبیر کا

راسخ اوس ناوک فگن کا گو شوارہ کیجئے
لعل پیکانی ہی میرے خون سے پیکان تیر کا

دیگر

ہی ندائے غیب گر عالم مری تقریر کا
لوح ناخواندہ لقب ہی صفحہ تحریر کا

ہی فلک پر شور اپنی آہ بے تاثیر کا
نسر طائر تک نشانہ بن گیا اس تیر کا

صحبت کج طینتان ہی راست بازون کو مضر
ہی کمان کا ربط خاک آغشتہ ہونا تیر کا

گل ہوے ساکت یہہ تیرا روے خندان دیکھکر
ہوگیا گلشن مین عالم گلشن تصویر کا

تشنگی جان کنی ہو آب آہن سے شہید
ہون دم تسلیم گرگشتہ تری شمشیر کا

عکس سے کس شعلہ رو کے شمع ہی ہر شاخ گل
دست گلچین نے مجھے دھوکا دیا گلگیر کا

سمجھے ہم وحشی تری آنکھون مین ڈورے دیکھکر
دام گسترده ہی یہہ صیاد آہو گیر کا

مانگیے اب وصل جانان کی دعا پر ہر قنوت
استخارہ کیجئے تدبیر سے تقدیر کا

باعث سوز درون شعلہ ہین خرگاہ مین
کام ہر نوک مژہ دیتی ہی آتشگیر کا

نطق کا تیرے اگر محو شنیدن ہی مسیح
منتظر ہی طور پر موسی تری تنویر کا

چھوٹ کر یارانسے ہو احرونکی زلفون مین اسیر
سلسلہ فردوس مین بھی ہی مری زنجیر کا

رشک کہتا ہی کہ جب خط اونکا بھیجا چاہیے
چشم قاصد مین ہو عالم دیدۂ تصویر کا

حضرت شاہجہان کا عہد اب بھوپال مین
لطف دکھلاتا ہی راسخ عہد عالمگیر کا

دیگر

تصور ہی جو روٗ نمین مجھے اک قد دلجو کا
گمان عالم کو عین آنکھونمین ہی سرو لب جو کا

بتسلیم خم ہر کا فرو دیندار رکھتا ہی
بڑھا طاق حرم سے رتبہ کیا محراب ابرو کا

جو میزان خرد مین کیا کمی ہی اونکو دولت کی
بھرا دیکھا ہی زر سے بیشتر پلّہ ترازو کا

نظر آتے ہین ساکت صورت تصویر کیون ناصح
یہہ حضرت دیکھہ بھاگے جلوہ کیا اوس آئینہ رو کا

پھونکا جاتا ہون مین تیری دل سوزی کی گرمی سے
زبان حال سے کہتا ہی تکیہ میرے پہلو کا

کیا مجنون مجھے عشق غزال چشم جانان نے
بجاے طوق گردن مین ہو حلقہ چشم آہو کا

اگر نامہ مین اوس محبوب زون طبع کو بھیجون
کبوتر ہو وہین طیّار شاہین ترازو کا

نہین دل مین خیال اوس یاسمین رخ کا سمانے سے
مگر شاخ صنوبر مین لگا ہی پھول شبو کا

گمان شہپر پرواز ہو گا آستینون پر
ہلیگا گر دم رفتار بازو اوس پریرو کا

حرم کی پردہ پلکین ہین شریف کعبہ مردم ہین
دکھایا آنکھہ نے اوس بت کی رتبہ طاق ابرو کا

غبار آنکھونمین دیکھے ابلق لیل و نہار اوسکا
بیان پھر تو سن عمر روان کی کیا تگاپو کا

مسخر ایک دم مین ساحران چاہ بابل ہون
پڑہون افسون جب اوس زہرہ جبین کے چشم ابرو کا

مین گریان گھر مین ہون خاموشی سر و چراغان سے
تبسم ہی حمینا خانہ ویران مین جگنو کا

تصور اوس غزال چشم کا گھر مین جو ہی راسخ
بناہر روزن دیوار حلقہ چشم آہو کا

دیگر غیر طرح

بیان ہو کیا دلا اب آرزوے تیغ قاتل کا
ستم ہی طائر جان پر تڑپنا مرغ بسمل کا

دہان زخم پانی مانگتے ہین تیغ قاتل کا
تن مجروح سے شاید ملا ہی خون سائل کا

فغان کے ساتھ ہر دم جانتا ہون جان نکلتی ہی
ملا مجھ خستہ کو حلق بریدہ نیم بسمل کا

نظر آتا نہین وہ گل مجھے گلزار عالم مین
بدلنا چشم سے مجکو پڑا چشم غنادل کا

سحر جب ہوتی ہی گلشن مین غنچے قتل ہوتے ہین
نسیم صبح سے پوچھون ٹھکانا کوے قاتل کا

مشابہ سنبل و نرگس سے چشم و زلف ہی لیکن
تفاوت ہی سر مو سمین فرق او سمین ہی اک تل کا

وہ گریان ہون کہ آب اشک سمجھا آب دریا کو
وہ مجنون ہون گمان موج ہوا پر ہی سلاسل کا

ہجوم یاس جب ٹھیرا اقامت گاہ پہلو مین
مین سمجھا قافلہ آیا ہی مجھ مایوس کے دل کا

دیا دل بے طلب بلبل نے کب گلشن مین ہی رائج
کہ دست شاخ گلبن مین ہی گل کچکول سائل کا

غزل عاقل

دل جو مفتون تبسم ہی بت بے پیر کا
مضحکہ ہوتا ہی مجھپر ہر جوان و پیر کا

دیکھتے ہی روئے رنگین اوس بت بے پیر کا
ہی غضب خون ہوگیا صدہا جوان و پیر کا

پند پر کسکو عمل قائل ہون کب تدبیر کا
ناصحا ہوگا وہی لکھا ہی جو تقدیر کا

وار جسپر چل گیا قاتل تری شمشیر کا
گور ہی مسکن ہوا اوس عاشق دلگیر کا

سر کو دیکھو کاٹ کر ظالم نے رکھا دار پر
تھا یہ معراج وفا حصہ مری تقدیر کا

شور و غل ہو جبہ بہہ کرتی نہین ہی دمبدم
کر دیا دل رخنہ رخنہ زلف نے زنجیر کا

رتبہ اپنا اب زمین پر آسمان سے کم نہین
دل مین نقشہ کھنچ گیا ہی چاندسی تصویر کا

جو کہ ظالم ہین جزائے ظلم سے بچتے نہین
شمع کا سر کاٹ کر کالا ہی منہ گلگیر کا

تیر پہلو مین لگا اوس ترک کا عاقل اگر
مرغ دل اوڑ جائیگا شہپر لگا کر تیر کا

ولہ

پریشان جب ہوا گیسوے مشکین میرے گلرو کا
معطر ہوگیا عالم ہوا یہہ جوش خوشبو کا

ذرہ چھونیسے میرے آپ کیون کمھلائے جاتے ہین
اثر پیدا کیا کیا جسم نازک نے لجالو کا

کیا تسخیر تونے سامری کو اک اشارہ مین
اثر ہی تیری آنکھون مین ستمگر ہے تو جادو کا

جو چہرہ مہر محشر ہی تو قامت اک قیامت ہی
بلا اوسپر ہی ایڑی تک لٹک آنا یہہ گیسو کا

ذرہ تو بر مین آکر تھام لو اس وحشت دل کو
کبھی تو نخت چمکا دو بھلا عاقل کے پہلو کا

غزل عزیز

توڑ کیا تیری نگہ سے بڑھ کے ہوگا تیر کا
ٹکڑے ہوتا ہی اونھین قدمون جگر نخچیر کا

آپ وہ گھر آئے جب چھوڑا عمل تسخیر کا
کام بن تدبیر بنتا ہی سدا تقدیر کا

اوسکے آتے ہی ہرے سب زخم دل اپنے ہوے
سبزۂ خط کیا نوشتہ تھا مری تقدیر کا

گرد باد دشت وحشت سرو قد اوٹھنے لگے
عاشق قامت کا تیرے شور ہی تو قیر کا

کاغذ سادہ لئے آتا ہی کیسا نامہ بر
کیا جواب صاف پاسخ تھا مری تحریر کا

کون پھر اب شمع رویون کی ہوی دیوانگی
طوق ہو گردن کو میری آہن گلگیر کا

اوبت ترسا خدا سے ڈر ندے یون ٹھوکرین
فرش رہ کوچہ مین ہی دل ہر جوان و پیر کا

چال آفت حشر قامت فتنہ آنکھین تل غضب
دیکھیے کیونکر بچے دل عاشق دلگیر کا

اپنے اس ہمعصر ممدوح معظم سے عزیز
نام زندہ ہوگیا دنیا مین عالمگیر کا

ولہ

اشارہ چشم شوخ فتنہ گر سے ہی یہہ ابرو کا
کمان مین بند کر کے بل نکالین شاخ آہو کا

غضب تھا باغ مین کھلنا لب رنگین گلرو کا
چبائے ہونٹھ غنچون نے گلون نے منہہ سے تھوکا

چمن مین مست نرگس دشت مین وحشی بنے آہو
اثر ہی تیری آنکھون مین ستمگر ابتو جادو کا

چلا ہی تن کے رشک غیرت شمشاد گلشن مین
اکڑنا دیکھتی ہین قمریان سرو لب جو کا

سبکدوشی ہوی کیا بار سر سے مجکو ای قاتل
بڑھی تلوار باڑھو نہ پر بھلا ہو دست و بازو کا

جلایا باغ مین مجکو گلون نے داغ دیدہ
نیا یا جب اثر گلرو تمھاری رنگ اور بو کا

ازل سے جو مقدر ہی جہان ہم ہونگے پہونچیگا
نہین جز کارلا حاصل نتیجہ کچھہ تگا پو کا

وہ گل کھلے ہین چھلون کے بناہون غیرت گلشن
عنادل ڈھونڈتے ہین آشیانہ اپنے پہلو کا

ملک دہشت سے تھرائے عزیز افلاک چکر ہے
اوٹھا ہی دشت مین جب شوردل سے اپنے یا ہو کا

غزل تمیز

ہوگیا شیدا دلا تو اوس بت بے پیر کا
صدمہ پر صدمہ اوٹھایا نالہ شبگیر کا

گر لب شیرین کا بوسہ ہو عطا مجھ نے ار کو
سہل پھر ہو جائے لانا مجکو جوئے شیر کا

بے نیازی ہی غضب اوسکی نکچھہ پایا اثر
زور کا زر کا فغان کا نالہ شبگیر کا

کاٹ کر فتراک سے باندہا جو سر اوس شوخ نے
حوصلہ نکلا بڑا حیلہ ہوا نخچیر کا

بعد مردن بھی رہی سرگشتگی مانند قیس
نقشہ لیلے پھرتے ہین لڑکے مری تصویر کا

ہجر مین سیلاب مجھہ مجنون کی آنکھون سے بہا
بن گیا گرداب ہر حلقہ مری زنجیر کا

ہوگیا کشتہ تمیز اوس سیمتن کے عشق مین
کیون نہ اپنی خاک پر عالم ہو اب اکسیر کا

دیگر

مین ہون دیوانہ سایہ پڑگیا ہی اوس پہ یرو کا
کوئی کھوا کے لادو اب مجھے تعویز بازو کا

چمن مین حشر برپا ہوگیا رفتار گلروسے
برنگ صور اسرافیل ہی ہر پھول شبو کا

سکندر رنجت ہی وہ شاہ خوبی کب چلے اوسپر
کوئی حکمت فلاطون کی کوئی قابو ارسطو کا

ہوے ہین دفن ہوکر سرخرو گنج شہیدانمین
چبا کر یان قاتل نے ہماری قبر پر تھوکا

تمیز اب مانگتا ہون بہنہ دعا باری تعالے سے
گران ہو نیکیون سے حشر مین پلہ ترازو کا

غزل اخلاص

نقش دلپر ہی مرے اس سرمہ کی تحریر کا
کام آنکھون سے ارے ظالم لیا تسخیر کا

ہی عجب پروازای صیاد تیرے تیر کا
کوئی پہلو بھی نہ چھوڑا زخم سے نخچیر کا

اوس رخ پرنور کا یون نقش ہی دلپر مرے
آئینہ مین عکس ہو جیسے عیان تصویر کا

قتل کرنا ہو تو کیجے تیغ ابرو سے صنم
اور قیدی کیجیگا زلف کی زنجیر کا

ضبط کرتا ہون خدا جانے مین کیا کیا سوچکر
توڑون پتھر وہ اثر ہی نالہ شبگیر کا

سوز ہجران سے ہوی ہین خاکہ میری ہڈیان
ضبط کی تاثیر سے پتلا بنا اکسیر کا

باغ عالم مین نہین اوسکا پتہ اخلاص ہاے
ہون ازل سے شیفتہ جس گل کی مین تصویر کا

ولہ

خدا جانے اوٹھا کیون دیکھتے ہی درد پہلو کا
نہین زخمی ہوا مین تیر مژگان تیغ ابرو کا

امید زیست ہوتی ہی ادھر جب دیکھ لیتے ہو
پھر اجب منہ تو دل رہتا نہین پھر بیر قابو کا

لب معجز بیان سے اپنے کچھ تو آپ فرمائین
بہت مشتاق ہون مین آپکی گفتار نیکو کا

حسین ہی جبین ہی اور پھر سیرت بھی اچھی ہی
نہ ہون کیونکر مین بندہ ایسے خوشرو اور خوشخو کا

خدا دیتا ہی چھپر پھاڑکر رزق اپنے بندونکو
مگر تابع نہو اخلاص اپنے نفس بدخو کا

غزل عیش

آئینہ ہی دل مرا اوس چاند سی تصویر کا
اسلیئے عالم مرے سایہ مین ہی تنویر کا

باتین کرتے ہین نگاہون مین بہم بیخوف وباک
دیکھتے ہین جب وہ ہم موقع نہین تقریر کا

یہہ اشارہ ہی کہ ہون دیوانۂ عاشق مزاج
اسلیئے قیدی بنا مین زلف کی زنجیر کا

سامنے مظلوم کے ظالم ذلیل وخوار ہی
شمع کے زیر قدم رہتا ہی سر گلگیر کا

ہی تصور تیغ ابرو کا یہانتک آپ کے
بنگیا قالب مرا بھی میان اس شمشیر کا

ہی اثر مجھہ بندۂ اللہ کی الفت کا یہہ
عرش پر ہی جو دماغ اب اوس بت بے پیر کا

پیش قسمت ہیچ ہی انسان کی تدبیر عیش
سعی لاحاصل ہی اوسمین جو نہین تقدیر کا

ولہ

نہین مین قیدی وزخمی کسکی زلف وابرو کا
ولے حیرت زدہ ہون آپکے آئینہ رو کا

نہین آتا سمجھ مین پیچ در پیچ اونکے گیسو کا
بلائے جان پھر اوسپر ہی خمیازہ ہر اک مو کا

نہ مرتے بیستونکو کاٹ کر شیرین کو لے لیتے
دکھاتے ہم اگر فرہاد بنکر زور بازو کا

ہوا ہی اشک کا فوّارہ میرے سر باوج ایسا
فلک پر کیا عجب چڑہ جائے قطرہ قطرہ لہو کا

میری تحریر کیا تسخیر کا بھی کام کرتی ہے
بنایا یار نے خط پڑہ کے جو تعویز بازو کا

نرکھون تاج شاہی سر پہ مین اوسکے مقابل مین
اگر مجکو میسر آئے تکیہ اونکے زانو کا

جو مرجاؤن تو یارو یاد رکھنا اس وصیت کو
ہماری قبر پر تعویز رکھنا اوسکے بازو کا

کہان ہی تاب یہہ پہلے پڑا ہی عکس چہرے کا
چمک پر تیری جگنی کے گمان ہی ہمکو جگنو کا

سنا وصف اوسکا جتنا جسنے اوس سے بڑھکے دیکھا ہی
بیان اسی عیش کیا ہو مجھسے اپنے یار بجو کا

غزل عاشق

تھا ازل سے یون ہی لکھا کاتب تقدیر کا
صاف ہی انکار خط یار سے تحریر کا

محو نظارہ ہوا اسکی نظر کے تیر کا
طائر دل پر گمان ہی طائر تصویر کا

یہہ ہوا ناوک فگن کی چشم میگون کا اثر
بوے صہبا دے رہا ہی خون ہر نخچیر کا

یار کی چین جبین کے عشق مین سرگشتہ ہون
دوستو مارا ہوا ہون گردش تقدیر کا

اشک کے دریا بہے یہہ یاد زلف یار مین
ہی گمان اب موے سر پر دام ماہی گیر کا

آج میخانے پہ واعظ بن کے پیتے ہین شراب
شیخ جی قایل ہون مین اس کی تدبیر کا

مصحف رخ کے تصور مین یہہ دل سہی پارہ ہی
مین بھی حافظ ہون اسی قرآنکی تفسیر کا

کوے قاتل مین کیا جسنے نکچھہ پاس ادب
خشتر نک وہ بے گنہ مورد ہین تعذیر کا

ایک بوسہ لیکے مین سنتا ہون لاکھون گالیان
ہی عوض اس پیار کی توقیر مین تحقیر کا

صورت فرہاد عاشق پھوڑ لیے پتھر سے سر
سنگ سے بھی سخت ہی دل اوس بت بے پیر کا

ولہ

کوئی بسمل ہی ابرو کا کوئی مارا ہی گیسو کا
مین گشتہ ہون فقط اوسکی نگاہ چشم جادو کا

اوٹھا یا دل نے طوفان مجھپہ عشق چشم جادو کا
ابھی قطرہ تلک ٹپکا نہین آنکھو نسے آنسو کا

وہ دلبر اوٹھہ گیا پہلو سے مین بیٹھا رہا شدر
وہ کیا اوٹھا کہ اوٹھا بیٹھے نبیٹھے درد پہلو کا

بنا کر مجکو وحشی اور اب آنکھین دکھاتے ہو
لڑانا خوب تمکو یاد ہی آہو سے آہو کا

سیاہی زلف شبگون کی مری آنکھو مین چھائی ہی
گمان ہوتا ہی خورشید فلک پر دن کو جگنو کا

نہین کچھہ آسمان پر ابر مین یہہ برق تاباں ہے
چمکتا ہی دوپٹہ مین ترا مو باف گیسو کا

چبھوتا ہی کوی میرے جگر مین نوک خنجر کی
اشارہ یاد آتا ہی جب اوس قاتل کے ابرو کا

لبون مین سرخی پان دیکھکر تھو کا لہو برسون
ہوا ہی اور اب سودا کسیکی یاد گیسو کا

اثر میری سیہ بختی کا ہی عاشق پس مردن
لحد پر کھولنا اونکو پڑا پھر اپنے گیسو کا

غزل حافظ

جنبش ابرو سے دل بچتا نہین دلگیر کا
ہاتھہ اچھا صاف ہی قاتل تجھے شمشیر کا

حشر مین ہوویگا جب ہنگامہ دار و گیر کا
کیا سبب کہوگا تو بے جرم کی تعذیر کا

مجھپہ اوّل وار قاتل نے کیا شمشیر کا
کیا نصیب اللہ اکبر ہی مری تقدیر کا

یہانتلک آنا ہی مشکل اوس بت بے پیر کا
کیا اثر جاتا رہا ہی آہ کی تاثیر کا

مجکو پہنانا عبث ہی چارہ گر زنجیر کا
ہون مین سودائی کسیکی کاکل شبگیر کا

کونسا ابرو کمان ناوک فگن یارب ہوا
دل مین میرے ہوگیا سوراخ کسکے تیر کا

خاک پاے یار کیا اکسیر سے بہتر نہین
مین سیہ عیش طالب ہوا اکسیر کا

سینہ کاوی غم مین ہی شیرین لبونکے اب یہان
کوہکن سا مین کرون کیا قصد جوے شیر کا

دل تو کیا اوس بت کا پتھر مین بھی ہوتا ہی اثر
تا فلک پہونچے ہی نالہ صاحب تاثیر کا

شمع کا سر کاٹ پروانونکو دیتا ہے جلا
رحم کا شیوہ نہین ہرگز کسی گلگیر کا

زلف برہم کیون ہوی اسمین ہی کیا میری خطا
شور پہنچے دور ہی ہان نالۂ شبگیر کا

رشک کہتا ہی نہ دیکھے تا کبھی صورت کوئی
ہمنے کھینچا دلپہ ہی نقشہ تری تصویر کا

بھاگتے پیر و جوان ہین ای پریرو دیکھنا
غل اوٹھا ہر سمت سے دیوانہ کی زنجیر کا

تارک الدنیا نے کیسا ترک دین یا رب کیا
عشق حافظ کو ہوا ہی اوس بت بے پیر کا

ولہ

سنا ہی غیر عاشق ہوگیا اوس شوخ دلبر کا
اوٹھائیگا ستم دیکھینگے کیونکر ایسے بدخو کا

کیا ہی جسنے قتل عام تو نے ای جفا گستر
جہان مین ہوگیا شہرہ تمھارے زور بازو کا

تمھاری چشم شہلا کو بھلا تشبیہ دین کس سی
بھٹی آنکھین ہین نرگس کی کھلا دیدہ ہی آہو کا

رخ روشن پہ چھوڑی زلف کافر کسلیے تمنے
بڑہایا حسن نے رتبہ تمھارے خوب ہندو کا

گلون کے ذکر سے بھی دل کو ہوتی ہی پریشانی
ہوا ہی شیفتہ جسنے کسی شوخ سمن رو کا

کرین سینہ سپر کسکی پھنسے ہین دو کے جھگڑونمین
رکے تیر مژہ تو وار ہی پھر تیغ ابرو کا

اثر تریاق کا ہوتا نہین ہی اوسکے کاٹے پر
زمانے مین نہین منتر ہی اونکے مارگیسو کا

بتان سنگدل کو دیدیا دل بل بے نادانی
خدایا تو بچانا اسکو یہہ حافظ بہت چوکا

غزل عسکری

غم الفت کی کاہش سے بدن یا شنک مرا سوکا
گمان کا خون آنکھونمین نہین اک قطرہ آنسو کا

اثر افسونگرون کی کچھ نہین ہوتا ہی جسپہ چھو کا
زمانے مین نہین ہی منتر اونکے مارگیسو کا

بجز یاد الٰہی یان بسر ہوگی نہ عمر اپنی
کہ یہ صحرائے وحشت ناک اک میدان ہی ہوگا

وہ گو مانع ہو حاجی ہو تمہارے درکا دربان ہی
خلاف وضع ہی کیا دون جواب اوسکو مین تو ہوگا

کنارے گور کے پہنچے ہین شوق ہمکناری سے
دل ناداں ہمارا یہ تو اک دشمن ہی پہلو کا

جفا و جور سے برپا ہوا ہی فتنہ عالم مین
لیا ہی ای ستمگر تو نے کیون شیوہ ہلاکو کا

نشان نام خدا بعد فنا ہی کسقدر باقی
ترے وحشی کی تربت پر ہوا ہی مسکن آہو کا

نہ بے مہری تمہاری عسکری کو تم سے کھو بیٹھی
نہین پروا ازراو سکو مگر الفت کا ہی بھوکا

ردیف با موحدہ

غزل نمود

بیوجہ زیر زلف پریشان ہین خال کب
بے دانہ کے بچھاتے ہین صیاد جال کب

سبحان کو میرے سامنے تاب مقال کب
حسان کو نصیب ہوا ارتجال کب

غافل ہین اس خیال سے اہل کمال کب
بے کسب نور بدر بنے گا ہلال کب

اعجاز سے ہی ساغر مے دست یار مین
ورنہ ہی آفتاب کے نیچے ہلال کب

غم کو بھی ہمنے ساتھ ملایا ہی خاک مین
آلودۂ غبار ہی گرد ملال کب

ٹپکا ہی لعل چشمۂ خورشید سے کوئی
اوس مہر کے دہن سے گرا ہی اوگال کب

قسمت دل دونیم کی پٹیا کیا جگر
اس زخم کو نصیب ہوا اندمال کب

ابر بدن سے میرے یہہ رحمت برستی ہی
فرط گنہ سے ہی عرق انفعال کب

بہلاتا ہون یو ہین دل صحرا پسند کو
ہون ای نمود عاشق چشم غزال کب

ولہ

آئینہ مین عکس رخ ہی روئے دلبر کا جواب
تیسرا کب شش جہت مین ایسے ہمسر کا جواب

لکھتے ہین اک عمر سے ہم خط دلبر کا جواب
طول مضمون سے ہوا ہی نامہ دفتر کا جواب

باغ عالم مین نہین یون اوس گل تر کا جواب
جیسے گردون پر نہین مہر منور کا جواب

سینہ ہی آتشکدہ اوس شعلہ رو کے عشق مین
سوز غم سے دل ہی پہلو مین سمندر کا جواب

ہی قضا کا سامنا اوسکی نگاہ قہر مین
ہی غزال چشم جانان بھی غضنفر کا جواب

اوڑ گیا مثل کبوتر خود ہوائے شوق مین
ختم جسدم ہوگیا مکتوب دلبر کا جواب

یا داوس سرو سہی کی ہی بہار انگیز ان
گلشن تن مین نہین دلکے صنوبر کا جواب

قاصدی کے واسطے پر وا کبوتر کی نہین
مرغ مضمون کے لیئے کاغذ ہی شہپر کا جواب

تیر سے کچھہ کم نہین اوس ترک کا تیر نگاہ
ابرو مژگان بھی ہین شمشیر و خنجر کا جواب

جیتے جی پہنچا نہ مین اوس شاہ ملک حسن تک
کالبد اپنا تھا کیا سد سکندر کا جواب

ہائے کیونکر حشر مین یہہ آرزو بر آئیگی
باغ جنت بھی نہین ہی کوے دلبر کا جواب

سایۂ ختم رسل معدوم تھا جوای نمود
یہ اشارہ تھا نہین ہی اس پیمبر کا جواب

غزل عاقل

پوچھے ہی ای نسیم وہ گل سیر احال کب
آتا ہی بلبلون کا گلون کو خیال کب

ناخن اوٹھالیا ہی ترے پا کا ماہر د
روشن فلک پہ ہوتا ہی ایسا ہلال کب

بلبل ہمارے نالون کی کیا نقل کر سکے
اک جانور اوڑائے ہمارا کمال کب

ہاتھہ آئے دیکھو کب ثمر نخل آرزو
جوبن پہ آئے دیکھیئے وہ نونہال کب

پھانسا ہی طرفہ دام مین صیاد نے ہرن
پھیلا ہی چشم یار پہ زلفون کا جال کب

بیوجہ این جواب مکدر چرا زما
ایجان کیا ہی وصل کا ہمنے سوال کب

ہمنے بنا دیا ہی پریزاد دلربا
انداز و ناز تہی یہ ترے خوشخصال کب

بعد فنا بھی سر پہ اوٹھاتا ہی آسمان
بیٹھا غبار کلفت رنج و ملال کب

حسرت گواہ خون شہیدان جا ہی یہہ
مہدی سے ہاتھہ پاؤن تمھارے ہین لال کب

عاقل ہمارا یار سراپا ہی نور کا
یوسف مین تھا عزیز یہہ حسن و جمال کب

ولہ

سرخی یاقوت لب ہی لعل احمر کا جواب
زلف مشکین مشک چین و سنبل تر کا جواب

عارض تابان اونکا مہر انور کا جواب
خال روشن ای فلک ہی صاف اختر کا جواب

نالہ پرسوز اپنا ہے قیامت ای فلک
صور اسرافیل کا ہی یہہ برابر کا جواب

ہی شبستان مین حسینون کی وہ ماہ چاردہ
ایک جا دکھلا رہا ہی بدر و اختر کا جواب

تیرے روئے آتشین کی حسرت دیدار مین
داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب

عشق اک محبوب لاثانی کا تھا تقدیر مین
کون ازل مین دیسکا میرے مقدر کا جواب

تشنگی اپنے فدائی کی بجھا دیتا ہی صاف
تیرا آب تیغ ای قاتل ہی کوثر کا جواب

لاکھہ برسے اور اُمڈے پر گھٹے گا ای فلک
ابر بارا سبھی نہ ہوگا دیدۂ تر کا جواب

یا الٰہی کیا ہوا کاٹے نہین کٹتا یہہ دن
روز فرقت ہوگیا کیا روز محشر کا جواب

ہی عقیدہ اپنا یہہ اور اسمین عاقل شک نہین
ہی نہ ہوگا حشر تک دین ہمپیمبر کا جواب

غزل عزیز

چھپتا ہی زلف سے ترا حسن و جمال کب
آتش کو روک لے ہی دھوئین کی مجال کب

ناقص کو غم ہو صورت اہل کمال کب
ہوتا ہی آفتاب سے تک زوال کب

کسدن سرونکے در پہ نہ تو دے لگا دئے
تلوار کی صفت نہ چلے آپ چال کب

سانچے مین ہی ڈھلا قد بالا سے گلعذار
لاویگا ایسی سرو چمن چال ڈھال کب

یہہ چال یہہ ادا یہہ بناوٹ بھلا کمان
برجستہ تیری ہوگی ہرن سے مثال کب

رنگ ازل نہ صحبت رنگین سے ہو بدل
سرسبز خط رخ مین ہوا آکے خال کب

تاب عدو نہین کہ یہان پاؤن رکھہ سکے
آتا ہی سوئے بیشہ شیران شغال کب

طاؤس و کبک کو نہین گلچین مناسبت
پاوین گے سیر سے گل کی بھلا بول چال کب

مینائے سبز ساغر یاقوت پر ہوا
عارض ہی خط سبز مین وہ لال لال کب

اوڑ کر جا ہی خون شہیدان عشق یہہ
قاتل نے ابرو و نپہ ملا ہی گلال کب

بیمثل بے نظیر ہی بیشک ترا دہن
لب کھول کوئی بول اوٹھے ہی مجال کب

عارض کا حسن آمد خط سے نکیون ہو کم
بے عیب چھوڑے کاسۂ چینی کو بال کب

ہم بھی تو بال باندھی اوڑاتے وہین عزیز
اونکی کمر کا پر نظر آتا ہی بال کب

وله

چشم نرگس زلف سنبل قد صنوبر کا جواب
باغ عالم مین نہین ہی اوس سمن بر کا جواب

در دندان گوہر غلطان سے ہین بڑھکر کہین
اور لب لعلین ہی گویا لعل احمر کا جواب

خوش قدون کے عشق مین ہین ستخوان مثل تار
جسم لاغر ہوگیا گویا کہ مسطر کا جواب

ہوگیا مدہوش عالم تیری پڑتے ہی نظر
ہین مگر یہ چشم میگون جام و ساغر کا جواب

ہی نگاہ ناز ناوک بر جھپیان موے مژہ
ابروے پیوستہ ہین تیغ دوپیکر کا جواب

گم گیا قسمت سے دست نامہ بر جانان کہا ہے
ہوگیا نامہ مرے خط مقدر کا جواب

صورت ہدہد مگر یہ لے اوڑیگا خط شوق
ہی ہمارا مرغ دل گویا کبوتر کا جواب

الفت موے مژہ مین سر بصحرا ہین عزیز
بال بال اپنا ہی تن پر خار و نشتر کا جواب

غزل تمیز

سنتا ہی میرے صدمۂ فرقت کا حال کب
پھر اوس صنم سے ہوگا الہی وصال کب

عالم مین حشر ہوتا ہی رفتار سے بپا
ہل چل پڑے نہ چلتے ہین وہ ایسی چال کب

زندونکو مردے مردونکو زندہ کروگے تم
کم معجزون سے ہوگا تمھارا مقال کب

ہر دم جو ادحسن جو کہتے ہین مجکو آپ
پورا کیا ہی بوسون کا میرے سوال کب

ابرو جو چاند رات کو تمنے دکھا دیئے
ہوگا فلک پہ آج نمایان ہلال کب

قاتل کی تیغ کاٹے گی دل سے جگر تلک
روکے گی اونکے وار کو سینہ کی ڈھال کب

آر شعاع لیکے جو حاضر ہی آفتاب
ہی رشک ماہتاب کو شوق خلال کب

بہکانے سے رقیب کے بدظن ہوا ہی یار
ورنہ مری طرف سے ہی اوسکو ملال کب

دفتر شکایتون کا وہ کھولین گے وصل مین
میرا سنینگے قصۂ ماضی و حال کب

مفلس غریب عاجز و عاشق تمیز ہے
اب وصل سے کروگے اسے تم نہال کب

ولہ

ماہ تابان کب ہی اوس روئے منور کا جواب
داغ ہی اوسمین وگرنہ ہی برابر کا جواب

اوسکی جنبش سے سر جانباز ہوتے ہین جدا
ای ستمگر کیا تری ابرو ہی خنجر کا جواب

آب حیوان کر نہین سکتا ہی اوس سے ہمسری
ہین لب جان بخش جام حوض کوثر کا جواب

نالۂ زنجیر پا مثل صدائے صور ہی
داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب

عشق مین آنکھون کے سودا ہو مجھے گر چارہ گر
فصد کو موئے مژہ بنجائے نشتر کا جواب

قطرۂ ناچیز دریا سے کرے کیا ہمسری
ابر باران کب ہی میرے دیدۂ تر کا جواب

ہی لطافت موج زن اوسکے نہانیکے سبب
نہر کا پانی ہی آب حوض کوثر کا جواب

ہی ادھر مژگان صف آرا اور ہجوم خط اودھر
دیکھیے کیا خوب لشکر ہی یہ لشکر کا جواب

فوج مژگان کی صفین ای ترک بے انصاف نہین
تیری ہر دو چشم ہین کپتان لشکر کا جواب

پڑ گیا ہی ای تمیز اوس عارض رنگین کا عکس
کان کا موتی بنا ہی لعل احمر کا جواب

غزل اخلاص

دیکھین نصیب ہو ہمین اوسکا وصال کب
رہتا ہی اوس پر یکو ہما را خیال کب

لے بوسہ اوسکے لب کا کسیکی مجال کب
عیسی کو بھی ملا ہی دہن کا اوگال کب

گھبرا رہی ہی روح کہ ہو انتقال کب
میرے کریم حورون سے ہوگا وصال کب

فرقت مین اوسکی تلخ ہوی مجکو زندگی
یارب ملیگا مجھسے وہ شیرین مقال کب

قالب کا گرچہ روح سے اخلاص ہی بہت
لیکن یہ ہشت خاک ہوی لازوال کب

ولہ

کون کہتا ہی ترے روے منور کا جواب
اور مجھسے عاشق و رنجور و لاغر کا جواب

صاف ظاہر ہوگیا مجھپر کہ خط آنے لگا
نامہ بر آیا جو لیکر خط دلبر کا جواب

سینہ زخمونسے کیا گلزار قاتل نے تو کیا
ہاتھ آیا حشر کو مشق ستمگر کا جواب

اک اشارہ مین بنی ہی عاشقون کی جا نپر
یہہ وہی ابرو ہین جو رکھتے ہین خنجر کا جواب

دونون زلفین دونون رخسار خط و خال جبین
ای صنم ہی پاس تیرے ہفت کشور کا جواب

کوئے بدنامی سے گذرا ہون کیسے عشق مین
کوئی کہنے کا نہین اب میرے محضر کا جواب

کرتے تھے اخلاص قسمت آزمائی رائدن
سن لیا آخر مگر تمنے مقدر کا جواب

غزل عیش

رنجیدہ تم ہو مجھسے ہی تسے ملال کب
میرا ہی آپ کا سا غم آلودہ حال کب

پایا کسی نے آپ سا حسن و جمال کب
دیکھا کسینے ایسا خط و زلف و خال کب

جب تک ہی یاد تیری مرے تن مین جان ہے
رہتا ہون زندہ تیرے بغیر از خیال کب

دھوکا وہ دیکے جاوین تو پہچان لین انھین
ہمسے ہزار مین بھی چھپے اونکی چال کب

جوبن پہ آپ اپنے عبث کرتے ہو غرور
رہتا ہی نور بدر کا دائم کمال کب

آئینگے چھپکے وہ شب تاریک میرے گھر
بنتا ہی بدر دیکھیے گھٹکر ہلال کب

قد کو جھکاکے دیوین وہ بوسہ تو لطف ہی
دیتا ہی دیکھین یہ مشراونکا نہال کب

دل کو جگر کو آنکھونکو ان سبکو دیکھئے
ہم منتظر ہین کرتے ہین وہ پائمال کب

ای عیش صبح و شام ہم دونون ایک ہین
زلفونکے اونکے چہرے پہ بکھرے ہین بال کب

ولہ

داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب
دیدۂ تر دو لونون ہین تسنیم و کوثر کا جواب

زخم تن میرا بنا ہی صاف خنجر کا جواب
قطرہای خون ہین ہر اک اوسکے جوہر کا جواب

خاطر محزون مین جیسے تم ہوئے رونق فزا
دل ہمارا ہو گیا ہی آپ کے گھر کا جواب

کاغذ بادی پہ ہمنے اسلیئے لکھا ہی خط
تاکہ لیجاوے صبا مکتوب دلبر کا جواب

منہ سے کب نکلی ہی گالی دوست کی دشنام پر
ہم نہین دشمن کو بھی دیتے برابر کا جواب

ہو گئے صدمہ سے اوسکے دل کے ٹکڑے سیکڑون
سخت پتھر کی طرح ہی اوس ستمگر کا جواب

صانع و مصنوع کب ای عیش دونون ایک ہین
ہو نہین سکتا ہی آئینہ سکندر کا جواب

غزل عاشق

رہتے ہین منتشر تری زلفونکے بال کب
ایسے ہوے تھے جان کو میری وبال کب

جسکے عوض مین گالیان دیتے ہو بر ملا
مینے کیا تھا بوسہ کا تمسے سوال کب

وحشت مین جسکے عشق کے آہو کی شکل ہون
یارب ملیگا مجکو وہ رعنا غزال کب

قاصد سنبھل کے جائیو قاتل کے روبرو
پوچھیگا تجسے وہ سری فرقت کا حال کب

ہی خال رخ عیان تو نہان زلف یار ہی
ظاہر مین سچ ہی رکھتے ہین صیاد جال کب

خنجر دکھاتے ہین کبھی شمشیر کھینچتی ہے
مینے کہا تھا ابرو کو اونکے ہلال کب

بدنام کردے مفت مین عاشق کو یون کوئی
ہمکو ہوا نصیب کسی کا وصال کب

ولہ

اشک کا ہر ایک قطرہ ہی سمندر کا جواب
ابر نیسان کب ہی میرے دیدۂ تر کا جواب

ہیرے دندان ہین تو ہین لب لعل احمر کا جواب
دست و پا بلور ہین رخ ماہ انور کا جواب

نوک مژگان دے رہی ہی تیر و نشتر کا جواب
دونون ابرو ہین ترے شمشیر و خنجر کا جواب

ماہ ہی چہرہ ترا ابرو ہلال عید ہی
ہی یہہ افشان جبین ہر ایک اختر کا جواب

رحم آتا ہی مجھے دنیا مین دکھلاؤن کسے
داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب

خط کی پیشانی مین لکھا یار نے انکار وصل
اس اشارے سے دیا میرے مقدر کا جواب

حق ہی عاشق مدحت نواب عالمگیر خان
دیکھو عالم مین کہان ہی اس سخنور کا جواب

غزل حافظ

ہی ماہ چاردہ ترے رخ کی مثال کب
ہین آہو مین چشم و زلف و رخ خط و خال کب

جینا جو ناگوار مرا ہے حضور کو
دل لیکے جان کا مجھسے کیا تھا سوال کب

تا زیست سوز غم سے جلو گو برنگ شمع
میری زبان ہلے ہی یہہ مجکو مجال کب

بے مانگے بوسہ دیتے ہین وہ سچ یہہ ہی مثل
ہوتی نہین فقیر کی صورت سوال کب

حافظ خدا کو مان شکایت نکر عبث
ہی بد خصال تیرا بت خوشخصال کب

وله

دے رہا ہون یار کو خط مین برابر کا جواب
کسکی قسمت ہی جو ہو میرے مقدر کا جواب

میرے سینہ مین بھرا کس مہرتابان کا ہی نور
داغ دل جو بن گیا خورشید محشر کا جواب

مجکو کیا ڈر ہی نبی میرا شفیع المذنبین
بیدھڑک دونگا سوال روز محشر کا جواب

دولت عشق نبی کا ہو خزانہ جسکا دل
پھر بھلا نکلے کہان ایسے تونگر کا جواب

اوس نبی کی زلف و عارض کا اگر دھوکا ملے
کیون نسمجھے اوسکو حافظ عطر و عنبر کا جواب

غزل عسکری

یوسف نے تیرا پایا ہی حسن و جمال کب
اس حسن لازوال کا ہوگا زوال کب

کبک دری چلے گا تمھاری سی چال کب
کب ہی خرام ناز یہہ غنج و دلال کب

ہی دام زلف طائر جان کو وبال کب
بیوجہہ زیب چہرہ ہی یہہ خط و خال کب

عیسی نے تیرا پایا ہی یہہ قیل و قال کب
یہہ پیاری پیاری باتین ہین یہہ لوبھالا کب

بھولے ہی ہجر مین کوئی لطف وصال کب
کھو دیتا ہی وہ لطف یہہ رنج و ملال کب

وہ بدگمان ہی اور ہی اوسکو گمان ہے
یارب کریگا میرا وہ قتل و قتال کب

بس بس معاف کیجیے گستاخیونکو اب
بے بوسہ و کنار ہی لطف وصال کب

نرگس کہان ہی اور کہان چشم شوخ شوخ
عین خطا ہو جسمین وہ دینگے مثال کب

باشندگان دہلی سے اور ونکو کیا مثال
یہہ بول چال عسکری یہہ قیل و قال کب

ولہ

ابروئے قاتل نہی ہی صاف خنجر کا جواب
نوک مژگان سے عیان ہی نوک نشتر کا جواب

سلک دندان ہین کسیکے سلک گوہر کا جواب
اور لب لعلین بنا ہی لعل احمر کا جواب

لخت دل بیشک ہی یہہ یاقوت احمر کا جواب
لشکر غلطان ہی ہمارا صاف گوہر کا جواب

داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب
دود افغان ہی ہمارا چرخ اخضر کا جواب

بزم مین گو بادۂ گلرنگ ساقی ہو نہو
چشم کیفی ہی کسیکی جام و ساغر کا جواب

ہووے کیا یا جو جئے اعدا سے ہمکو فکر کچھ
آہ پر درد اپنی ہے سدِ سکندر کا جواب

حق سے کیا بطلان ہوا ہی صاف و باطل کا عیان
کوئی کافر دے سکا جنگ ہمیشہ کا جواب

کوئی حاسد کوئی اعدا ہینگے یہہ اعدا تمام
عسکری کس کس کا دون مین قول ابتر کا جواب

ردیف با پارسی

غزل نمود

چشم گریان مین ہوے اشک گہر آپسے آپ
رشک اصداف بنے دیدۂ تر آپسے آپ

ہین جلو مین جو یہہ رحمت کے فرشتے حاضر
مجکو بھیجا مرے مولا نے کدھر آپسے آپ

کہتا ہون مین دل پر داغ کو اپنے ہر بار
آئے ہین نخل تمنا مین ثمر آپسے آپ

خود ہوے موئے سیہ روز کی مانند سفید
شام مین مل گئی یان آکے سحر آپسے آپ

خط پیشانی مین لکھا ہی کوئی ماہ جبین
مثل گردون نہین پھرتا مہ و سر آپسے آپ

نہ کوئی عرش برین ہی نہ یہہ کعبہ ہی کوئی
دل نمود اپنا ہی اللہ کا گھر آپسے آپ

ولہ

کیا احتراز کرتے ہین غیرونکے گھر سے آپ
ڈرتے ہین میری آہ سریع الاثر سے آپ

ایسے ہین آپ میرے مسیحائی جنگجو
مرجاؤن تو لڑینگے قضا و قدر سے آپ

کیا ذکر ہی جو تار تصور کا ٹوٹ جائے
گویا کہ بندھ گئے مرے تار نظر سے آپ

گذری شب وصال گذرتا ہون جانسے
دلوائیے کفن مجھے جیب سحر سے آپ

ہنستے ہور وٹھنے مین مری آہ سرد پر
کھلتے ہو غنچہ بن کے نسیم سحر سے آپ

خود داری کی سے اپنی پریشان ہو گئے
مانند زلف اوبجھے ہین موئے کمر سے آپ

دنیا سے ہم گذر کے یہہ کہتے ہین ای نمود
جنت مین آ بسے ہین نکلکر سقر سے آپ

غزل عاقل

جذبہ عشق دکھاویگا اثر آپسے آپ
دیکھ لینا وہ چلے آئینگے گھر آپسے آپ

خوف عقبیٰ کا نہ تنگی لحد کی کچھ فکر
اٹھ بیٹھے جاتے ہین عبث صاحب زر آپسے آپ

ہوتا جس سمت کو ہی قبلہ حاجات مرا
پھرتا دل قبلہ نما سا ہی ادھر آپسے آپ

اثر تا رنظر بھی نہین پہنچا اوس تک
کسلیئے لچکی ہی اوس گل کی کمر آپسے آپ

رکھکے وہ ہاتھہ کمر پر ہی چلانا ز سے کب
دل مرا دھڑکے ہی کیون دو دو پہر آپسے آپ

محفل غیر مین جانا نہین اچھا جانان
دل مرا دکھینا کردیگا خبر آپ سے آپ

بیٹھے بٹھلاے پھنسا زلف سیہ مین کیون دل
تونے سودائی بلالی ہی یہہ سر آپسے آپ

پیش آیا نہ ابھی حرف فغان ای عاقل
ہوتے افلاک ہین کیون زیر و زبر آپسے آپ

ولہ

مجکو چھوڑا کے ناصحا اوس فتنہ گر سے آپ
کرتے جدا ہین جان کو جسم و جگر سے آپ

کشتہ کرین ابھی مجھے تیر نظر سے آپ
دھمکاتے ہر گھڑی جو ہین تیغ و تبر سے آپ

حسرت برس رہی ہی جو دیوار و در سے آپ
نکلے ہین کیا بگڑکے مرے جان گھر سے آپ

بجلی گراتی پھرتی ہی سارے جہان پر
خالی نہ سمجھین آہ کو میری اثر سے آپ

دوری مین بحر حسن کی روئے جو ہم فلک
طوفان اوٹھین گے دیکھنا اس چشم تر سے آپ

فرماؤ جان من کہ یہہ حاضر ہی بیگناہ
کیا حال پوچھتے تھے مرے نامہ بر سے آپ

او ترک آہ غم تری مژگان کے عشق مین
برچھی سی پار ہوتی ہی دل سے جگر سے آپ

وصف کمر مین لکھتے ہو مضمون جو عاقلا
خامہ کوئی بنائیے عنقا کے پر سے آپ

غزل عزیز

وہ چلے آئین الٰہی مرے گھر آپ سے آپ
جذبۂ دل مراد کھلائے اثر آپ سے آپ

ضبط گر لاکھ کرون سوز فراق جانان
آہ کے ساتھ مین آتے ہین شرر آپ سے آپ

دل کو روکا جو ترے کوچہ مین جانے صنم
بہہ کے آنکھون سے چلے لخت جگر آپ سے آپ

زلف کو رخ پہ ترے دیکھ کے کہتے ہین سبھی
ملتے ہین خوب یہان شام و سحر آپ سے آپ

ظلمت شب کو ترے رخ نے کیا ہی کافور
یون اوٹھاتے نہ صنم مرغ سحر آپ سے آپ

اتنی تاثیر بھی آہون مین نہین اپنی عزیز
اونکو ہو درد و الم کی جو خبر آپ سے آپ

ولہ

تشریف لیچلے ہین کہان میرے گھر سے آپ
مین تو ترستا ہون سر کو ترے سنگ در سے آپ

دل مین ہی پھونک دون خس و خاشاک سا جہان
واقف نہین ابھی مرے سوز جگر سے آپ

رو پوشی ایک بھی تو چلے گی نہ آپ کی
ملجائینگی دعا مری جا کر اثر سے آپ

کر دونگا قطع جامۂ ہستی کو مین بھی آج
کترا کے کیون چلے ہین مری رہگذر سے آپ

نظرونسے کیا گراؤگے گردونپہ دیکھکر
بڑھکر کہین ہین حسن مین شمس و قمر سے آپ

کیون یاس وصل یار سے دلگوای عزیز
واقف ہین کیا امور قضا و قدر سے آپ

غزل تمیز

تیغ قاتل تری چمکیگی اگر آپ سے آپ
سینہ ہوجائیگا پھر میرا سپر آپ سے آپ

آہ و نالہ مرا دکھلائے اثر آپ سے آپ
وہ چلے آئین الٰہی مرے گھر آپ سے آپ

کیون دلا عشق کی تاثیر اسے کہتے ہین
جب مین جاتا ہون تو کھل جاتے ہین در آپ سے آپ

بلبلو باغ مین کیا رشک چمن آیا ہے
بہر تسلیم جھکے برگ و شجر آپ سے آپ

کہربا کا ترے ناوک مین اثر ہی قاتل
مثل خس دوڑکے لپٹے ہی جگر آپسے آپ

موتیونکو ترے دانتون سے ہی نسبت بیجا
ہونگے قربان جو دیکھین گے گہر آپ سے آپ

دین و ایمان بھی لیا دل بھی لیا جان بھی لی
اب پھری جاتی ہی کیون تیری نظر آپسے آپ

جان بلب ہی ترا عاشق یہہ زبانی کہیو
قاصدا پوچھے مری جب وہ خبر آپسے آپ

پاؤن تک پڑتے ہین پھر نکیو قدم وحشت مین
ایجنون کیون نہ پھریگا مرا سر آپسے آپ

کچھہ خطا اپنی نہین بال برابر بھی تمیز
زلف بل کھاتی ہی تا موے کمر آپسے آپ

ولہ

عاشق کو قتل کرتے ہو تیغ نظر سے آپ
قاتل یہہ گھات سیکھے ہو کس فتنہ گر سے آپ

مدت کے بعد آج جو نکلے ادھر سے آپ
آئے ہو میری آہ کے شاید اثر سے آپ

لاغر یہہ ہون کہ دیدۂ مردم سے ہون نہان
منظور ہو تو دیکھین ملاکے کمر سے آپ

حسرت سے کہہ رہا ہون شب وصل انھین
جاؤ ابھی نہ اوٹھہ کے سحر کے خطر سے آپ

اس معرکہ مین ہون نکہین روز و شب شہید
دن رات بحث کرتے ہین شمس و قمر سے آپ

مجلس مین شاد کرتے ہو غیرون کے رو برو
واقف ہوے تمیز کے شاید ہنر سے آپ

غزل اخلاص

لین ہمارے دل مضطر کی خبر آپسے آپ
وہ چلے آئین الٰہی مرے گھر آپ سے آپ

کچھہ ہوا اوسکو محبت کا اثر آپسے آپ
پہنچی سینہ پہ مرے اوسکی نظر آپسے آپ

اوسنے پھینکا جو ادہر تیر نظر آپسے آپ
کر لیا مینے بھی سینہ کو سپر آپ سے آپ

مین تو حاضر ہون لیے ہاتھہ مین سر آپسے آپ
آپ کیون قتل پہ باندھے ہین کمر آپسے آپ

تھا نکہہ نالۂ شبگیر کا میرے یہ اثر
چاندنی پر نکل آیا وہ قمر آپسے آپ

رخ جانان پہ جو زلفین تھین پریشان شبکو
نیند آئی نہ مجھے تا بہ سحر آپ سے آپ

دانت وہ پیسین ہین اور ہم بھی انھین گھورین ہین
کیا لڑائی ہی ادہر اور ادہر آپسے آپ

تا در خانہ نہ آتے تھے مری خاطر سے
آج گھر سے نکل آئے ہو کدھر آپ سے آپ

اوپری کچھہ تو نقاب رخ گلگون کو ہٹا
کھینچے لیتا ہی مجھے تار نظر آپ سے آپ

اک غزل اور بھی اس طرز مین کہدے اخلاص
سب کی ہی تیری طرف مد نظر آپسے آپ

ولہ

غافل تو ہو کے بیٹھے تھے میری خبر سے آپ
کیا پوچھتے تھے حال مرے نامہ بر سے آپ

الفت یہہ دل مین آپکے آئی کدھر سے آپ
کب سے ہوا خیال جو آئے ادھر سے آپ

کیونکر نہ مثل آئینہ حیرت زدہ ہو نمین
جلوہ دکھاکے ہوتے ہین غائب نظر سے آپ

بندہ ہون اک نگاہ محبت کا آپکی
زخمی نہ کیجئے مجھے تیر نظر سے آپ

سر سے عدو کے رشک کے شعلے نکل گئے
مہدی لگاکے پاؤن مین نکلے جو گھر سے آپ

جائین نکل مرے دل مضطر کی حسرتین
دیکھین بالتفات اگر اک نظر سے آپ

رکھے کچھ التفات تو باتین ہون راندن
جائین جو ہم ادھر سے تو آئین اودھر سے آپ

خامہ ہمارا تیشۂ فرہاد بن گیا
شیرین ہر ایک شعر ہی شہد و شکر سے آپ

دنیا کا کچھ لحاظ نہ عقبیٰ کا فکر ہے
آتے نظر ہو مجکو تو کچھ بیخبر سے آپ

نوکر مژہ کی چاہیئے اخلاص کو خلش
نکلے ہین آبلے مرے باہر جگر سے آپ

غزل عیش

بے سبب یہہ نہین پھرتا مرا سر آپسے آپ
بالیقین کرتے ہین وہ گشت سفر آپسے آپ

تھا کہان پہلے یہہ روشن مرا گھر آپسے آپ
اوسکا جلوہ ہی جو تم آئے ادھر آپسے آپ

کوئی جانبر نہ ہوا سبزۂ خط سے اونکے
زہر یہہ کرتا ہی بے کھائے ضرر آپسے آپ

حسن اونکا نہین پیری مین بھی زائل ہوگا
شمع یہہ وہ نہین جو گل ہو سحر آپسے آپ

قتل کیا ہمکو کروگے جو تمھارا ہی یہہ حال
زلف کو دیکھہ کے تم جاتے ہو ڈر آپسے آپ

دل مین ہی درد مرے اسلیئے بھرتا ہو نمین آہ
نکلے کب سنگ سے بے صدمہ شرر آپسے آپ

سچ تو یہہ ہی کہ فن عشق مین جو ہی مشاق
اوسکو آجاتا ہی ہر ایک ہنر آپسے آپ

باغ جادو کا اوگاتا ہی جو وہ شعبدہ باز
خود شجر بڑہتے ہین پھلتے ہین ثمر آپسے آپ

شکر ای عیش کیسے نہین ہم احسانمند
عیش و عشرت مین ہوئی عمر بسر آپسے آپ

ولہ

فرماتے لطف مجھپہ نہین زور وزر سے آپ
میرے ہوے ہو عشق کے میرے اثر سے آپ

مکھہ پر طلائی رنگ کی ہی خوشنما بہار
باآبرو سدا رہین اس اپنے زر سے آپ

گھائل کیا تھا کیون مجھے اور رحم کھاکے اب
سیتے ہین زخم دل مرا تار نظر سے آپ

ہر سو خیال آپ کے لیجاتے ہین مجھے
واقف نہ ہونگے اس مرے مخفی سفر سے آپ

آگاہ ہونگے میری بُرائی کی کنہہ سے
سمجھین گے عیب کو میرے بہتر ہنر سے آپ

چاہا اگر خدا نے دکھا دونگا حشر مین
لینے کو میرے آؤ گے جنت کے در سے آپ

شوخی و خوش خرامی و ناز و ادا کے ساتھہ
خوب آئے بن سنور کے یہان اپنے گھر سے آپ

مین خاکسار در پہ تمھارے فتادہ ہون
کھائین نہ ٹھوکرین مرے اس خستہ سر سے آپ

در پردہ ساتھہ عیش کے ہی ایسی چھیڑ چھاڑ
وہ جانے بیخبر ہین ہنوز اپنے سر سے آپ

غزل عاشق

کیون کشیدہ ہی تری تیغ نظر آپ سے آپ
ابتو ٹکڑے ہوا جاتا ہی جگر آپ سے آپ

عشق نے جسکے کیا سینہ مین گھر آپ سے آپ
وہ بھی آجائیگا آنکھون مین نظر آپ سے آپ

ہنستے ہنستے چلے آئے مرے گھر آپ سے آپ
میرے گریہ نے دکھایا یہ اثر آپ سے آپ

گو کہ اوس شوخ کماندار نے دیکھا نہ مجھے
چبھہ گئے دل مین مرے تیر نظر آپ سے آپ

کب یہ نخل قد محبوب مین بستان نکلے
سرو مین ہوگئے پیدا یہ ثمر آپ سے آپ

کیا ہوا کسنے کیے دل کے جگر کے ٹکڑے
خون روتا ہی مرا دیدۂ تر آپ سے آپ

تمنے افشان جبین اپنی دکھائی نہ اگر
ہم بھی مرجائینگے اب چھوڑ کے سر آپ سے آپ

شب وصلت تو منائے سے نہین آتی ہے — ہی غضب ہجر کی ہوتی ہی سحر آپ سے آپ
سر عاشق پہ بھی اکدن یہ بلا لائے گی — زلف بل کھاتی ہی شانے پہ اگر آپ سے آپ

بند آنکھون کو جو دنیا سے کرونگا عاشق
دل مین آجائیگا میرے وہ نظر آپسے آپ

ولہ

کیون بھاگتے ہین عاشق خستہ جگر سے آپ — واقف نہین ہین نالۂ دل کے اثر سے آپ
دریا پہ کچھہ نہین ہی نہانے سے فائدہ — فرمائین غسل آج مری چشم تر سے آپ
شاید ہمارے جذبۂ دل کا ہی یہہ اثر — آئے ہین راہ بھول کے صاحب کدھر سے آپ
عاشق ہوے ہو حضرت دل چشم سرخ پر — بچتے ہی رہیے یار کی ترچھی نظر سے آپ
ابتو غزال چشم کے وحشی ہین سیکڑون — آہو شکار کرتے ہین تیر نظر سے آپ
شمشیر لیجے ہاتھہ مین یان سر بکف ہو نمین — آتا ہون مین ادھر سے جو آئین ادھر سے آپ

عاشق کے قتل کا کوئی مضمون ہی مگر
کیا پوچھتے ہین حال مرا نامہ بر سے آپ

غزل حافظ

بیطرح جوش پہ ہین دیدۂ تر آپسے آپ — ہوگئے رشک شرر داغ جگر آپسے آپ
تاب جنبش نہین پر شوق سے ہر آہٹ پر — آنکھین پھرتی ہین معاً جانب در آپسے آپ
کیسا آرام سکون جیسے گھڑی کا لنگر — دل دھڑکتا ہی مرا آٹھہ پہر آپ سے آپ
سرد مہری پہ پری رو کی ہی شاید تاثیر — خشک ہونے لگے جو دیدۂ تر آپسے آپ
کیا کوئی غنچہ دہن باغ سے ہو نکلا ہے — چاک کرتا ہی قبا کیون گل تر آپسے آپ

بیخطا پھانس لے طائر جانِ عشاق ہے
زلف پر پیچ نے پیدا کیے شر آپ سے آپ

اشک کی طرح سے باقی نہ رہا مطلق ضبط
اب نکلتے ہین مرے لخت جگر آپ سے آپ

مختلف طور سے دلبر کا سراپا باندھو
ہاتھ آجائیگا مضمونِ کمر آپ سے آپ

سوزشِ دل تو ترقی پہ ہی پھر کیا باعث
کچھ گھٹا پاتا ہون نالون کا اثر آپ سے آپ

رام ہوجائیگا گردون بھی ہمارا حافظ
مہربان ہوگا جو وہ رشک قمر آپ سے آپ

بخت واژون مرا جسدن کہ پھریگا حافظ
وہ چلے آئینگے سیدھے مرے گھر آپ سے آپ

ولہ

کیا شب کو کر رہے تھے مری یاد گھر سے آپ
آتی تھی دمبدم مجھے ہچکی سحر سے آپ

کاہیدہ مثل تار نظر ہون مین غم سے خود
کیون روٹھتے ہو عاشق مدنظر سے آپ

مین خود غریق بحر ندامت ہون چاہ مین
تر ہو رہا ہی جامہ تلک اشک تر سے آپ

ہو حکم سر بھی کاٹ دون کیا مال مال ہی
خود تنگ ہو رہا ہون مین اس بار سر سے آپ

ہر آئینہ مین پھرتے ہین تیرے غزال چشم
کیا گور کو پھنساتے ہین تار نظر سے آپ

نکلے مریض ہجر کی حسرت شب وصال
گر دیکھ لو تم آکے مجھے اک نظر سے آپ

فانی سے جاودانی مین ایدل کرینگے سیر
آئے جو اوس طرف سے تو جاؤ ادھر سے آپ

ہون تنگ عشق شیرین لبان سے کہ اپنا سر
فرہاد وار کاٹ لون تیغ و تبر سے آپ

سینہ مرا تھا صدر یہہ جسکا وہ اب نہین
دل خود تڑپتا ہی مراد دو پھر سے آپ

دین تو گیا ہی حافظا دشمن نہ جانکے ہو
کرتے ہو ربط کیون بت بیداد گر سے آپ

غزل عسکری

نالہ دکھلائیگا جب اپنا اثر آپسے آپ
وہ بت سنگدل آویگا ادھر آپسے آپ

نکلی پڑتی ہی جو وہ تیغ دوسر آپسے آپ
ٹکڑے ہوتے ہین یہان لخت جگر آپسے آپ

آبیاری تری اے سرو روان چاہتا ہی
ورنہ سوکھے گا یہ الفت کا شجر آپسے آپ

چھوڑنا بال کا تو اوسپہ سراسر ہی وبال
پیچ کھاتی ہی میان تیری کمر آپسے آپ

ہو جو منظور نظر آپکے تو ہی کچھ لطف کی
نذر دل لاے ہین سب اہل نظر آپسے آپ

نارپستان سے عیان تیری ہوا ہی یہہ صاف
نخل قد لایا ہی یہہ تیرا ثمر آپسے آپ

بے خبر گو کہ ہی وہ اے دل نادان کیا غم
میرے مرنے کی نہ ہو اونکو خبر آپسے آپ

میرے رونے پہ وہ کہتے ہین غضب ہنس ہنسکر
خوب بہتے ہین ترے اشک گہر آپسے آپ

صرصر باد صبا کیا کہ بگولا ہو ہوا
شوق جسوقت لگالیگا یہہ پر آپسے آپ

چرخ کی دیکھین گے اس چرخی و مہتاب کو ہم
سوزش دل سے جو نکلین گے شرر آپسے آپ

جان سے جائین گذر شوق شہادت مین نہ ہم
کوچہ یار مین ہوتا ہی گذر آپ سے آپ

دشمنو عسکری کا دوست بڑا ہیگا قوی
خیر سے آپ نکالو نہ یہہ شر آپسے آپ

ولہ

چھولوگے فکر بخیہ زخم جگر سے آپ
دیکھوگے حال میرا جو تار نظر سے آپ

ابرو کمان ہی تیر مژہ نیزہ ہی نظر
کرتے ہین صید دلکو وہ کس کس ہنر سے آپ

مست شراب ناز ہو ذوق کباب مین
اب ربط کیجیے دل خستہ جگر سے آپ

ہی ظلم و جور کا جو گلہ دلسے ہر زمان
اٹکے ہو عسکری کسی بیدادگر سے آپ

ردیف تا فوقانی

غزل نمود

ہوئی یہہ ہجر کی مجھہ نیم جان کو بھاری رات
گران ہو قبر مین مردے پہ جیسے ساری رات

جو آئی باغ مین اوس مہر کی سواری رات
تو مثل روز کٹی بلبلون کو ساری رات

جو رہتے ہین وہ ہم آغوش شام سے تا صبح
ہی روز عید سے افزون مجھے پیاری رات

سحر ہی وصل کی آب حیات فرقت مین
وہ خضر ہین رہ ظلمات ہی ہماری رات

نثار بدر ہی اور روز روئی روشن پر
محاق کی تری زلف سیہ پہ واری رات

گمان ستارونپہ زیور کا ہوتا ہی شب وصل
مجھے عروس سے افزون بنی پیاری رات

خیال کاکل شبرنگ دل مین رہتا ہی
مگر بنا کے پری شیشہ مین اوتاری رات

مین ہوشیاری مین کہتا ہون اہل غفلت سے
کہ دن ہمارا ہی زیر فلک تمھاری رات

چراغ مہ سے نمود آپ ڈھونڈلا ئیگی
ہمارے واسطے فرقت مین بیقراری رات

وله

ملتا تیرا اگر لکھا قسمت
چوتا حرف مدعا قسمت

وصف شاہون کا مجھہ فقیر مین ہے
لائی اورنگ و بوریا قسمت

وہ جو آئے تو یان نصیب کھلے
تھا مگر اونکا نقش پا قسمت

ہی یہہ سودا مجھے کہ ملتی اگر
مول لیلیکے بانٹتا قسمت

اوسمین خوبی وہ ہی کہ عاریتاً
مانگتے ہین مری گدا قسمت

کھودیا نامہ برنے خط کا جواب | اپنا لکھا تو ہی دکھا قسمت

جو ہین شاکی مقدرون کے نمود
اونکو میری سی دے خدا قسمت

غزل عاقل

جو تمنے بزم مین ہنس ہنس کے وہان گزاری رات | تو ہمنے ہجر مین رو رو کے کاٹی ساری رات
تمھاری لو مین یون ہی شمع رو گزاری رات | کہ مثل شعلہ رہی سوز غم سے ساری رات
تمھاری زلفون مین دیکھی جو ماہ نے افشان | فلک سے مانگ کے تھی کہکشان کو واری رات
گمان مہر ہوا چاندنی ہوی میلی | پڑی جو بام سے وہ تاب رخ تمھاری رات
تصور گل عارض سے باغ باغ ہین ہم | عجب شگفتہ یہہ دن ہین عجب ہی پیاری رات
تمھارے نام سے ہر دن ہین ہمکو لاکھون بر | خیال مصحف عارض سے ہی ہزاری رات
صبا اوڑا کے نہ لٹکائے چشم پر گیسو | اندھیری مردم بیمار کو ہی بھاری رات

نہ بھولا تا بہ سحر یاد زلف ای عاقل
پری کو شیشۂ دل مین ہی کیا اوتاری رات

ولہ

مجکو دلبر سے اب ملا قسمت | ہوتا ہون تجھپہ مین فدا قسمت
اپنے ہاتھونسے اوسکو کھونبیٹھے | ہمکو تجھسے نہین گلا قسمت
سیم تن رات کو ملا ہمسے | ہوگئی اپنی کیمیا قسمت
جان جاتی ہی دم نکلتا ہی | ایکبار اوس سے پھر ملا قسمت
کیسے فتنہ پہ دل ہوا مفتون | ہی عجب تیرا ماجرا قسمت

حرف پیشانی پیش آیا ہی | تجسے کیا ہو مجھے گلا قسمت

خوب چھنوائی خاک عاقل سے
جو کہ ہونا تھا بس ہوا قسمت

غزل عزیز

وہ زلف شوخ نے افشا نسے جب سنواری رات | نثار چرخ نے اختر کیے تھے ساری رات
نگاہ نازنے بسمل کو دم مین قتل کیا | غضب کی طائر دل پر چلی کٹاری رات
نکل کے ابر سے تا صبح منہ نہ دکھلائے | جو دیکھے چاند سی صورت قمر لٹھاری رات
خیال خال وغم زلف کیا وبال ہوا | کٹی ستارہ شماری مین سب ہماری رات
فراق قامت بالا مین راست کہتا ہون | گذرتی روز ہی سولی کی اب ہماری رات
نکالا چشم فسونگر نے بال بال سے بل | ہی آج صبح سے برہم جو زلف ہاری رات
فروغ رخ سے پڑی گرد غم ہوا اندھیر | نہین تھی چادر مہتاب تھی غباری رات
الجھ کے مو بمو اوسمین نہ مرغ دل سلجھا | بنا تھا گیسوے پیچان عجب شکاری رات

غم مژہ خلش جان روز وشب ہی عزیز
جگر پہ آرہ چلا دن کو دلپہ آری رات

ولہ

آج ایدل تو آزما قسمت | اونسے مل یا نصیب یا قسمت
وصل جانان نصیب ہو نیگا | گرچہ یاور ہوئی ذرا قسمت
ہاتھ آئی کبھی نہ زلف رسا | کیا بلا کی ہی نارسا قسمت
دیکھین پھر کسکو وہ بلاتے ہین | آزمائین شہ و گدا قسمت

جلوہ فرما ہی بام پر وہ ماہ — آج چمکی کہین خدا قسمت
وصل کی لاکھہ کی ہین تدبیرین — نہ مٹا پر ترا لکھا قسمت
ساتھہ چھوڑا ہی تیرا وحشت مین — ہوگئی اونپہ مبتلا قسمت

نکرے غیر سے وہ پیار عزیز
شکل ایسی کوئی بتا قسمت

غزل تمیز

جو ساتھہ غیر کے اوس شوخ نے گزاری رات — چلا کی سینہ پہ عاشق کے یان کٹاری رات
نہو یہہ زلف پریشان و بال چشم صنم — مثل یہہ سچ ہی کہ بیمار کو ہی بھاری رات
چھپایا ابر مین منہ ماہ نے خجل ہوکر — کہ جلوہ گر وہ رہی چاندنی یہہ ساری رات

فراق مین دل مضطر کا ہی تمیز یہ حال
نہ دن مین چین ہی دن بھر نہ نیند ساری رات

ولہ

عشق مین ہوکے مبتلا قسمت — کوہ سا سر پہ غم لیا قسمت
نہ تو مرتا ہون اور نہ جیتا ہون — یار رب سے ہوا جدا قسمت
یا نصیب اونکا وصل ہو مجکو — ورنہ آجائے اب قضا قسمت
کیا ہنسا تھا جواب مین روتا ہون — تو ہی انصاف کر بھلا قسمت
ہو رقابت نہ کیون نصیب مجھے — سنتے ہین اونپہ ہی فدا قسمت

لاکھہ عاشق تمیز ہون اونکے
تو بھی دل دیکے آزما قسمت

غزل اخلاص

کسیکی یاد مین تھی دل کو بیقراری رات
مثال ماہی بے آب تھا مین ساری رات

کل اوسنے دیکھ لیا تھا نقاب اوٹھاکے ادھر
چلی تھین سینہ پہ میرے چھری کٹاری رات

سحر تلک مرے سینہ پہ سانپ لہرائے
صنم نے زلف دوتا اپنی جب سنواری رات

نشہ مین چور کیا مدعی کو ہمنے آج
مزہ دکھائیگی ہمکو وہ بادہ خواری رات

کیا ہی وعدۂ وصل اوسنے آج ای اخلاص
خدا کرے ہو مبارک تمھین تمھاری رات

ولہ

دے بہت خوب یا خدا قسمت
کس سے مانگون مین تجھہ سوا قسمت

دست قدرت سے اپنے ای خالق
بگڑی بن جائے وہ بنا قسمت

دل ہی مدت سے مبتلائے فراق
اب تو اوس سے مجھے ملا قسمت

ہون مریض نظارۂ جانان
کبھی دیدار تو دکھا قسمت

ہی مجھے خار خار سیر چمن
جب سے وہ گل ہوا جدا قسمت

کبھی ہی دوست اور کبھی دشمن
ہی عجب تیرا ماجرا قسمت

کیون نہ ہو شاد شاد یہہ اخلاص
مہربان ہو جو مہ لقا قسمت

غزل عیش

جو نور رخ سے شب قدر ہی تمھاری رات
تو داغ دل کی چمک سے ہی دن ہماری رات

اوسکھون نے بکھری ہوی زلف جو سنواری رات
اسیمین وصل کی صد حیف سب سدھاری رات

ہمین بلائین وہ جس روز یا وہ جس شب آئین
عزیز ہی وہی دن اور وہی ہی پیاری رات

بغیر یار تھا محفل مین قتل کا سامان
چمکتی شمع کی ہر لو مین تھی کٹاری رات

شب فراق کا چھیڑو نہ ذکر رنج مدد
جو ہم پہ گذری اوسی طرح سے گزاری رات

لگا رہے ہو جو تحریر سرمہ پر کاجل
ستم ہی کرتے ہو آنکھو نمین تم بھاری رات

لیا ہی آرہ کا کام ہر مژہ سے ہمنے عیش
جب اونکے ہجر مین آنکھو نمین کاٹی ساری رات

ولہ

اوسکا دیگا بدل خدا قسمت
چاہیگی میر اگر بُرا قسمت

آتے آتے پھرے وہ کترا کے
کیا چلی چال رہنما قسمت

ایسی میری مزاجدان ہی تو
تھا جو یہان دلمین وہ کیا قسمت

شکر ہی پھر گئی دعا سے مری
ورنہ لے آئی تھی بلا قسمت

فضل خالق سے ہم نہین ایوب
کیون کہین بار بار یا قسمت

خوب لیتا خبر بجاے مزاج
غیر آتا مین پوچھ پات قسمت

آپ اچھے ہین خوش نصیب بھی ہین
مین ہون کیا اور میری کیا قسمت

عیش جانے خدا ہی اسکو کہ یان
ہی ہر اک کی جدا جدا قسمت

غزل عاشق

رہی خموشی قیامت کی ہمکو ساری رات
یہہ تیرے عشق کی کی ہمنے رازداری رات

تمام دن مجھے رونے سے کام رہتا ہی
تمھارے ہجر مین تارے گنے ہین ساری رات

ہی شب کو وصل صنم دن کو سیر باغ ہمین
عجب بہار کے دن ہین غریب پیاری رات

بجائے دید فراق صنم میسر ہے
یہہ روز حشر سے کچھہ کم نہین ہماری رات

دفور آب سے عاشق بھی یار تک پہنچا
یہہ میرے اشک ہوے چشم تر سے جاری رات

ولہ

کیا کہین ہو برا بھلا قسمت
مر چلے ہجر مین ہی یا قسمت

سر اوٹھایا ہی یار جانان مین
ابتو ہو جا تو رہنما قسمت

ٹھوکر و نسے جو شکستہ ہوا
یہی لائی تھی کیا لکھا قسمت

راتدن سر کو مین پٹکتا ہون
ہوگئی ایسی ہیسا قسمت

دیکھو دنیا اسی کو کہتے ہین
یان ہی سب کی جدا جدا قسمت

ہون کلیسا مین گاہ کعبہ مین
رہنے دیگی نہ ایکجا قسمت

یار چین برجبین ہوا ہمسے
اندنون تجکو کیا ہوا قسمت

مہربان پھر ہوے وہ ای عاشق
دیکھیے اب دکھاے کیا قسمت

غزل حافظ

نہ آیا وصل مین بھی چین ہمکو ساری رات
کہ فکر صبح کی چلتی رہی کٹاری رات

جو یاد آگئی محبکو صنم تمھاری رات
لگی پلک سے پلک بھی نہین ہماری رات

لگا یا ہجر نے خنجر تھا مجھپہ کاری رات
کہ خون ہر بن مو سے تھا میرے جاری رات

نہ میری منزل دل مین تھے تم نہ گھر اپنے
کہو تو کس جگہہ پھر تمنے کل گزاری رات

شب وصال مین مین خوش شب فراق مین آج
یہہ کہیئے شب مری اچھی ہی یا تمھاری رات

تڑپ شرر مین ہی ایسی نہ برق و زیبق مین
عجب ہی صدمۂ فرقت سے بیقراری رات

ہزار شکر کہ وہ سنگدل ہوا کچھہ موم
زیادہ دیکھی مری جب کہ آہ و زاری رات

بڑا ہی عامل کامل ہی یہہ تو پیر مغان
پری یہہ شیشہ مین کس رنگ سے اوتاری رات

اسیر دام بلا کر دیا دل عاشق نے
جو اپنی زلف پہ یزدان نے سنواری رات

تمھارا قرعۂ تقدیر ہی بُرا حافظ
کہ شرط وصل کی پہلی ہی بازی ہاری رات

ولہ

ڈھونڈلاؤن کہانسے جاقسمت
نہین ملتا ترا پتا قسمت

کچھہ نہ تدبیر پر بھروسا کر
پورا کردیگی مدعا قسمت

خود ہی ملجائیگا دُرِ مقصود
ہوگی جب میری رہنما قسمت

اوسکو تسکین مجھے پریشانی
یہی قسام نے کیا قسمت

وہ رہین شاد اور مین غمگین
اپنی اپنی جدا جدا قسمت

کوچہ گردی سے کچھہ حصول نہین
ایکجا بیٹھہ آزما قسمت

کام بن بن کے سب بگڑتے ہین
ایسی ہرگز ندے خدا قسمت

نالہ لب تک بھی آنہین سکتا
ہو نہ میری سی نارسا قسمت

اپنی تسکین دل کو کہتے ہین
تیرا خالق کرے بھلا قسمت

آب و دانہ کا اک بہانہ ہی
لیئے پھرتی ہی جا بجا قسمت

کچھہ تو گزریگی چین سے حافظ
اوس دلارام سے ملا قسمت

غزل عسکری

عجب تھی پیر مغان میکدہ کی پیاری رات
کہ محتسب نے اوسی بزم مین گزاری رات

خیال زلف مین دل شام سے نکیون اولجھے
ہوا ہی کرتی ہی بیمار پہ تو بھاری رات

بتا تو وصل کا دن مین بھی اب نہین ملتا
کہ ایک زلف ہی کافر نے ہی سنواری رات

رہا جو دوش بدوش اوسکے مین تصور مین
تو کیا ہی عیش سے گذری ہی میری ساری رات

وہ وعدہ کرکے نہ آیا یہہ ظلم تو دیکھو
کہ تا سحر رہی ظالم کی انتظاری رات

تم آگئے جو سحر کو تو دم گیا کچھہ ٹھیر
بغیر آپ کے تھی یان نفس شماری رات

سحر کو غمسے گلا گھٹ کے خون چشم بہا
گلے مین تھا جو کوئی پنجہ نگاری رات

الٰہی کیونکہ کٹے گی یہہ میری عمر روان
جو دن کو سوز درون ہی تو بیقراری رات

یہہ دن تو عسکری کاٹے ہی شغلہ مین مگر
بتاؤ کسطرح کٹتی ہی وان ہماری رات

وله

شاہ ہوکر بنا گدا قسمت
تخت کی جا ہی بوریا قسمت

نہ گلے کا ہمارے ہار ہوا
خون کرے پنجۂ حنا قسمت

جوش پر ہی جو اشک طوفان خیز
کچھہ دکھاویگی ماجرا قسمت

زلف پیچان مین تو پھنسایا ہی
پیچ لائی ہی برملا قسمت

سرگین چشم عسکری تھی غضب
کہنے پائی نہ مدعا قسمت

ردیف ثالث مثلثہ

غزل نمود

یون عدو کا ہی مرے نالۂ شبگیر عبث
پھینکے جسطرح کوئی سوے فلک تیر عبث

سخت جان ہون نہین ہونیکا مرا کام تمام
کھینچتے ہین وہ مرے قتل کو شمشیر عبث

دل کو رہتا ہی تری زلف مسلسل کا خیال
مثل مجنون ہی یہہ البتہ زنجیر عبث

ہون مین وہ تشنہ مجھے چاہیے آب کوثر
آشنا دیتے ہین مجکو قدح شیر عبث

قابض روح سے للہ نہ لڑوائیے گا
اب دم نزع عیادت مین ہی تاخیر عبث

ہی مقدر کا لکھا عقدۂ مالا ینحل
بنتے ہین موے قلم ناخن تدبیر عبث

جس شبستان مین کوئی نور مجسم ہو نمود
شمع بیکار ہی اوس بزم مین گلگیر عبث

ولہ

دل ہی یون بیقرار کیا باعث
چشم ہی چشمہ سار کیا باعث

ابر رحمت نہ برسا گر پس مرگ
نہین اوڑتا غبار کیا باعث

ضعف پیری مین گلرخونکا خیال
ہی خزان مین بہار کیا باعث

روندتے ہین وہ خاک بھی پس مرگ
ہی یہہ دل مین غبار کیا باعث

ای دل خون شدہ وہ کہہ تو چکے
روز کا انتظار کیا باعث

صاف اہل زمین ہین سب مجسے
ہی فلک کو غبار کیا باعث

یا داوس گل کی گر نہین ہی نمود
ہی چمن خار خار کیا باعث

غزل عاقل

کرتے ہو عشق مین کیون شکوۂ تقدیر عبث
ہوتی ہی رو برو تقدیر کے تدبیر عبث

ہی نہ کاکل کی اسیری سے رہائی ممکن
کھینچتا کیون ہی دلا نالۂ شبگیر عبث

شکوۂ جور و جفا کو نہ بڑہا ای نادان
کیون گھٹاتا ہی دلا آپ سے توقیر عبث

کر دیئے زیر زمین تو نے ہزارون عاشق
کینہ سینہ مین ترے ہی فلک پیر عبث

نقشہ دل مین ہی کھینچا یار کا اپنے عاقل
جا کے بہزاد سے کھچواتے ہو تصویر عبث

ولہ

چشم ہی اشکبار کیا باعث
دل ہی یون بے قرار کیا باعث

کیا ستانا گلونکو گلچین ہے
نالہ زن ہی ہزار کیا باعث

ہون مین کس شمع رو کا دیوانہ
ہین پتنگے نثار کیا باعث

کون ابرو کمان ہی تیر لیئے
ہو گیا دل شکار کیا باعث

جان و دل ہمتو کر چکے ہین فدا
پھر بھی تمکو ہی عار کیا باعث

باغ مین یاد کسکا قد آیا
ہو گیا سرو دار کیا باعث

چشم نرگس جو وا ہی ای عاقل
کسکا ہی انتظار کیا باعث

غزل عزیز

کھینچتے کشتۂ ابرو پہ ہو شمشیر عبث
قید یئے زلف کو دکھلاتے ہو زنجیر عبث

شائق تیغ نگہ آئے ہین لاکھون آہو
عازم صید ہوے تم ہی نخچیر عبث

پیچ و تاب دل بیمار کا باعث یہہ ہے
ہم سے برہم ہی تری زلف گرہ گیر عبث

سر سے جاویگا کوئی زلف صنم کا سودا
پاؤن پڑتی ہی مرے قید مین زنجیر عبث

فصل گل ہی ابھی ہاتھونسے اوڑیگی صیاد
بے قفس کھینچے ہی مانی مری تصویر عبث

بسمل تیغ نگہ پر نہ چڑہاؤ ابرو
اب لگاؤ نہین شمشیر پہ شمشیر عبث

وہ تو لکھتے ہی نہین ایک بھی نامہ کا جواب
بھیجتا ہون انھین تحریر پہ تحریر عبث

کیون نہو سنگ بسر غم سے شب و روز عزیز
ہمسے رہتا ہی خفا وہ بت بے پیر عبث

ولہ

صاف دل ہی نہ یار کیا باعث
آئینہ مین غبار کیا باعث

پھر گیا شہسوار کیا باعث
نہین اوڑتا غبار کیا باعث

کسکی مژگان ہی ہمسے برگشتہ
چبھہ گیا دل مین خار کیا باعث

تیغ ابرو کا وار ہوگا مگر
سر ہی گردنپہ بار کیا باعث

آگیا ہی وہ گلعذار کہین
گل ہی بلبل کو خار کیا باعث

بکھرے کیون آپ زلف کی صورت
گفتگو پیچدار کیا باعث

کونسے مہروش پہ ای شبنم
روتی ہی زار زار کیا باعث

آنکھہ آہو کی کیا نکالوگے
تکتے ہو بار بار کیا باعث

کشور دلپہ کسکے لام بندہا
زلف ہی تار تار کیا باعث

سرمگین کرکے کسکو قتل کیا
چشم ہی سوگوار کیا باعث

لب رنگین پہ دیکھی کسکی مسی
لالہ ہی داغدار کیا باعث

یاد کس بے وفا کی آئی عزیز
ہو گئے اشکبار کیا باعث

غزل تمیز

پھر ہوئی عشق کی دل پر مرے تاثیر عبث
پھر اوٹھائیگا یہہ صدمہ دل دلگیر عبث

نیمچے نیم نگاہی کے نہین تیغ سے کم
لائے مقتل مین مجھے وہ تہ شمشیر عبث

ای کماندار مین عاشق ہون تری مژگان کا
کب بچاتا ہی مرے دل کو ترا تیر عبث

خواب مین کب نظر آتا ہی وہ رشک یوسف
پھرتا ہون مثل زلیخا پے تعبیر عبث

جان بلب ہون تو زبانی یہی قاصد کہیو
آپ کرتے ہین عیادت یہہ ہی تقریر عبث

بیخودی زلف کے سودے مین ہوی ہی مجکو
ایسے دیوانے کو پہناتے ہین زنجیر عبث

صورت بلبل تصویر تو حیران ہی تمیز
کھینچی اوس گل کی ہی بہزاد نے تصویر عبث

ولہ

گلشن تن ہی خار کیا باعث
نہین آتی بہار کیا باعث

تیغ قاتل اگر عروس نہین
مثل زر ہون نثار کیا باعث

خانۂ دل مین یہ تجسس ہے
نہین ملتا ہی یار کیا باعث

جذبۂ شوق سے دل نادان
پھرتا ہی بیقرار کیا باعث

کسی قاتل کی تیغ ابرو سے
ہی مرا دل فگار کیا باعث

دل وحشی اگر نہین آہو
کرتے ہین وہ شکار کیا باعث

دیدۂ و دل کو راتدن اوسکا
رہتا ہی انتظار کیا باعث

اوس دل آزار پر دلا ہر دم
آتا ہی تجکو پیار کیا باعث

چشم میگون کو خواب مین دیکھا
اب تلک ہی خمار کیا باعث

مورد رحمت الٰہی ہے
اب ہمارا مزار کیا باعث

کاہش غم بھی تو نہین ہی تمیز
جسم ہی مثل خار کیا باعث

غزل اخلاص

زلف کافی ہی مری قید کو زنجیر عبث
نگہہ کافی ہی مرے قتل کو شمشیر عبث

مار کر تیر نظر پھیر لیا منہ صیاد
نیم بسمل ہی رہا یہ ترا نخچیر عبث

سرمہ آلودہ وہ آنکھین ہین تری او ظالم
کہ ہرف سے کوئی گذرا نہ ترا تیر عبث

حضرت عشق کو مرشد ہی سمجھتا ہون دلا
جسکو بیعت نہین اس سی وہ ہی بے پیر عبث

تو کرے لطف کی جسپر نظر ای بندہ نواز
کیمیا ہی اوسے اور نسخہ اکسیر عبث

خاکسار و نسے ہی اخلاص ترا عالمگیر
تیری تعظیم بجا ہی مری توقیر عبث

ولہٗ

مجسے کیون ہو فرار کیا باعث
کیون مرے غمگسار کیا باعث

اپنی باتونسے تو نے آپ ای یار
کھو دیا اعتبار کیا باعث

بیوفا ہو کے منہ کو پھیر لیا
مجھسے ای گلعذار کیا باعث

آئی پہلو مین میرے صورت گل
دیگئے دل کو خار کیا باعث

اوسکی صورت نظر نہین آتی
میرے پروردگار کیا باعث

مجکو حیرت ہی اور وہ تکتا ہی
ہون مین آئینہ وار کیا باعث

کھو دیا عاشقی مین حضرت دل
تمنے اپنا وقار کیا باعث

ای صبا جاکے تو ہی سمجھالا
مجھسے روٹھا ہی یار کیا باعث

تیرا اخلاص تو ہی عالمگیر
ہین عدو دوستدار کیا باعث

غزل عیش

لائی ہستی مین عدم سے ہمین تقدیر عبث
طفل سے ہوکے جوان اب ہوے ہم پیر عبث

کیا میسر نہ تھا اشکونکے گہر کا مرے ہار
پہنے آئے ہو جو تم سونیکی زنجیر عبث

چین جبین ہوکے نہ ابرو سے ملاؤ ابرو
کیون لڑاتے ہو یہہ شمشیر سے شمشیر عبث

ہی گمان تیغ برہنہ کا زبان پر مجکو
آپ بیہودہ جو کرتے ہو یہہ تقریر عبث

ہی جو خوشنودی حق مدنظر اسلئے ہی
آگے تدبیر کے میری مری تقدیر عبث

عیش اسمین نظر آتی ہی ہمین شان خدا
صفحۂ دہر پہ کب ہی تری تصویر عبث

غزل عاشق

چشم جادو مین ہی یہہ سرمہ کی تحریر عبث
دل مسحور کو بھی کرتے ہو تسخیر عبث

بسمل تیغ تبسم ہون بھلا ای قاتل
کب کشیدہ ہی ترے ابرو کی شمشیر عبث

بستۂ کاکل پیچان ہون بہت مدت سے
مجکو پہناتا ہی جداد یہہ زنجیر عبث

جذبۂ شوق شہادت سے بہت ہون بیتاب
قتل کرنے مین مرے کرتے ہو تاخیر عبث

دام گیسو مین مقید ہین ہزارون بلبل
طائر دل کے پھنسانے کی ہی تدبیر عبث

لب پہ دم آکے کسیدن یہ نکل جاویگا
بوسہ دینے مین کیا کرتے ہو تاخیر عبث

مبتلا اوسپہ نہ ہو جائے کوئی راز شناس
لیئے پھرتا ہی دلا یار کی تصویر عبث

کی جبین سائی تو وہان روزن در بند ہوا
آگے تقدیر کے ہی رخنۂ تدبیر عبث

بستۂ کاکل پیچان پہ ترحم کیجے
کھولتے آپ ہین اب زلف گرہگیر عبث

آجکل دیکھو تو آثار قیامت کی بنا
منمون کرتے ہو اب دہر مین تعمیر عبث

جاکے اوس ترک کی فتراک سے لٹکا ہوتا
اب تڑپتا ہی پڑا ای دل نخچیر عبث

ہی فقط خنجر ابرو کا اشارہ کافی
قتل عاشق کی کیا کرتے ہو تدبیر عبث

ولہ

نہین ملتا وہ یار کیا باعث
دلکو ہی اضطرار کیا باعث

نشہ سے یار کو تو نفرت ہی
چشم ہی پرخمار کیا باعث

تیغ ابرو نہین ہی گرا ونکی
ہی مرا دل فگار کیا باعث

گر نہین ہی وہ یار عکس فگن
دل ہی آیینہ وار کیا باعث

خون روتی ہی دمبدم قاتل
نگہ انتظار کیا باعث ؟ ؟

روے شاید وہ خاک عاشق پر
نہین اوڑتا غبار کیا باعث

غزل حافظ

ہو نہ تقدیر جو یاور تو ہی تدبیر عبث
نقش و تعویذ عبث عامل و تسخیر عبث

تھا فقط جنبش مژگان سے مرا دل غربال
تو نے سینہ کو بنایا ہدف تیر عبث

غزل عسکری

نازہی سنگ دلی پر بت بے پیر عبث
جائیگی نالہ کی میرے نہین تاثیر عبث

ہوا مژگانکے خدنگونسے تو سینہ غربال
آپ آراستہ کرتے ہو پر تیر عبث

خون عالم کا غضب وسمہ ابرو سے ہوا
نہین قاتل یہہ ترا جوہر شمشیر عبث

دل سودا زدہ کیون زلف کو چھیڑا اوسکی
کہین ہوتا ہی بھلا خانہ زنجیر عبث

عسکری روز فزون حسن خداداد ہی وہ
آپ حیرت سے بنے دیدہ تصویر عبث

ولہ

ہی خفا مجسے یار کیا باعث
ای مرے راز دار کیا باعث

آہ سوزان نے کسکی پھونکا ہی
دل سے نکلے شرار کیا باعث

گروہ گل پیرہن نہ آیا نظر
جامہ ہی تار تار کیا باعث

کسکی مژگان ہوی غلط انداز
دل مین ہی خار خار کیا باعث

ہمکو ساقی ہی ناگوار یہ کیون
بادۂ خوشگوار کیا باعث

یاد نے کسکی بیقرار کیا
نہین تاب و قرار کیا باعث

عسکری رک گیا ہی قاتل کا
خنجر آبدار کیا باعث

ردیف جیم تازی

غزل نمود

سالک جو ہین نہین اونھین رہبر کی احتیاج
جیسے نہین ملک کو پیمبر کی احتیاج

اوسنے بھیجا ہی نہ بھیجیگا جواب نامہ — کیون کرین اوس بت بے پیر کو تحریر عبث
جب کوئی عرض مین کرتا ہون تو یون کہتے ہین — آپ ہمسے نہ کیا کیجے تقریر عبث
کھینچنے مین ہی اگر ناز کے عاجز نقاش — تو نہ کچھ ائینگے ہم یار کی تصویر عبث
جسکے نزدیک نہین آپ کا کچھ عز و وقار — اوسکی کیون کرتے ہو تم عزت و توقیر عبث
جائیگا سر سے نہ سودا کبھی اون زلفون کا — چارہ گر پاؤن مین پہناتا ہی زنجیر عبث
جستجو چاہیئے خاک قدم جانان کی — ای مہوس تجھے ہی خواہش اکسیر عبث
تا دم مرگ نہ باز آؤنگا مین الفت سے — آپ دلواتے ہین اغیار سے تعزیر عبث
آج کا کام نہین چاہیئے کل پر رکھنا — وعدۂ وصل مین تم کرتے ہو تاخیر عبث

مصحف رخ سے کر دیدۂ دیدہ بصیرت روشن
حافظا پڑھتے ہو واللیل کی تفسیر عبث

ولہ

سچ تو کہہ مجھسے عار کیا باعث — اور غیرون سے پیار کیا باعث
قاصدا جلد جا خبر تو لا ++ — ابتک آیا نہ یار کیا باعث
خشک لب چہرہ زرد آہ ہی سرد — چشم ہی اشکبار کیا باعث
کسکی ہی یاد تو جو رہتا ہی ++ — اسقدر بے قرار کیا باعث
بن گیا غیرت پرطاؤس — یہہ دل داغدار کیا باعث
کر دیا پنجۂ جنون نے آج — پیرہن تار تار کیا باعث

رام اک بت کا ہو گیا حافظ
تمسا پرہیزگار کیا باعث

وصف اوس پیہر حسن کی افشا نکے مین لکھون
گر ہو زمین شعر کو اختر کی احتیاج

اک شعلہ رو کے عشق مین جلتا ہون اہل من
پہلو مین جاے دل ہی سمندر کی احتیاج

روضہ ہو مثل تاج مرصع سر مزار
ہی بعد مرگ بھی مجھے افسر کی احتیاج

ہین سخت روسیہ جو ہین دولت کے خواستگار
سنگ محک کے واسطے ہی زر کی احتیاج

ہی بھیجنا جو اوس بت بدکیش کو پیام
جاے پیامبر ہی پیمبر کی احتیاج

کہتی ہی یہہ زمین کسی کو چہ کی ای نمود
ہون آسمان ہی مجھے اختر کی احتیاج

ولہ

کیا جلوہ نمایان و نہین رشک قمر آج
خورشید قیامت ہی ہر اک داغ جگر آج

بے داغ دیئے مجھے ملا وہ گل تر آج
بے پھول لگے نخل تمنا مین ثمر آج

باندہا ہی تصور مین جو مضمون کمر آج
ہی مو سے بھی باریک مرا تار نظر آج

کچھہ دیکھی نہ سفاک کے ہاتھون کی صفائی
مین کوچۂ قاتل مین گیا سینہ سپر آج

یان خانۂ تن ناوک غم سے ہے مشبک
کیا اوسنے وہان بند کیئے روزن در آج

کل آئینہ رویون کو دیا چھوڑ وطن مین
حیران ہون جو غربت مین دکھا ماہ صفر آج

ہوتا ہی وفا وعدۂ فردائے قیامت
کوئی تو سنا دے یہہ مجھے کل کی خبر آج

خط اچھے پر یرو کو نمود آپ نے لکھا
نکلین نہ کہین حامل مکتوب کے پر آج

غزل عاقل

حاجت نہ تخت کی ہی نہ افسر کی احتیاج
دل کو ہی میرے عشق پیمبر کی احتیاج

کوچہ مین تیرے مسکن عاشق ہی ای صنم
خانہ بدوش کو نہین کچھ گھر کی احتیاج

نامہ ہمارا لیکے صبا جائیگی وہان
قاصد کی فکر ہی نہ کبوتر کی احتیاج

مفتون ہو سادگی پہ ہماری نکیون جہان
روئے قمر کو کب ہوئی زیور کی احتیاج

افعی زلف یار کھلاتے ہین ہاتھ پر
افسون کی قدر ہی نہ ہی منتر کی احتیاج

دل کیون نہ جائے گلشن کوئے حبیب مین
بلبل کو کب ہوی نہ گل تر کی احتیاج

عاقل نہ بوسۂ لب جانان ہوا نصیب
گو حد سے بڑھ گئی دل مضطر کی احتیاج

ولہ

ٹھیرا ہی مرا قتل جوان مد نظر آج
قاتل مین فدا کرتا ہون خود کاٹ کے سر آج

یکٹری ہوی چتون ہی خدا خیر تو کیجو
بے طور نظر آتی ہی قاتل کی نظر آج

طوفان بپا ہونگے یہان نوح سے لاکھون
آیا ہی مرا جوش پہ جو دیدۂ تر آج

ہمراہ ترے تیرونکے دل اوڑ گیا قاتل
مرغ دل بے پر کے لگے خوب ہی پر آج

سر رکھ کے مرا دار پہ قاتل یہہ پکارا
لایا شجر خشک ہی الفت کا ثمر آج

خود جاتا ہی اوڑتا ہوا حیرت ہے جانکو
قدرت کے لگے ہین مرے مکتوب مین پر آج

بار نظر خلق سے بچکے ہی خطر ہے
اللہ ہی بچائے تو بچے اونکی کمر آج

عنقا کی صفت ہوگئے قرطاس و قلم گم
تحریر لگا کرنے جو مضمون کمر آج

برسات ہی پر ساتھ نہین جس سے لڑے آنکھ
بیطرح لگاتا ہی جھڑی دیدۂ تر آج

ابرو کے قرین خال قیامت ہوا **عاقل**
محشر یہہ بپا کرتی ہی شمشیر و سپر آج

غزل عزیز

سودائے زلف مین نہین ابسر کی احتیاج
ابرو ہلا دو کچھ نہین خنجر کی احتیاج

ہی لعل چھوڑ کر لب دلبر کی احتیاج
دندانہ دانت ہی نہین گوہر کی احتیاج

جوش ہوس بدولت وصل صنم ہوا
بڑہتی ہی مال وزر سے تونگر کی احتیاج

عزم سفر کیا ہی سوئے کوئے بیوفا
برآئے یا خدا دل مضطر کی احتیاج

کہتے ہین ابرو ان خمیدہ چڑھا کے وہ
ہمکو نہین ہی تیغ دوپیکر کی احتیاج

سارا دماغ نکہت گیسو مین ہی بسا
حاجت نہ مشک کی ہی نہ عنبر کی احتیاج

لیجائیگی اوڑا اوسے بے پر ہوائے شوق
نامہ کو میرے ہی نہ کبوتر کی احتیاج

چیچک کے داغ تارونسے عارض پہ نہین
ہی کب سپہر حسن کو اختر کی احتیاج

کرکے شہید جلد سبکدوش کیجیے
بارگران ہی تن کو نہین سر کی احتیاج

ہم مست جام دیدۂ مخمور ہین عزیز
مینا سے ہی غرض نہین ساغر کی احتیاج

ولہ

اوس مہر نے دی زلف ہٹا رخ سے اگر آج
بولین گے سر شام ہی مرغان سحر آج

آنکھونمین پلٹ جاتے ہین آکر مرے گھر سے
کس مردم بدبین کی لگی اونکو نظر آج

منظور ہی داغ دل عاشق سے گھٹانا
آئے وہ لیئے ہاتھ مین طاؤس کا پر آج

دل لیکے چلا قافلۂ حسرت وارمان
کس دھوم سے ہوتا ہی مسافر کا سفر آج

اللہ ری خوشی آپکو مین بھول گیا ہون
مدت مین ہوا کوچۂ جانان مین گذر آج

نکلا ہی پڑے ہی نہین دم لیتا ہی خنجر
کس مرگ رسیدہ پہ بندھی اوسکی کمر آج

کھولے ہوے زلفین وہ کہین آئے سر بام
پھندون مین پھنسا جاکے مرا مرغ نظر آج

کسکے اثر ہجر سے ہین تفرقہ پرداز
سر آج بدن آج یہہ دل آج جگر آج

کیا چھوڑینگے بے قتل کیے یہہ مجھے قاتل
تل آج مژہ آج ادا آج نظر آج

سودائے محبت کا خریدار تو ہوے
مین بیچتا ہون ایک ادا پر تری سر آج

تا بزم صنم ہو جو عزیز اپنی رسائی
سمجھون کہ ہوا آہ رسا مین بھی اثر آج

غزل تمیز

ہی شعلہ رو کے عشق مین مجمر کی احتیاج
سوز درون سے ہو گئی آخر گی احتیاج

سینہ سپر ہون مین نہین قاتل کے سامنے
خود و سپر زرہ کی نہ بکتر کی احتیاج

کرتے ہو قتل لاکھونکو ابرو کی تیغ سے
شمشیر سے غرض ہی نہ خنجر کی احتیاج

موے مژہ کی نوک خلش دل مین کر گئی
پھر ہو خدنگ یار کو کیا پر کی احتیاج

آئین جو خوشخرامی سے ہمدم وہ بزم مین
تا حشر ہو کسی کو نہ محشر کی احتیاج

ساقی شراب خوارون مین کردی تو خیر دے
مدت سے ہی مجھے مے احمر کی احتیاج

دکھلائین او نگار روے عرق ناک ہی تمیز
بلبل کو ہی چمن مین گل تر کی احتیاج

ولہ

ایام نحوست کے گئے میرے گذر آج
مدت مین نجومی نظر آیا وہ قمر آج

عاشق کو ہی اب جان کے جانیکا خطر آج
پھینکے ہی وہ پیہم جو ادھر تر بنظر آج

دکھلایا تری زلف پریشان نے اثر آج
اس مفت کے سودے مین ہوا ہمکو ضرر آج

کیون خیر تو ہی آئے ہین حو آپ ادھر آج
کیا قصد ہی جاتے ہین کہان دل ہی کدھر آج

کیا حسن سمھا راہی کہ ہین محو تماشا
کل حور و ملک دیو و پری جن و بشر آج

دامن سے لگا تیرے مرا خون شہادت
ہرگز تو مرے قتل سے قاتل نہ مکر آج

کیا حال ہوا تیرا دلا سوز درون سے
باہر نفس سرد مین آتے ہین شرر آج

تھا حال دگرگون ترے بیمار کا لیکن
پوچھی بھی نہ قاصد نے ترے میری خبر آج

دیکھے کہ قیامت ہین تمیز آپکے نالے
پر آپ دکھائین مجھے آہو کا اثر آج

غزل اخلاص

رخ سے غرض نہ زلف معنبر کی احتیاج
سنبل کی آرزو نہ گل تر کی احتیاج

بر لا کریم بے کس و بے پر کی احتیاج
مجکو تو تجھ سوا نہ کسی در کی احتیاج

جنت کی آرزو ہی نہ غلمان و حور کی
گر ہی تو اپنے نور پیمبر کی احتیاج

پیر مغان سے بادۂ گلگون نہ لیجیو
اے دل اگر ہی ساقیٔ کوثر کی احتیاج

نوک مژہ سے لیجیو فصاد فصد دل
رکھتا نہین جنون مرا نشتر کی احتیاج

ٹکڑے جگر ہی اور گریبان ہی تار تار
کیا جانے کوئی اس دل مضطر کی احتیاج

لکھا ہوا ہی کاتب قدرت کا ہاتھ پر
دیکھو اسے نہین کسی دفتر کی احتیاج

آرام سے زمین پہ ہون نقش قدم کی طرح
تکیے کی احتیاج نہ بستر کی احتیاج

اخلاص اب سخن کے بہت کم ہین قدردان
ہوتی ہی قدردان کو سخنور کی احتیاج

ولہ

وہ قتل پہ باندھے ہوے بیٹھے ہین کمر آج
مین شوق سے قدمونپہ رکھے دیتا ہون سر آج

وہ یوسف ثانی مرے گھر آکے پھر احیف
اور مجکو رقیبون نے یہہ دی کل کی خبر آج

کس شوخ کے شب تیر نظر دلمین چبھے ہین
کروٹ نہین لینے دی مجھے تا بہ سحر آج

ای باد صبا کہیو کوئی دم کا ہی مہمان
کوچہ سے جو دلدار کے ہو تیرا گذر آج

اس عالم فانی مین تغافل نہین لازم
کچھ سوچ سمجھ کل کے لئے نفع وضرر آج

اخلاص غنیمت ہی کہ ہمچشم یہہ اپنے
دو چار جو بیٹھے ہوے آتے ہین نظر آج

غزل عیش

ای تیغ زن ہی اسلیئے پھر سر کی احتیاج
ہی بعد قتل جو تری ٹھوکر کی احتیاج

کب ہی بجز تجھہ بت کافر کی احتیاج
سودا نہین مجھے جو ہو پتھر کی احتیاج

قانع وہ ہون مین دانہ شبنم ہی دُر مجھے
منعم نہین ہی کچھہ ترے گوہر کی احتیاج

بگڑین نہ آپ مجسے پر یزاد سنکے نام
کب یہہ کہا کہ ہمکو ہی دلبر کی احتیاج

خلوت ہو اونسے ایسی جگہہ تا نہ آئی کوئی
حیران ہون ہی جو خانہ بے در کی احتیاج

ایسا نہین ہی کوئی دلائے ہماری یاد
سنتے ہین وان ہی بندہ بے زر کی احتیاج

ہووے نہ زہر افعی گیسو کا جو اثر
ای عیش کچھہ سکھا کہ ہی منتر کی احتیاج

ولہ

گھر سے وہ پھرے میرے تو پھرنے لگا سر آج
کچھہ ایسے گئے دیگئے ہین در دجگر آج

حیران ہون مین اوس رخ پہ صفائی عجب آئی
جمتی نہین جا جا کے پھسلتی ہی نظر آج

ہی مجکو یقین یہہ کہ اگر سحر مین کردون ۔۔۔ ظاہر ہو شب وصل کی ہرگز نہ سحر آج
بھڑکائی ہی دل مین تپش ہجر نے وہ آگ ۔۔۔ آنسو مرے بن بن کے نکلتے ہین شرر آج
ہنس ہنس کے نہ آئینہ مین تم حسن کو دیکھو ۔۔۔ لگ جائے تمھین دیکھیو تمھاری نہ نظر آج
مانی تجھے جب مانین نہو فرق سر مو ۔۔۔ یون کہینچدے گر اونکی تو تصویر کمر آج
انگشت نما شہر مین نوکے ہین دونون ۔۔۔ میرا خم گردن یہان وان اونکی کمر آج

اوڑتے ہوے ای عیش نگاہونکے جو تیر آی
اوس چشم کی گردش سے کھلے اونکے ہین پر آج

غزل عاشق

خانہ بدوشی ہون یہہ ہی دلبر کی احتیاج ۔۔۔ مسکن کا ہی خیال نکچھہ گھر کی احتیاج
اک سیمتن کے عشق مین سیماب ہو رہون ۔۔۔ کشتہ ہون آجکل ہی مجھے زر کی احتیاج
پیش نظر مری چمن حسن یار ہے ۔۔۔ خواہش ہی باغ کی نہ گل تر کی احتیاج
افشان کو اوسکی دیکھہ کے آئینہ بول اوٹھا ۔۔۔ ہون آسمان ہی مجھے اختر کی احتیاج
نظر و نسے تیری طائر دل ہو چکا شکار ۔۔۔ حاجت ہی باز کی نہ کبوتر کی احتیاج
دریاے اشک دل مین ہی دنرات موج زن ۔۔۔ کشتی کو اپنی کب ہی سمندر کی احتیاج
پہنچائیگا بہاکے مرا مجکو سیل اشک ۔۔۔ اوس بحر حسن تک نہین رہبر کی احتیاج
تصویر یار خود ورق دل پہ ثبت ہے ۔۔۔ کاغذ کی ہی ضرور نہ مسطر کی احتیاج
سودا ہی دلمین جنبش مژگان یار کا ۔۔۔ فصاد مجکو کچھہ نہین نشتر کی احتیاج
ادنی سا اک غلام ہی اوس روح پاک کا ۔۔۔ کیونکر نہ ہووے مجکو پیمبر کی احتیاج

عاشق کلام اپنا تو خود حسن بگوش جان ۔۔۔ معجز بیانکو کب ہی سخنور کی احتیاج

ولہ

جان دیتے ہین فرقت مین تری اوگل تر آج
اس گلشن ہستی سے ہی بلبل کا سفر آج

ہی وصل کی شب تھوڑی سی ہوگی نہ سحر آج
زلفونکو ذرا کھولدو ایجان اگر آج

دل چیر کے پہلو سے وہ کب لیگیا قاتل
رہ رہ کے ستاتا ہی مجھے درد جگر آج

سودے مین تری زلف کے ای یوسف ثانی
بازار مین ہم بیچتے ہین اپنا ہی سر آج

زخمی تجھے کل کر کے وہ قاتل جو گیا تھا
پھر دیکھنے آیا ہی دلا رحم جگر آج

عاشق کے تو ہی نام سے اوس شمع کو نفرت
محفل مین نہ پروانہ کا ہو جاے گذر آج

غزل حافظ

الماس کی نہ دُر کی نہ گوہر کی احتیاج
ہی خاک آستانۂ دلبر کی احتیاج

جسکو تمھارا سایۂ دولت پسند ہی
اوسکو نہین ہی تاج سکندر کی احتیاج

رونق فزا جو بام پہ ہون آپ وقت شام
عالم کو پھر نہ ہو مہ انور کی احتیاج

زخمی جو ہو گیا تیری ترچھی نگاہ سے
اوسکو نہ تیغ کی ہی نہ خنجر کی احتیاج

تیری نگاہ مست کا طالب ہون ساقیا
مجکو نہین ہی بادۂ و ساغر کی احتیاج

دو تین دن سے دیتی ہی تکلیف ہر طرح
شاید رگ جنون کو ہی نشتر کی احتیاج

ہو دل مین جسکے عشق الٰہی کا اشتیاق
نے مال و جاہ کی نہ اوسے زر کی احتیاج

سرشار جو ہین نشۂ وحدت سے ساقیا
ہرگز نہین اونھین مئ احمر کی احتیاج

لیجائیگی صبا مرے نامہ کو حافظا
مجکو نہین ہی پیک و کبوتر کی احتیاج

ولہ

شمشیر دو دم کرتے ہین وہ زیب کمر آج
عشاق کی آتی نہین کچھہ خیر نظر آج

محسوس ہوا نالۂ سوزان کا اثر آج
منہ سے مرے ہر لحظہ نکلتے ہین شرر آج

رہنا نہین منظور تو کاٹو مرا سر آج
تنہا مجھے تم چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج

موجود ہی لیکن نہین آتی ہی نظر آج
ہمشکل نظر ہو گئی لاریب کمر آج

ای جان جہان کچھہ نکر و خوف و خطر آج
جلد ایسے جدا کر دو مرے دوش سے سر آج

جانیسے دلارام کے آئی یہہ قیامت
دل کو نہین میری نہ مجھے دل کی خبر آج

سینہ سے لگا کر مجھے وہ شوخ یہہ بولا
آتش سے بھرا ہی ترا یاقوت جگر آج

آنا ہی تو آجاؤ وگرنہ کوئی دم مین
کر جائینگے ہم عالم فانی سے سفر آج

ہیہات شب وصل ہوی صبح قیامت
ہی صور نہین بانگ تری مرغ سحر آج

احسان خدا طالع خفتہ ہوا بیدار
وہ راحت جان خود بخود آیا مرے گھر آج

تیغ نگہ ناز سے حملہ تو کرین وہ
ہم شوق سے ہو جائینگے خود سینہ سپر آج

سیب ذقن و پستہ لب کے دیئے بوسے
حافظ کو ملا نخل محبت کا ثمر آج

غزل عسکری

اوس رشک مہر کو نہین گوہر کی احتیاج
ہوتی نہین ہی ماہ کو اختر کی احتیاج

ابرو کی تیغ کا ہی کوئی ہاتھہ صاف ہو
جانباز کو نہین ہی ترے سر کی احتیاج

آندھی بھی اوسکی تیزی پرواز سے ہو گرد
کب مرغ دل کو ہی مرے شہپر کی احتیاج

بگڑے بھی حال پر تو وہ بنتے ہین شکل خوب
ہوتی ہی خوبرو کو نہ زیور کی احتیاج

کہتا ہی شوق نامہ بر یار کر مجھے
باد صبا کی ہی نہ کبوتر کی احتیاج ؛

اس شک کی تو بو ہی خطا و ختن تلک
ہی زخم دل کو زلف معنبر کی احتیاج

قاتل ذرا تو ابرو ئے پرخم کو دے ہلا
یعنی گلو کو ہی مرے خنجر کی احتیاج ؛

عادی جور کر دیا احسان کیا بڑا
ہو دل سے کیون نہ ایسے ستمگر کی احتیاج

ہی سیر دیکھنی اونھین برق طپیدہ کی
پنجہ ہوئی ہی اس دل مضطر کی احتیاج

ہی چشم چشمہ اپنی تو سینہ بھی دشت ہی
ہمکو نہ بحر کی ہی نہ کچہہ بر کی احتیاج

صدمون نے عسکری کیا تحلیل اور ضعیف
لیکن ہمین ہی شوخ سمن بر کی احتیاج

ولہ

قاتل نے کری تیغ ستم زیب کمر آج
معدوم ہی تن پر نظر آجائینگے سر آج

آرایش سر مہ جو سر شام ہوی ہی
شاید کہ ملیگا کوئی منظور نظر آج

ٹکڑے مرے دل کے جو ہوے مثل کتان خود
دیکھا ہی مگر اوسنے کوئی رشک قمر آج

تمکو بھی خبر عاشق شیدا کی ہی اپنے
سنتے ہین کہ ہی اوسکا بہت حال دگر آج

پستان پہ چلا ہاتھہ جو میرا تو کہا یہہ
الفت کا ملا آپ کو بارے یہہ ثمر آج

طوفان اوٹھائے ہین رقیبون نے یہہ کیا کیا
بے شبہہ ڈبو دینگے مجھے دیدۂ تر آج

شرمندہ لب لعل سے ہی لعل یمن تک
بے آب کیا ہی ترے دندان نے گہر آج

قربان ہوا طالع بیدار کے اپنے
دربان کو جو سوتے ہوے پایا سر در آج

شب کو نسے حسرت زدہ کے گھر مین بسر کی
پژمردہ جو تم آئے ہو گھر وقت سحر آج

عنقائے خیال آپ کا دیکھین گے دلاہم
ہاتھہ آئے اگر آپ کے مضمون کمر آج

ہی یاد نے کس شعلہ روش کی ہمین پھونکا
آہونسے فزون نکلے ہی جو دل سے رآج
وہ مہر وہ اشفاق وہ الطاف نہین ہین
آتے ہین ہمین طور ہی کچہ اور نظر آج

بیطور ساہی عسکری کا حال پریشان
ای جان جہان تمنے نہ لی اوسکی خبر آج

ردیف حا حطی

غزل نمود

ہجر جانان تک نکلجاتی ہی روح
وصل کے وعدہ پہ پھر آتی ہی روح
آتے دم رکتے ہین گروہ راہ مین
چلتے چلتے یان اٹک جاتی ہی روح
ہوتا ہی جب شمع رویکا خیال
موم کی صورت پگھل جاتی ہی روح
ہی رقابت تن سے اپنے اسقدر
کوے جانان مین نکل جاتی ہی روح
مرتے ہین اک جان جاں کے عشق مین
غم کا بھی جوہر یہان کھاتی ہی روح
چھپتی ہی تن مین جو میرے وقت نزع
آسمان پر جاتے شرماتی ہی روح

کیا صفائے قلب و باطن ہی نمود
آمد و شد مین پھسل جاتی ہی روح

ولہ

عروج مین بھی جو رہتا ہون خاکسار کی طرح
خط جبین نہ لکھا ہو خط غبار کی طرح
مژہ پہ دوڑنا طفلانہ کھیل سمجھے ہین
یہ طفل اشک ہین طفلان نی سوار کیطرح
برنگ لالہ کھلے داغ اشک پیری مین
خزان چمن مین مرے آئی ہی بہار کیطرح

جنون مین تنگ ہون جینے سے مثل اہل سقر
کہان بہشت مین وسعت ہی کوے یار کیطرح

برنگ تیغ کشیدہ جو شاخ گلبن ہے
چمن مین سرو ہی بے یار مجکو دار کیطرح

ہر اک کی حسرت مردہ ہی دلمین مدفون ہی
ہی دشمنون کا مرے سینہ بھی مزار کیطرح

نشان ایک ہی کافی ہی نامہ بر کو مرے
نہین ہی کوچہ دو عالم مین کوے یار کیطرح

ہی اوس گلی کا مجھے شوق باز دید نمود
کہ نقش پا ہی جہان چشم انتظار کی طرح

غزل عاقل

یاد مین اوس گل کی گل کھاتی ہی روح
بیکلی کیا ہکو دکھلاتی ہے روح

روضۂ رضوان مین جب جاتی ہی روح
نکہت خلد برین لاتی ہی روح

غنچہ لب کو جب نہین پاتی ہی روح
مثل بلبل غم سے چلاتی ہی روح

قاصدا کہنا کہ اوس عاشق کی آج
لو مبارک ہو تمھین جاتی ہی روح

دیکھکر دست حنا بستہ ترا
ای ستمگر بس پسی جاتی ہی روح

اوٹھ کے پہلو سے گیا وہ شمع رو
آتش غم سے جلی جاتی ہی روح

آخری دم ہی ذرا آ دیکھ لے
چشم مین آکر کے لہراتی ہی روح

نزع مین بھی ہی تری مشتاق دید
جاتے جاتے جو ٹھہر جاتی ہی روح

مر گئے ہم یاد مین جس شوخ کی
اوسکے در پر ٹھوکرین کھاتی ہی روح

قد بالائے صنم کی یاد مین
عرش کے پایہ سے ٹکراتی ہی روح

اوفتی زلف سیہ کے ہجر مین
مثل سنبل پیچ و خم کھاتی ہی روح

عاقلا شیرین دہن کے عشق مین
قصۂ فرہاد سناتی ہی روح

ولہ

حسین کوئی نہین یار گلعذار کی طرح
چمن مین گل ہوے بلبل کو جس سے خار کیطرح

فراق قامت بالائے سرو قد سے دلا
نہ ہوے کیون ہمین شمشاد باغ دار کیطرح

دو یون لپٹ کے لگا رہنے تا رستہ مین
کچھ اب بُری نظر آتی ہی جسم زار کیطرح

سو کھایا ہی غم مژگان نے اسقدر گلو
کھٹکتا ہی دل بیمار ا بتو خار کیطرح

گھلا یا عشق کمر نے یہان تلک اونکے
کہ پہرون تک نہین ملتا میان یار کیطرح

ہزار عاقلا بلبل ہو زمزمہ پیرا
نہ پائیگی کبھی تقریر اپنے یار کیطرح

غزل غریز

کیا گھٹا زلفون کی دکھہ آتی ہی روح
بن کے کیون طاؤس چلاتی ہی روح

کوے جانان کی ہوا کھاتی ہی روح
بوے جنت جسم مین لاتی ہی روح

روتی ہی کیا اب بامید وصال
ابر رحمت تن پہ برساتی ہی روح

خاک مین ملجائیگی تن کی بہار
دیکھیے کیا گل کھلا جاتی ہی روح

گور کی تنگی نہین ہیہات یاد
قصر تن مین پاؤن پھیلاتی ہی روح

کوئی دن آخر نکل جائیگی یہہ
ہجر کے صدمو نسے گھبراتی ہی روح

چلدیے پہلو سے اوٹھکر آپ جب
ہم یہ سمجھے اسطرح جاتی ہی روح

آئینہ سے بڑہ کے ہی وہ چشم صاف
اسکو حیرت سے نظر آتی ہی روح

ای پری از بسکہ ہی جوش جنون
تیرے سایہ سے لپٹ جاتی ہی روح

کنج عزلت مین رفاقت ہی اسے
اشک مین پیتا ہون غم کھاتی ہی روح

بدگمانی سے ہی فرط احتیاط
نامہ بر کے ساتھ ہو جاتی ہی روح

یاد مژگان صنم مین دوستو
کو بکو اب تنکے چنواتی ہی روح

جز خدا ہوتا نہین کوئی عزیز
تن سے جسدم کوچ فرماتی ہی روح

ولہ

کہان سے لاے قمر تاب روے یار کی طرح
کہ مہر زرد ہوا گل ہی جس سے خار کی طرح

فلک پہ لاکھ تپان ہو کے برق یون چمکی
جدا ہی اپنی مگر آہ شعلہ بار کی طرح

اُمڈہ اُمڈہ کے جو برسے ہزار ابر بہار
نپائیگا مگر اس چشم اشکبار کی طرح

نسیم صبح سے بگڑی ہی آج کیا بلبل
چمن مین بستہ ہین غنچہ دہان یار کی طرح

بنی نہ ایک بگڑ کر ہزار بل کھاے
چمن مین دیکھی جو سنبل نے زلف یار کی طرح

عزیز ہو گئی حیران چمن مین کیون کس
کہ چشم وا ہی مری چشم انتظار کی طرح

غزل تمیز

بیچ مین کاکل کے جب آتی ہی روح
زلف کی مانند بل کھاتی ہی روح

جب وہ آتے ہین تو آجاتی ہی روح
جب وہ جاتے ہین چلی جاتی ہی روح

جا نہ بزم غیر مین اے شمع رو
رشک سے ابتو جلی جاتی ہی روح

کسکے ہوتے ہین بتان بیوفا
یون دل نادان کو سمجھاتی ہی روح

موج زن ہی اونکا وان دریاے حسن
یان گہر آنسو سے برساتی ہی روح

بوسہ ہاے چشم مست یار سے
وصل مین بیخود ہوی جاتی ہی روح

کیا تمیز اب نزع مین وہ آئینگے
بہر استقبال جو جاتی ہی روح

ولہ

جہان مین کوئی نہین مجھسے دلفگار کیطرح
چمن شگفتہ ہی زخمون کا لالہ زار کیطرح

خفا ہو کسلئے صاحب ستم شعار کیطرح
نہین ملیگا کوئی مجھسے جان نثار کیطرح

وہ بحر حسن جو جاتا نہین سوے دریا
حباب بنتے ہین چشمان انتظار کیطرح

ہزار شکر کہ قاتل نے سر کو کاٹ لیا
وگرنہ تھا یہہ گران مجکو کوہسار کیطرح

گل و چمن مین مجھے دکھہ کیون ہو آزردہ
تمیز برگ و شجر مین رہیگا خار کیطرح

غزل اخلاص

یار کے آنے سے آجاتی ہی روح
ساتھہ جانے کے نکلجاتی ہی روح

گو شکایت سے نہ لب آگاہ ہون
اونکی بے مہری سے گھبراتی ہی روح

انمین گیسو کو اونکے دیکھہ کر
شوق سے کیا تن مین لہراتی ہی روح

اب غم دوریسے جی جلنے لگا
کب بھلا اخلاص کو بھاتی ہی روح

ولہ

بنا ہی گورخ جانان گل انار کیطرح
وفا کی بو نہین اوسمین نہ اعتبار کی طرح

سما رہی ہی جو اک زلف عنبرین کی یاد
تو پیچ و تاب بھی بل کھا رہا ہی مار کیطرح

نہ ڈالے ہار گلے مین کبھی کسونکے وہ شوخ
جو دیکھے مجھہ دل بیمار دا غدار کی طرح

نہین یہہ دوست تو کوئی نہین ہی دشمن بھی
کہ دل ہی پہلو مین دشمن ہی دوست اکیطرح

گرا وہ خاکسے اوٹھہ کر جو سربلند ہوا
پسند خاک کو ہی خوب خاکسار کیطرح

پسند خاطر جانان ہین ایسے دیوانے
ذلیل وہ ہین جو رہتے ہین ہوشیار کیطرح

ہی اوس امیر کی خدمت مین ارباب اخلاص
زبان دہن مین جو رکھتا ہی ذوالفقار کی طرح

غزل عیش

خواب مین اوس کوچہ مین جاتی ہی روح
سیر جنت مجکو دکھلاتی ہی روح

بوئے زلف آئی تو مین سمجھا یہی
ناک کے نتھنون کی راہ آتی ہی روح

وہ مسیحا پھونک دیتا ہی جو دم
قالب بیجان مین آجاتی ہی روح

دل نکرنالہ کہ یون وقت عذاب
کہتے ہین کافر کی چلاتی ہی روح

مرتے دم کیا ساتھ دیتا ہی کوئی
تن کو تنہا چھوڑکر جاتی ہی روح

سچ ہی کہتے ہین جو مرنے کو وصال
کھوکے اپنی تئین اونھین پاتی ہی روح

ناک مین دم ہی مرا ہونٹونپہ جان
ہجر کے صدمہ سے گھبراتی ہی روح

یہہ صفائی یہہ لطافت عیش ہی
جسم مین اونکے نظر آتی ہی روح

ولہ

شگفتہ رنجنے کی جان داغدار کیطرح
ہمارے باغ مین آئی خزان بہار کیطرح

حسین جہانکے خجل ہوکے اونسے کٹتے ہین
قداونکا باڑہ پہ ہی تیغ آبدار کی طرح

ندامت اوسکی ہی ناوک فگن جو مارا تیر
نکالا پھینک دیا اوسکو مینے خار کیطرح

دیا جو جام خفا ہو کے ہمکو ساقی نے
تو اوسکے نشہ مین پائی گئی خمار کی طرح

چمن مین گل ہی تو محفل مین شمع دیر مین بت
کہون مین کیا کہ ہی تجھہ ایک مین ہزار کیطرح

شب فراق مین ای عیش ہر ستارہ پر
گمان ہوا ہی مری چشم انتظار کی طرح

غزل عاشق

اوسکی فرقت مین یہہ گھبراتی ہی روح
وصل کا انداز بتلاتی ہی روح

جان جاتی ہی ترے جانے سے یار
جب تو آجاتا ہی آجاتی ہی روح

خواب مین کر وصل جانان کا خیال
سو طرحسے دل کو بہلاتی ہی روح

جسم کو بیجان ہمارے چھوڑ کر
ڈھونڈنے تمکو نکل جاتی ہی روح

یاد مین عاشق لب جان بخش کے
آتے آتے لب پہ رہجاتی ہی روح

ولہ

پسند جب سے ہی ایک شوخ گلعذار کیطرح
جگر کے داغ ہوے اپنے لالہ زار کیطرح

بغیر یار چمن مین ہر ایک گل ہی داغ
ہر ایک بزم مین ہی مجکو شمع دار کیطرح

خطا ہوی جو تمھین دل دیا معاف کرو
کھڑا ہون کب سے مین دیکھو گناہگار کیطرح

وہ بادہ کش ہون کہ صوفی ہون درحقیقت مین
وہ بیخبر ہون کہ رہتا ہون ہوشیار کیطرح

خطا معاف کرو وصل اتبو عاشق سے
ملیگا تمکو نہ پھر مجسے جان نثار کیطرح

غزل حافظ

دل کو پھر زلفون مین اوالجھاتی ہی روح
سر پہ پھر کالی بلا لاتی ہی روح

ہجر کے صدمے سے گھبراتی ہی روح
وہ نہ آئے تو ابھی جاتی ہی روح

میرے پاس آتے ہین جب وہ خوبرو مین
شوق مین اونسے لپٹ جاتی ہی روح

دیکھیے اس پیچ سے چھٹتی ہی کب
عشق مین زلفونکے بل کھاتی ہی روح

صبح محشر کا نہ منہ ہو جائے فق
چاک سینہ اپنا دکھلاتی ہی روح

یاد مین دست حنائی کی ترے
اشک خون آنکھونسے برساتی ہی روح

لاتا ہون بہلاکے کوے یار سے
جاکے وان پھر مچل جاتی ہی روح

جلد اپنا کام کر تو اے اجل
زندگی سے میری گھبراتی ہی روح

ہجر مین صدمے اوٹھائے اسقدر
اونسے ملنے کی قسم کھاتی ہی روح

دیتی ہی اپنا غم فرقت یہہ جیب
خاک مین ہر اک کو سلواتی ہی روح

طفل دل میرا سمجھتا ہی نہین
اوسکو سو سو طرح سمجھاتی ہی روح

غیر کو پہلو مین اوسکے دیکھ کر
رشک سے اپنی نکلجاتی ہی روح

مسکرا کر نازسے کہتے ہین وہ
بس انھین باتونسے گھبراتی ہی روح

حافظا یہہ ہین بتان سنگدل
ربط کرکے انسے پچھتاتی ہی روح

ولہ

جو دیکھہ لے قد موزون گلعذار کی طرح
تو قمری نغمہ کرے بلبل و ہزار کیطرح

نہین پسند ہمین اوس ستمگار کیطرح
کہ اوسنے ہمکو بنایا ہی سوگوار کیطرح

الٰہی خیر ہو وہ شہسوار نکلا ہے
کہ اوسکے ساتھ ہوا مین بھی ہون غبار کیطرح

نیا شگوفہ ہی اوس گلبدن نے آپسے آپ
گلے مین ڈالدیے آکے ہاتھ ہار کیطرح

وفور رنج مین دریائے اشک سے اپنے
ہر اک حباب بنا گنبد مزار کی طرح

تمھارے طائر دل نے پھنسایا طائر دل
نہ دیکھی ہوگی کسی نے بھی یہہ شکار کی طرح

ہزار طرح سے دیکھا ہی حسن اوس گل کا
مگر ہمیشہ تر و تازہ ہی بہار کی طرح

خدا بچائے بتون کی نگاہ و ابرو سے
کہ کاٹ کرتے ہین یہہ تیغ آبدار کی طرح

فراق غنچہ دہن مین یہہ داغ کھائی ہین
ہوا ہی سینہ بے کینہ لالہ زار کیطرح

وہ لیکے ہاتھ سے اعدا کے ہار دیتے ہین
ہمارے سینہ مین چبھتے ہین پھول خار کیطرح

بتون کی رام کہانی کو چھوڑ دو حافظ
کرو عبادت معبود دیندار کیطرح

غزل عسکری

امتحان سے کب یہہ گھبراتی ہی روح
پر نہ آنے سے ترے جاتی ہی روح

لو پریرویون کی الفت سے ہمین
صاف دیوانہ ہی ٹھیراتی ہی روح

عرض مطلب پر مری کہتے ہین وہ
ایسی باتونسے تو گھبراتی ہی روح

کیا شب غم ہو بسر جون روز حشر
رو حکو مین مجکو سمجھاتی ہی روح

ضبط آہ پر شر رہی اک بلا
ایسی آتش سے تو جل جاتی ہی روح

اسکی بیتابی کہون کیا عسکری
جسم مین جسوقت یہہ آتی ہی روح

ردیف خا معجمہ

غزل نمود

ہاتھ مہدی سے ہی تیرا ید بیضا الشوخ
بات مین ہی اثر نطق مسیحا الشوخ

شوخیان لازم و ملزوم ہین دلبر کے لئے
تیری شوخی کا نہین ہمکو اچنبا الشوخ

الفت موئے کمر سے ہی سراپا معدوم
دل ہوا عشق دہن مین ترے عنقا الشوخ

روٹھنے مین ترے کب تاب تکلم مجکو
صورت غنچہ ہین لبہاے تمنا الشوخ

پردہ داری کے لیئے مثل فلک پہلو ہے
دل ہی جلوہ سے ترے عرش معلا الشوخ

رنگ گلشن ہوا تغیر یہہ شوخی سے تری
گل عنا دل کی نظر مین ہوا حربا الشوخ

کیا مجھے یاد رہی خلد مین حور و لقا خرام
نہین بھولا ہون چمن مین ترا پھرنا الشوخ

برسون گذرے ہین کہ پہلو سے جدا ہی میرے
تیری فرقت نے کیا حال یہہ دل کا الشوخ

شوخیان طائر معنی کی دکھائینگے نمود
تیری شوخی کا جو مضمون بندھیگا الشوخ

ولہ

سرشک خونسے یہہ میری ہی چشم گریان سرخ
کہ جیسے عکس شفق سے ہو ابر باران سرخ

بہار حسن سے ایسا ہی روئے جانان سرخ
کہ عکس عارض رنگین سے ہو گلستان سرخ

مین سمجھا گردن مینا مین ہی مئ گلگون
کیا جو سرخیٔ پان نے گلوئے جانان سرخ

افق مین جلوۂ خورشید دیکھا ہی ناصح
ادھر تو دیکھہ ہی ویسا ہی روئے جانان سرخ

طلسم حسن سے مار سیہ ہوا گلگون
کہان گلال سے ہی اونکی زلف پیچان سرخ

چمن مین بولا ہی اوس گل کا طوطی تقریر
کرے نہ آنکھہ کہین بلبل خوش الحان سرخ

نمود ہاتھہ ہوے نخل قد دلجو مین
حنا کے رنگ سے مانند شاخ مرجان سرخ

غزل عاقل

نکلا فرقت مین تری لب سے جو نالہ الشوخ
دیکھنا ہونگے فلک سب تہ و بالا الشوخ

جب سے جوبن پہ ہوا کان کا بالا الشوخ
حسن عارض ہی ترا اور دوبالا الشوخ

شوخیٔ لب سے تری داغ ہی لالہ الشوخ
سوکھہ کر غنچہ ہوا باغ مین کانٹا الشوخ

ہی تری مانگ جو یہہ کاہکشان ماہجبین
دُرِ ثمین کانون کے مگر عقد ثریا الشوخ

برق وش ہنس کے جو تو ہمکو رولائیگا یونہین
موج زن چشمون سے ہوگا ابھی دریا الشوخ

روئے روشن جو ترا ماہ ہی ای رشک قمر
زلف ہی ابر تو ہی خال یہہ تارا ای الشوخ

دربدر ہجر مین وحشی سے بنے پھرتے ہین
ہمکو حسرت نے ترے عشق کی مارا الشوخ

بادہ نوشی کی بہم آج تو ٹھیرے ساقی
عین صلت مین تو عاقل سے نہ شرما الشوخ

ولہ

جہان ہی پہ تو عارض سے تیرے ایجان سرخ
کمال کیا جو ہوا لعل سے بدخشان سرخ

ہمارے خون کا محضر لکھا ہی قاتل نے
حنا کے رنگ سے کب ہی یہہ روئے جانان سرخ

یہ رنگ لایا ہی بلبل کا خون آخر کو
کہ عین فصل مین گل کا ہوا گریبان سرخ

نہین ہی پھول سے عارض پہ زیب گوش یہ گل
شفق کے ٹکڑے ہین ہمدوش ماہ تابان سرخ

کچھہ اسکے جوش پہ آئی بہار وہ گلچین
عجب نہین گل خودرو سے ہو بیابان سرخ

غبار گنج شہیدان اوڑا ہی کچھہ عاقل
نہین شفق سے ہوا آج چرخ گردان سرخ

غزل عزیز

رخ جو زلفون سے لب بام وہ چمکا الشوخ
ہی سر شام ہمین صبح کا دھوکا الشوخ

تو اوٹھا دے رخ روشن سے جو پردا الیشوخ
ہو نہ پھر شمع کی پروانہ کو پروا الیشوخ

دست قدرت سے ترا کھینچ کے نقشا الیشوخ
دیکھتا آپ مصور ہی تماشا الیشوخ

وہ ترقی پہ ہی جوبن ترے رخکا الیشوخ
پتلی آنکھون کی بنی نور کا پتلا الیشوخ

منہ چھپا کر جو تم آئے ہو نہین کچھ پروا
دل نے پہلو مین بنا رکھا ہی پردا الیشوخ

ہو گئی صبح شب وصل تو کیا ہی اندھیر
زلف لٹکائیے ہو جائے اندھیرا الیشوخ

تو چھڑک کر جو نمک شب مرے پہلو سے چلا
کیسا کیسا دہن زخم پکارا الیشوخ

جمع ہین حسرت و حرمان و تمنا دل مین
ہم لحد مین بھی نہین خیر سے تنہا الیشوخ

بادہ نوشی کو جو تو جائے چمن مین دم بھر
شاخ دے مینا تو دے پھول پیالا الیشوخ

دیکھ لیوے دل پر داغ ہمارا جو کہین
اپنے اک داغ پہ نازان نہ ہو لالا الیشوخ

وہ بلا ہی شب فرقت کہ الٰہی توبہ
دم نکل جائیگا گھٹ گھٹ کے ہمارا الیشوخ

مین ہی ایک عاشق جانباز نہین ہون تیرا
جان نثار و نکا لگا در پہ ہی میلا الیشوخ

ہی تحیر وہ شب وصل کہ اللہ اللہ
لب پہ آتا ہی نہین حرف تمنا الیشوخ

قطرہ قطرہ تری شمشیر کا دم بھرتا ہی
تھا یہ سبل تو کوئی چاہنے والا الیشوخ

چاہ یوسف کی نہ ہوتی اوسے یون دلسے عزیز
دیکھ لیتی جو ترا حسن زلیخا الیشوخ

ولہ

ہمارے خون سے ہی قاتل کا اک نہ دامان سرخ
کہ ہاتھ سرخ ہی شمشیر سرخ میدان سرخ

نہین ہی دست حنائی سے زلف پیچان سرخ
شفق کے رنگ سے ہی سنبل پریشان سرخ

عیان ہی یون گل رخسار سبز خط مین
کہ جیسے سبزہ پہ رکھا ہو پھول ایکان سرخ

گلال لیکے سوے چرخ کیون اوڑاتے ہو
بناؤگے ورق زر دمہر تابان سرخ

جو داغ سینہ سحر آفتاب سا چمکا
تو ہوگیا شفق صبح کا گریبان سرخ

جو چمکی آتش رخسار تیری دریا پر
کنول بھی ہوگئے سب صورت چراغان سرخ

سنو تو عاشق بیدل کے نامہ بر سے تپے
کہ دل مین درد ہی تن گرد چشم گریان سرخ

غم فراق نے کیا کیا ہی رنگ دکھلائے
کہ جسم زرد ہی آنکھین سپید مژگان سرخ

حنا لگاکے جو آجاؤ تم لب دریا
سپید خیمہ حبابون کا ہووے جانان سرخ

پڑے جو عارض رنگین کا اونکے عکس عزیز
عجب نہین ہی کہ ہو جائے سب گلستان سرخ

غزل تمیز

ابر رحمت تو رہ لطف سے برسا ای شوخ
تشنہ وصل کو اتنا تو نہ ترسا ای شوخ

تیرے بدلے مین کسی اہل وفا سے ملتا
حال دل اپنا و کہتا مرا سنتا ای شوخ

سرخرو تو نہین ہو ویگا جہان مین ہرگز
کیون اوٹھاتا ہی مرے قتل کا بیڑا ای شوخ

بار سر گردن عاشق سے نہ اوترا افسوس
تیغ بھاری تھی مگر ہاتھ تھا ہلکا ای شوخ

پھول کیونکر نہ جھڑین وقت تکلم ہر بار
ہین خموشی مین وہ لب صورت غنچا ای شوخ

شمع و رشک سے پروانونکی مانند جلین
دیکھہ لین گر وہ تری بزم کا جلسا ای شوخ

باتین کر نہیمین خدا خیر کرے کیا ہوگا
تیرے آنے سے قیامت ہوی برپا ای شوخ

آشنا جب سے ہی بحر غم فرقت مین تمیز
اوسکی آنکھونسے بہا کرتا ہی دریا ای شوخ

ولہ

کیا یہہ لخت جگر نے مرا گریبان سرخ
ہوا آفتاب سے جیسے شفق کا دامان سرخ

سوکھا یا کاہش غم نے بدنکو صورت خار
نہ وقت قتل ہوا خون سے گریبان سرخ

لباس سرخ پہنکر چلے وہ گلشن کو
عجب نہین ہی کہ ہو اب رہ گلستان سرخ

سیاہ بختی سے میری جہان ہی تیرہ و تار
اور اشک خون سے ہوا کوہ اور بیابان سرخ

تمیز دیکھو ہی ساقی کا عارض رنگین
کہ رنگ بادہ گلگون سے ہے یہہ نمایان سرخ

غزل اخلاص

ہو گیا جب سے تری زلف کا سودا الشوخ
میری وحشت کا ہی بازار مین چرچا الشوخ

زندگی کا ہی یہی لطف کہ مل بیٹھین دو
ورنہ کیا ہی جو رہے خضر سا تنہا الشوخ

کل تو ہی عزم سفر مجسے جدا ہونا ہے
آجکی شب مرا مہمان یہین رہجا الشوخ

دیر مین کعبہ مین مسجد مین کلیسا مین کہین
تجسا دیکھا ہی نہین ہی بت ترسا الشوخ

مین وہ دیوانہ نہین ہون کہ پنہائے بخیر
ہون تری زلف کا الجھا مجھے سلجھا الشوخ

زندگی ہی ترے اخلاص کی باتونسے تری
جب تو کہتا ہی تجھے رشک مسیحا الشوخ

وله

ہوی جو غیظ کی حالت مین چشم جانان سرخ
تو اشک خون سے کیا مینے اپنا دامان سرخ

حنائی ہاتھہ گلے مین نہین ہی قاتل کا
کیا ہی پنجہ خورشید نے گریبان سرخ

جو آرزو ہی تو دیکھہ اوسکے پائے رنگین کو
قدم سے جسکے ہوا صحن و سقف و ایوان سرخ

جو وصف اوسکے لب لعل کا لکھون اخلاص
دوات و خامہ و کاغذ ہوا اور دیوان سرخ

غزل عیش

تو نے اپنا جو دکھایا قد بالا اے شوخ
ہی قیامت کہ جہان ہی تہ و بالا الیشوخ

ہین نزاکت سے جو اوبھری ہوئین گھای کمر
نظر آتا ہی ہمین دام مین عنقا الیشوخ

نوک مژگان پہ مرے لخت جگر آ آکے
سر منصور کا کرتے ہین تماشا الیشوخ

روئے جب دشت مین اور آکے بسے وحشت جب آئی
صحرا دریا ہوا دریا ہوا صحرا الیشوخ

خشک خارونکو ملا کرتا ہی اونسے پانی پڑ
چھاگلونسے جو بہہ ہین آبلہ پا الیشوخ

عیش کی آنکھ مین جب اشک بھر آیا تو کھلا
اوسنے کوزہ مین کیا بند ہی دریا الیشوخ

ولہ

چینی رقیب نے اوس رخپہ وان جو افشان سرخ
تو دلپہ داغ ہوے ویسے یان نمایان سرخ

گمان ہیرے پہ یاقوت کا ہو عالم کو
جو پان کھاکے کرین وہ سپید دندان سرخ

دکھائینگے شفق و شام و ابر و صبح بہم
کرینگے رو رو کے اپنی جو چشم گریان سرخ

لگائی نالہ بلبل نے آگ کیا اسمین
ہی ارغوان کی طرحسے یہہ کیون گلستان سرخ

عجب نہین جو بہادون مین خون کا دریا
ٹپکتے آنسو سے آنسو ہین مثل مرجان سرخ

تمھارے موئے مژہ کے شہید ہین جسجا
وہان جو اوگتے ہین ہوتے ہین وہ نیلان سرخ

بہار نے مرے حق مین خزان کا کام کیا
مین زرد ہو گیا دیکھا جو روئے جانان سرخ

چھپایا چاہے جو خون عیش کا تو ای سفاک
نکر لہو سے تو اوس بیگنہ کے دامان سرخ

غزل عاشق

زلف کو عطر لگا کر جو سنوارا الیشوخ
مشک نافہ مین بھرا عنبر سارا الیشوخ

حق تو یہ ہی نہ لگا دست رنگین مین حنا
خون ہو جائیگا ناحق کو کسیکا الیشوخ

حال تنہائی کا اپنی مین کچھ اظہار کرون
گر تو ملجائے کسیدن مجھے تنہا الیشوخ

شعبدے مجکو دکھاتے ہین ترے مردم چشم
آدمی کیا ہی تو ہی جادو کا پتلا الیشوخ

ہی غضب باغ مین ہو سنبل و گل دوش بدوش
خالی عاشق کا رہے دست تمنا الیشوخ

وله

ہمارے خونسے نکلی ہی ہوکے پیکان سرخ
نہین گلال سے قاتل کی نوک مژگان سرخ

خوشی سے رہتا ہی وان اوکا روئے خندان سرخ
یہان ہی غم کے سبب اپنی چشم گریان سرخ

کیسکے خون سے قاتل کا وان ہی دامان سرخ
تو اشک خونسے ہی یان اپنا بھی گریبان سرخ

برہنگی مین لباس عروس پہنا ہی
جو میرے خونسے ہی قاتل کی تیغ عریان سرخ

نہ چھوڑا قبر مین بھی عشق گلرخان نے مجھے
لحد پہ پھولے ہین گلہائے عشق پیچان سرخ

پرستش اوس بت کافر کی کرتا ہی عاشق
کہ جسکے پرتو رخ سے ہے مہر تابان سرخ

غزل حافظ

حق نے ایسا تجھے معشوق بنایا الیشوخ
کہ ترے حسن کا حورون مین ہی چرچا الیشوخ

محو ہو جاتا ترے نغمہ کو سنکر بیشک
ہوتا گر عہد مین یان تیرے نکیسا الیشوخ

ہی طپیدہ کوئی مجروح کوئی بسمل ہی
حشر ہی تیر نگہ سے ترے برپا الیشوخ

ماہ کے گرد ہو جسطرح کہالہ موزون
زیب دیتا ہی ترے کان کا بالا الیشوخ

تیری پیشانی کے جھومر سے فلک پر ہوگا — مثل مہ داغ بدل عقد ثریا الیشوخ
تجکو گر دیکھ لے سمجھے نہ وہ یوسف کو عزیز — تجھپہ سو جانسے قربان ہو زلیخا الیشوخ
قول و اقرار ہوے وصل کے صد ہا لیکن — ایکدن آکے کیا تو نے نہ ایفا الیشوخ

ہی ٹھکانا ترا کسجا کہ تجھے حافظ نے
سب جگہہ ڈہونڈ لیا لیک نپایا الیشوخ

ولہ

نہین ہی نشہ صہبا سے چشم فتان سرخ — او ٹھا ہی آنکھون مین او نکی غضب کا طوفان سرخ
کیے جو عاشق جانباز قتل اکدم مین + — ہوئی عقیق کی مانند تیغ برّان سرخ
جھلکتی شیشہ بلور مین ہو جیسے شراب — گلو سے پان کی رنگت ہی یون نمایان سرخ
چمکتا اسطرح چہرہ ہی او نکا پردہ مین — چراغ جون نظر آئے ہی زیر دامان سرخ
تمھارا دست نگارین جو دیکھہ لین گاہے — تو ابر چشم سے برسائین اشک انسان سرخ
چمن مین کونسے گل پیرہن کی آمد ہے — کہ فرش گل سے ہوا سر بسر گلستان سرخ
پری تو کیا شرر و برق بھی لرزتے ہین — مدام غیظ مین دیکھہ او سکا رُے تابان سرخ
عجیب رنگ دکھایا ہی اشک خونین نے — کہ ہو گیا ہی گریبان سے تا بہ دامان سرخ
عوض حنا کے رنگوا و نگلیان مری خونسے — رہینگی حشر تلک مثل شاخ مرجان سرخ
لگا ہی تیر کسی نیم جان کے سینہ مین — اسی سبب سے ہوی ہی یہہ نوک مژگان سرخ

بجائے اشک نکلتے ہین لخت دل حافظ
برنگ لالہ و گلہاے عشق ہیجان سرخ

ردیف دال مہملہ

غزل نمود

روحین جو گئین پھر نہ رہا خانۂ تن یاد
غربت زدگان کو نہ ہوا اپنا وطن یاد

دیکھا گل عارض تو ہوا اسکو چمن یاد
ہاتھونکی نزاکت سے ہوی شاخ سمن یاد

فریاد کہ یارب مین کہان جاؤن مین سے
اونکو تو ہی طرز ستم چرخ کہن یاد

گر جانتے بھائی کہ یہہ نکلین گے یہانسے
یوسف کے لئے کرتے ترا چاہ ذقن یاد

آنکھونکو کرون یاد جو نرگس نظر آئے
غنچونکو جو دیکھون تو ہو وہ غنچہ دہن یاد

جنت کا تصور ہی یہان طائر جان کو
کس وادی وحشت مین ہی بلبل کو چمن یاد

ہین وصل مین عشرت کے وہ اسباب مہیا
بھولے سے بھی فرقت کے نہون رنج و محن یاد

ایمان سے اللہ کرے خاتمہ بالخیر
مدفن کا کسے یہان ہی کسکو ہی کفن یاد

بھولے سے نمود آتا ہی ناسخ کا اگر نام
کرتے ہین مجھے مثل سخن اہل سخن یاد

ولہ

مجکو شب وصال مین مہر و جو آئے نیند
بیداری کا دماغ فلک پر چڑہائے نیند

یارب نہ یاد قامت جانان مین آئے نیند
ڈرہی نہ مجکو فتنۂ محشر دکھائے نیند

بیداری اپنی وصل کی شب مین اور آئے نیند
سوتے ثمرہ کے اب کہین شہپر لگائے نیند

کیا بخت خفتہ دیکھین وہ بیدار آنکھ سے
قسمت مین جو ازل سے ہین لکھوا کے لائے نیند

عاقل جو زندگی مین ہین دنیا و دین سے
مردونسے جاکے قبر مین وہ مانگ لائے نیند

آجائے خواب مین جو وہ رشک چمن نظر
گل کیطرح نہ آنکھون مین پھولی سمائے نیند

رُو یا مین گر وہ گوہر دریائے حسن آئے
آنکھون مین مثل آب گہر سوکھہ جائے نیند

غافل ہون راہ عشق خطِ سبزہ رنگ مین
آئی ہی خضر بن کے نہ رستہ بھولائے نیند

ہون منتظر ازل سے کسی کے خرام کا
سن پاؤن شور حشر تو آنکھو نمین آئے نیند

غافل نہین ضمائر فلیضحکوا سے مین
بیدار یمین مین روؤن جو مجکو ہنسائے نیند

رُلوایا خواب مین لب جان بخش نے نمود
آب حیات مین نکہین ڈوب جائے نیند

غزل عاقل

آتا ہی ترے چہرۂ رنگین سے چمن یاد
کانٹون مین کھسیٹے گی تری غنچہ دہن یاد

ہو خشک زبان تر جو وہ ہو چاہ ذقن یاد
پانی بھرے منہ مین جو کرون تیرا دہن یاد

پھول آنکھون مین کانٹونکی طرح سے ہین کھٹکتے
غربت مین دلائے نہ خدا حُب وطن یاد

بیشک اوسے لے آئیگا مجھہ سوختہ جان تک
قاصد کو بھی ہی میرے عجب طرز سخن یاد

لائے جو صبا نکہت گیسوئے معنبر
بھولے سے نہونا فہ آہوے ختن یاد

دل لینے مین مشاق ہو گر تم تو سمجھہ لو
ہمکو بھی بہت ہین صنم اس عشق کے فن یاد

مر مر کے شب ماہ مین کاٹی شب فرقت
جب چاندنی کا دہیان ہوا آیا کفن یاد

گلشن کی طرف سیر کو چل اے گل رعنا
کرتے ہین بہت دیر سے مرغان چمن یاد

تسکین کشش کر دل بیرحم تڑپ کر
ہوتا ہی بہت ہمکو وہ اب سیم بدن یاد

گل ہوتے ہین کانٹے ترے قیدی کو سمنبر
کرتا ہی جو زندان مین کبھی سیر چمن یاد

عاقل جو در گوش سے زلف صنم اوجھی
اس سانپ کو پھر آیا ہی اوگلا ہوا من یاد

ولہ

ہی عین وصل مرمون کیا ہمکو آئے نیند
ڈھیلے نکال ڈالین جو آنکھین ملائے نیند

چشم سیاہ شوخ جو اوس بت کی دیکھ لے
پردے سے بیری آنکھونکے مُنہ کو چھپائے نیند

بیخواب جیسا ہجر مین اوسکے رہا ہون مین
اوس شوخ کی بھی آنکھون مین یارب نہ آئے نیند

خوابیدہ بخت ایسا مین ہون بھولیسے اگر
آنکھون مین آئی حشر تلک پھر نہ جائے نیند

مشتاق دید کو نہین جز دیدار زو
ای رشک مہر ساتھ ترے کیونکر آئے نیند

اک شب جو خواب مین تری تصویر دیکھ لے
مارے خوشی کے آنکھ مین پھر کب سمائے نیند

دیکھے جو خواب ناز ترا پھر کھلے نہ آنکھ
بیداریونکے واسطے افسون پڑہائے نیند

تصویر غنچہ لب کہین دیکھے جو خواب مین
پھرون نہ آنکھ مین مری مردم سمائے نیند

اے شوخ خواب ناز کو بھی اپنے بھیجدے
پتلی کو میری آنکھ کی تکیے بنائے نیند

امشب شب وصال ہی آمد کسیکی ہے
ای دیدہ ہوشدار کہ ہرگز نہ آئے نیند

آتی ہی شیرین کے شب ہجر عاقلا
کیونکر ہرن کی طرح نہ وحشت دکھائے نیند

غزل عزیز

دیکھے لب رنگین تو ہوے لعل مین یاد
دندان نے دلائے ہین ترے دُر عدن یاد

حسرت سے تپ غم مین ہین کیا ہونٹھ چباتی
آیا جو دم نزع ترا سیب ذقن یاد

دولاب سا پھرتا ہون ترچرخ مین کیا کیا
گھڑیون مجھے رہتا ہی ترا چاہ ذقن یاد

آنکھونمین صبا لائی ترے نقش قدم کو
آئینہ کرین کاشش عروسان چمن یاد

ایسے غم فرقت سے ترے ہوگئے بیخود
ہی تن کو نہ سر یاد نہین سر کو ہی تن یاد

پروانہ کو مین دیکھتا ہون شمع پہ جلتے
سوز دل سوزان کی جو ہوتی ہی جلن یاد

ہم ہوگئے واں کے جہان بھلایا جنون نے
دریا دنہ گھر یاد چمن یاد نہ بن یاد

کانٹے سے کھٹک جاتے ہین گل اپنی نگہ مین
ہوتے ہین جو غربت مین کبھی خار وطن یاد

لو نیلوفری ہوگئے وہ پھول سے عارض
بوسہ جو تصور مین ہوا غنچہ دہن یاد

بیکار کرین سرکب بھی طاؤس بھی دونون
ہوویگا نہ تا حشر ترا یار رجلن یاد

ہر چند عزیز آپ ہین بھوپال کے ساکن
اوستاد سخن کی ہی مگر طرز سخن یاد

ولہ

ممکن نہین وہ آئین تو پھر منہ دکھائے نیند
آنکھین نکال لون جو شب وصل آئے نیند

فرقت مین بھاگتی تھی یہہ وصلت مین دیکھنا
چورون کی طرح آتی ہی آنکھین چوراے نیند

وحشت مین آئی بھی تو ہی بگڑی ہوی غضب
آنکھون کو شیرین کے نہین پہاڑ دکھائے نیند

باہر نہین نکلتا ہی یکدست ضعف سے
پائے نگہ کو آکے ذرا اب دبائے نیند

وحشت دکھائیگی شب غربت ہزار طرح
کیونکر نہ چشم غول سے بنکر ڈرائے نیند

جوش جنون ہی آنکھون کو صحرا مین شل قیس
لیلائے زلف یار کا قصہ سنائے نیند

گلخن بنا دیا ہی تپ سوز ہجر نے
مانند کاہ آنکھون مین اب جل بجائے نیند

ایسا نہ ہو وہ وصل کی شب آکے سو رہین
آنکھون مین تلیون کا تماشا دکھائے نیند

معلوم ہووے قدر شب ہجر کی ذرا
پائے نگہ کی ٹھوکرین دو چار کھائے نیند

ای چشم انتظار شب ہجر خوف ہی
بیچین کر دیا نہین ٹھہرتے ہین آنکھ مین

طفلان اشک کو مرے آکر کھلائے نیند

آنکھین مین باغ باغ گل حسن یار سے
حسرت سے یا خدا نہ کہین خار کھائے نیند

سیلاب اشک چشم سے بہہ جائے ای عزیز
موئے مژہ کو پر نہ کہین پل بنائے نیند

غزل تمیز

کرتا نہین بھولے سے بھی وہ عہد شکن یاد
مرکر بھی رہا جور ترا چرخ کہن یاد

کاکل کے تصور مین ہوا مار کا دھوکا
مو باف جو دیکھا تو ہوا سانپ کا من یاد

گلبرگ عبث رکھتا ہی صیاد قفس پر
بھولونکو دلاتا ہی تو کیون اونکا وطن یاد

کسطور رہو اوقات بسر اپنی جہان مین
جز عشق نہین مجکو کسی طرح کا فن یاد

ہر گام پہ جو حشر بپا ہوتا ہی اونکے
ایسا ہی تمیز اونکا رہے چال چلن یاد

ولہ

ہی کیا عجب جو کوچۂ جانان مین آئے نیند
تا حشر آنکھ سے مری باہر نجائے نیند

بیدار عمر بھر مین رہا تیرے ہجر مین
گر وصل تیرا ہو تو یقین ہی سلائے نیند

وعدہ ہی اونکا خواب مین آنیکا ای تمیز
بیداری کے عوض مری آنکھو نمین آئی نیند

غزل اخلاص

مغموم ہوا ہون جو ہوے رنج و محن یاد
پژمردہ ہوا دل جو ہوا غنچہ دہن یاد

کیا گل ہی تو ای نام خدا باغ جہان مین
گل کیا تجھے کرتے ہین سدا سرو چمن یاد

وہ رنج اوٹھائے غم فرقت مین تمھارے
کرتا ہی مصیبت کو مری چرخ کہن یاد

ہر داغ پہ اک داغ نیا تو نے کھلایا
کیا کیا نہین اے شوخ تجھے حیلہ و فن یاد

دل کاوش مژگان سے ہی صد چاک ولیکن
رکھتا ہی تری آنکھونکی او تیر فگن یاد

دیکھے کوئی عبرت کی نظر سے تو ہو معلوم
پوشاک بدلتا ہون تو ہوتا ہی کفن یاد

بے مہری گردون نے ستایا ہی دل ایسا
ہوتا نہین بھولے سے بھی اخلاص وطن یاد

ولہ

پہلو مین تو نہ ہو تو بھلا کیونکر آئے نیند
آنکھو نمین تو تب ہو تو کیونکر سمائے نیند

کوچہ مین اپنے دفن کی تجویز کیجیے
شاید کہ بعد مرگ بھی مجکو نہ آئے نیند

وعدہ کیا وصال کا آئے نہ ایک شب
کب تک تمھارے صدمۂ فرقت اوٹھائے نیند

جب تنگ آگئے تو یہہ بولے وہ ناز سے
ہمسے الگ رہے جو ہماری ستائے نیند

تمکو تو ہمکناری و بوسہ سے کام ہی
چاہے کسیکی آنکھ مین آئے نہ آئے نیند

اوس چشم فتنہ زا کے تعشق مین رات دن
اخلاص دیکھہ پھرتا ہون اپنی گمائے نیند

غزل عیش

غربت مین کیا کرتا ہون یون اپنا وطن یاد
صحرا مین ہو جسطرح سے بلبل کو چمن یاد

ایسا نہ ہو جو صبر پڑے تجھپہ ستمگر
کرتا نہین اسواسطے مین رنج و محن یاد

غمزہ نیا انداز نیا ناز نرالا
اس شوخ کو ہین سیکڑون اس قسم کے فن یاد

سب کچھہ تو گئے بھول محبت مین تمھاری
دل سے نہ گئی آپ کی اے مشفق من یاد

نغمہ ترا اے مرغ چمن کون سنے گا
تو نے نہ کیا عیش کا گر شعر و سخن یاد

ولہ

وہان ہی وہ چین آئے تو شکل سے جائے نیند
یان یہہ قلق کہ جائے تو مطلق نہ آئے نیند

بیدار دل وہ ہون مین کہ ہر چند آئے نیند
ہوش و حواس تاب و توان لے نہ جائے نیند

آتا نہین سمجھ مین ہوا کیا یہہ انقلاب
جب خواب مین وہ آئین تو ہمکو جگائی نیند

آتی نہین ہی موت تو اب ہی یہ آرزو
تا حشر ہجر یار مین ہمکو سلائے نیند

شب باش ہو جو دیدۂ بیدار مین مرے
میری طرح سے تم بھی کہو ہائے ہائے نیند

نالہ مرا وہ تیر ہی یہہ وصف اوسمین ہی
مثل نشانہ سارے جہانکی اوڑائے نیند

وہ چشم پر فریب جسے غش مین لائے عیش
پوچھے جو کوئی اوس سے تو اوسکو بتائے نیند

غزل عاشق

گل کسکو چمن کسکو کسے سرو و سمن یاد
باقی جو رہا بھی تو رہا گور و کفن یاد

دیکھا تو لب غنچہ کے کچھہ مُنہ سے نہ نکلا
آیا جو چمن مین مجھے اوس گل کا بدن یاد

فرقت کا گلہ وصل مین تا حشر رہیگا
بھولا مین نہین ہون ہین وہی رنج و محن یاد

گلزار بنے آتش جانسوز نہ کیونکر
دوزخ مین بھی آئے جو ترا گل سا بدن یاد

عاشق کو کسیطرح سے اب بن نہین پڑتی
آتا ہی کسی شوخ کا بیساختہ پن یاد

ولہ

اوس غنچہ لب کے ساتھہ اگر مجکو آئے نیند
آنکھون مین میری پھر تو نہ پھولی سمائے نیند

اوس پر حیا کے وصل مین گر آ بھی جائی نیند
شرمائے وہ کہ حشر تک آنکھین چُرائے نیند

خواب عدم دکھاتی ہی اک پل مین آنکر
اس طرح تجھسے کون بھلا دل لگائے نیند

غافل وہ مجکو چھوڑ شب وصل چلدیے
بیداری کا بُرا ہو ترا ناس جائے نیند

بے یار کام کیا ہی مرے پاس آنیکا
آنکھونسے میری کہدو کہ ہرگز نہ آئے نیند

ساتھہ اوس پری کے نیند بھی آنکھونسے اڑگئی
ایسا بھی کوئی ہی جو مری ڈھونڈ لائے نیند

دل مین خیال ہی جو کسی مست خواب کا
ہر لحظہ ہر گھڑی مجھے کیونکر نہ آئے نیند

مانند روز عید ہی اپنی شب وصال
اور رشک مہر ساتھہ ترے کیونکر آئے نیند

باندھا تصور قد جانان تو سو گیا
عاشق مثل یہ سچ ہی کہ سولی پہ آئی نیند

غزل حافظ

نرگس ہی نہ غنچہ ہی نہ لالہ نہ چمن یاد
ہی اونکے فقط چشم و دہان ولب و تن یاد

کرتے نہین تم ہمکو کبھی مشفق من یاد
ہم ہوگئے ہین آپکی خاطر ہمہ تن یاد

فرقت مین دلا رام کی بیخود ہون یہانتک
جانکو نہین تن اور نہین روح کو تن یاد

کیونکر نہ اوٹھین قبر سے یکبارگی مردے
قامت نے کیا تیری قیامت کا چلن یاد

کرتا ہون تکلف کے عوض چاک گریبان
آتا ہی مجھے جب ترا بیساختہ پن یاد

قسمون سے نہ کیا کیا ہوے اقرار موکد
وعدہ نہ رہا ایک بھی اے عہد شکن یاد

ہین فرقت دلدار کے ایک ایک بھی تک
تکلیف والم درد و عنا رنج و محن یاد

جھانکوگے کنوئین حسرت و افسوس کے حافظ
رہ رہ کے جو آتا ہی تمھین چاہ ذقن یاد

ولہ

آرام جان کی جان مین کیونکر بجائے نیند
پہلو مین دل ہی جب نہ ہو پھر کیونکر آئے نیند

ہمسے تو ہجر یار مین آنکھین چرائے نیند
جب ہو شب وصال تو اونکو سلائے نیند

جب گھر کو اپنے جانے لگین وہ تب آئے نیند
تا شام اونکو خوب تھپک کر سلائی نیند

ہنگام صبح پھر وہی رو داد پیش آئے
القصہ حشر تک بھی نہ جلوہ دکھائے نیند

کیا لطف ہو کہ جب مجھے آوے غنودگی
وہ شوخ چھیڑ چھیڑ کے میری اوڑائے نیند

سو طرح ٹال دیتا ہی مطلب کی بات کو
دیوانہ ہو جو باتون مین اوسکی گنوائے نیند

محشر سے شرط باندہ کے پھر کیون سوئے
جب عین وصل یار مین دلکو بھائے نیند

آنکھین ہین مثل روزن در انتظار مین
دیدار بن کے یار کا یارب سمائے نیند

وہ مجکو جبسے چھوڑ کے سوتا چلے گئے
ہر دم لب و زبان پہ ہی ہائے ہائے نیند

ہون چشم پر خمار کا مفتون نہین بعید
جو جام بیخودی مجھے آکر پلائے نیند

مدت سے دل کو چین جان کو قرار ہی
غم مین خدا کسی کی نہ ایسی گنوائے نیند

سونا اوسے نصیب اسے جاگنا نصیب
حافظ کے بخت دون پہ نکیون خار کھائی نیند

ردیف ذال معجمہ

غزل نمود

نقش ہی دل پہ مرے یار کے در کا تعویذ
رکھتا ہی مرتبہ عرش معلی تعویذ

مرض کفر و ضلالت سے جو محفوظ رہے
تھا اونھین معجزہ حضرت موسیٰ تعویذ

باندھے بازو پہ جو وہ بحر طلسم خوبی
کیون نہ دکھلائے خط موج کا نقشا تعویذ

مجکو بیمار بنایا ہی لب جانان نے
لکھین اب میرے لیئے حضرت موسیٰ تعویذ

بے خطر رہتا ہون آسیب تخالج سے نمود
بن گیا دل کے لیئے خال سویدا تعویذ

ولہ

یون تو ہر قسم کا یارب ہی میسر کاغذ
پر لکھون نامہ صنم کو جو ہو پتھر کا غذ

کہتے تھے خامۂ تصویر مصور لیکر
کہ نہین لایق تشکیل پیمبر کاغذ

نامہ جب سیم تنون کے لئے کرتا ہون رقم
خامہ مذہوب مرا ہوتا ہی پر زر کا غذ

لکھون اوصاف کسی رشک مسیحا کے لا
گر ملے چرخ چہارم کی برابر کاغذ

ہاے اب یون سر شوریدہ مین مختل ہین حواس
جیسے دفتر مین پڑے ہون کوئی ابتر کاغذ

اوس شہ حسن کو لکھتا مین تو قاصد بنکر
صورت آئینہ لیجاتا سکندر کا غذ

جب پڑہا خط شعاعی کو تو روشن یہہ ہوا
کہ نہین جز ورق مہر فلک پر کاغذ

پھر لکھین وصف سراپا کو دلا بے کم و کاست
پہلے ماپین قد جانان کی برابر کاغذ

تھا یہ القا کہ ترے یار کا گھر ہی دل مین
گر دمیرے جو اوڑا لیکے کبوتر کا غذ

مثل مضمون احادیث و مواعظ ہین رقم
پڑہ خطیب آکے مرا بر سر منبر کا غذ

تہی یہ حکمت نہ لیا ہاتھ مین خامہ جو نمود
کہ نتھا لایق تحریر پیمبر کاغذ

غزل عاقل

چمکا ہیکل مین تری ماہ جو زر کا تعویذ
ایسا گردونہ نہین شمس و قمر کا تعویذ

خضر آسا ہمین عامل کوئی کا م جو ملے
بہر تسخیر لکھین جن و بشر کا تعویذ

چلّے کھینچے کہ کماندار ترا تیر لگے
گوشۂ دل مین رکھین تیر کے پر کا تعویذ
اوس بت پردہ نشین پر نہ موثر ہوگا
حضرت دل کوئی لا دیجے اثر کا تعویذ

مرض عشق ہی عاقل وہ بلا ہی جسکے
گنڈے دیکھے نہ فتیلے نہ اثر کا تعویذ

ولہ

چھو گیا اوسکی جو شب زلف معنبر کا غذ
مشک و عنبر سے ہوا بڑھ کے معطر کا غذ
ورق دل پہ لیا کھینچ ہی نقشہ اونکا
ایسا مانی کو ہوا تھا نہ میسر کا غذ
ہمنشین قاتل سفاک ستمگر میرا
کیسا بچتا یا مرے قتل کا لکھکر کا غذ
عین فرقت مین لکھا چشم کے پردہ پہ اونھین
نہ ملا مردمون اس سے کوئی بہتر کا غذ
ورق دل پہ ہی لکھ کر اوسے بھیجا نامہ
دشت غربت مین ہوا جب نہ میسر کا غذ
نامۂ سوز جگر لے تو چلا ہی یا رب
خاک ہو وین نہین جل کے کبوتر کا غذ

آیا پاسخ ہی لئے صاف جو قاصد عاقل
خستہ کرتا ہی جگر کو یہہ ستمگر کا غذ

غزل عزیز

ہمکو درکار نہین سود و ضرر کا تعویذ
چاہیئے حضرت من درد جگر کا تعویذ
پیش آئے ہی وہی جو خط پیشانی ہے
کیا کرے حکم قضا اور قدر کا تعویذ
وہ پریزاد ہی تسخیر نہ ہوگا ہمدم
کرتا تاثیر بشر کو ہی بشر کا تعویذ
دل بے جوش اثر تیر نگاہ قاتل
ہی مشبک لحد خستہ جگر کا تعویذ
کوئی پوچھے گا زمانے مین نہین بے تقدیر
لاکھہ باندھا کرین ہم فضل و ہنر کا تعویذ

دل چلا پھر ہی سوے کوچۂ قاتل یارب
شام غربت مین کوئی لادے سفر کا تعویذ

کونسے رشک مہ و مہر کا شیدا ہی فلک
باندھے پھرتا ہی جو یون شمس و قمر کا تعویذ

شمع و لو مین تری جل کے موا ہی عاشق
چاہیئے قبر کو پروانہ کے پر کا تعویذ

وصل دلبر ہو خدا آج میسّر ہمکو
لکھدے ایسا کوئی پر جوش اثر کا تعویذ

تیرے بازو سے صنم آنکھ لڑی رہتی ہی
رشتہ رکھتا ہی مرے تار نظر کا تعویذ

تیرے ابرو نے ترے خال نے ہمکو مارا
نہین ممکن ملے اس تیغ و سپر کا تعویذ

پھرتا گھر گھر صفت خامۂ عامل ہون عزیز
لکھدیا حضرت من کونسے گھر کا تعویذ

ولہ

خیر لیجائے نہ ہد ہد نہ کبوتر کا غذ
شوق دل سے مرے اوڑ جائیگا بے پر کا غذ

گر کھلے میرے عمل کا سر محشر کا غذ
غم سے لپٹے صفت گیسوے دلبر کا غذ

اشک خونسے یہہ کیا نامۂ فرقت جو رقم
ہوگیا بس صفت برگ گل تر کا غذ

زلف پر پیچ کا مضمون ہوا لکھنا جنجال
ہاتھ سے اپنے لپٹ جاتا ہی اکثر کا غذ

دم تحریر پڑا پرتو عارض جو ترا
سبزۂ خط سے ہوا صفحۂ اخضر کا غذ

صدقے کیون نامۂ دلبر کے ہوا جاتا ہون
توبہ توبہ نہ خضر ہی نہ سکندر کا غذ

دست رنگین مین لیا ہی اوسے گلرو تونے
بھول کر جامہ سے ہوجائے نہ باہر کا غذ

آج کیا چاہنے والون مین لکھاتے ہو مجھین
اپنا پہلے ہی سے ہی داخل دفتر کا غذ

نامۂ یار ہی شاید جو برائے تعظیم
سر پہ رکھ لاتا ہی ہد ہد سا کبوتر کا غذ

عین فرقت مین جو آیا ہی دلا نامۂ یار
کبھی آنکھون پہ رکھا ہی کبھی سر پر کا غذ

گردش چشم فسونگر کی جو لکھون تفسیر
حشر تک چرخ پہ کھایا کرے چکر کا غذ

چشم میگون سے نظر بھر کے جو دیکھے ساقی
ہو روان صورت موج مئی احمر کا غذ

دم تحریر ہو مے نوشی کا گر اونکو خیال
صاف بنجائے سمٹ کر وہین ساغر کا غذ

عین پردہ مین صفائی ہی اونھین مدنظر
پڑہتے عاشق کا ہین عینک جو لگا کر کا غذ

ہو کے برہم صفت زلف وہ بگڑے ہین عزیز
دفتر دل کا نکیون غم سے ہوا ابتر کا غذ

غزل تمیز

کچھ ہی انداز غضب اور نرالا تعویذ
آنکھین کھل جائین جو باندھے وہ نظر کا تعویذ

لکھدے بیمار کو تو اپنے مسیحا تعویذ
جان بلب ہی وہ اوسے چاہیے اچھا تعویذ

مجھسے رہتا ہی خفا یار مرا ای عامل
آپ ملجائے وہ لکھدے مجھے ایسا تعویذ

صورت نقش قدم ضعف سے بے حس ہی تمیز
چومتا ورنہ یہہ آکر ترے در کا تعویذ

ولہ

نامہ برنے جو دیا یار کا آکر کا غذ
بن گیا طائر دل کے لئے شہپر کا غذ

کسکو لکھا ہی جنون مین کہ لیے جاتا ہے
طائر سدرہ کی مانند کبوتر کا غذ

ہجر مین کھائی ہی افیون ترے عاشق نے
ناز سے کھتا ہی پی لے کوئی دھوکر کا غذ

کوے قاتل کا ہمارے یہی قاصد ہی نسیم
قتل ہوتا ہی جو لیجاتا ہی اکثر کا غذ

اس اشارہ سے شب وصل کو ہم جانگئے
حامل خط کو دیا یار نے ہنسکر کا غذ

جب تمیز اوس بت ہرجائی کو لکھتا ہو نمین
نامہ بر پھرتا ہی لیکر مرا گھر گھر کا غذ

غزل اخلاص

جب سے پہنا سرے دلبر نے نظر کا تعویذ
کسنے لکھا ہی مرے درد جگر کا تعویذ

چشم جادو سے پریرو ترے دل ہی تسخیر
پاس عامل کے نہین اسکے اثر کا تعویذ

پتلیون مین مجھے رکھتے ہین حسینا جہان
جب سے اوس یار نے باندہا ہی نظر کا تعویذ

یار اپنا ہی بہر حال مددگار اخلاص
گرچہ اغیار لکھین روز ضرر کا تعویذ

ولہ

دل کے دفتر کے بہت دنسے ہین ابتر کاغذ
جیسے صرصر سے اوڑے پھرتے ہون اکثر کاغذ

رسم دنیا کی یہی ہی جو ادا کی تمنے
تم نہ آئے ہمین بھیجا کئے لکھکر کاغذ

حرف مطلب کو زبانی جو سنا قاصد سے
رکھدیا ہاتھ سے بیدرد نے لیکر کاغذ

کٹگیا سلسلۂ نامہ و پیغام بھی آہ
کردیا چاک ستمگار نے پڑھکر کاغذ

گم گیا راہ مین کسطرح سے قاصد خط یار
لے اوڑی کیا مری تقدیر سے صرصر کاغذ

قتل ہوتے ہون جہان قاصد بیجرم مدام
کہیئے کسطرح سے بیجائے کبوتر کاغذ

خوب اخلاص سے کی رسم کتابت تمنے
ایسی گلیون مین پڑے رہتے ہین اکثر کاغذ

غزل عیش

ای پری ہی جو ترا نقش کف پا تعویذ
ہمنے یہہ ایک ہی چلتا ہوا دیکھا تعویذ

دست و پا کی جو لکیرین ہین ہوا یہہ ظاہر
لائے انسان ازل سے ہین یہہ کیا کیا تعویذ

جو ہی مجنون رخ یار وہ کیا ہوش مین آئی
لاکھہ لکھدین ورق مہر پہ عیسیٰ تعویذ

جس پر یہ وکو دکھایا وہی تسخیر ہوا
کم نہین مہر سلیمان سے ہی میرا تعویذ
عشق مین ہمنے جو دیکھا اثر دل کے سوا
کام آیا نہ کسیکے کوئی گنڈا تعویذ

آہ کا ہمنے کیا عیش فتیلہ روشن
مفلسی مین کبھی جب حب کا جلایا تعویذ

ولہ

اوس مسیحا کو اگر بھیجون مین لکھکر کاغذ
جان پڑجائے اوڑے بن کے کبوتر کاغذ
ہی مرا آب وصفائی مین جو گوہر کاغذ
اونکو حرفونکے دکھائیگا یہ جوہر کاغذ
کھاکے رفتار قلم کی ترے ٹھوکر کاغذ
ای جفا پیشہ بنا صفحہ محشر کاغذ
بیقراری کا مری حال ہی جس نامہ مین
چاک کرتا ہی لفافون کو وہ اکثر کاغذ
نامہ لکھا ہی جو اوسنے خط توام مین مجھے
وصل کا کرتا ہی ایما وہ مقرر کاغذ
سادہ کاغذ ہی جب آیا مرے نامہ کا جواب
ہو گیا مجکو وہ آب دم خنجر کاغذ

اپنے ہمراہ مین لیجاؤن شبیہ جانان
عیش گر مجکو زر افشان ہو میسر کاغذ

غزل عاشق

اوسکے بازو پہ ہی دنیا کی نظر کا تعویذ
حور و غلمان و پری جن و بشر کا تعویذ
یاد ہی کسکو محبت کے اثر کا تعویذ
کون لکھدے مجھے اس درد جگر کا تعویذ

گور کن چاہیے تعمیر ابد تک قایم
قبر عاشق سے قیامت ہی جو سر کا تعویذ

ولہ

نہ تو قاصد نہ صبا ہی نہ کبوتر کا غذ
کسطرح جائیگا اوڑکر مرا بے پر کا غذ

نامۂ سوز درون یار کو کیونکر لکھون
آہ کے ساتھ ہی رہجاتا ہی جلکر کا غذ

اوس سے پیغام زبانی ہی صبا کہدیجو
نہین آتا کوئی لکھنے کو میسر کا غذ

وصل کی یاد زبانی بھی دلانا قاصد
بھول جاتے ہین وہ اکثر مرا پڑھکر کا غذ

لکھنے بیٹھا جو مین اوس آئینہ رو کو نامہ
خامہ حیران مرا ہوگیا شش در کا غذ

ہی جو ایمائے شب وصل خط جانان مین
اور ملفوف لفافہ کے ہی اندر کا غذ

ایک مضمون مری حیرانی کا وہ آدھ لکھے
چار سو جسنے نہ دیکھا کہین شش در کا غذ

دفن کر دیجو کوئی ساتھ مرے نامہ مرا
چاہیئے مجکو یہہ عاشق پی محشر کا غذ

غزل حافظ

تجھپہ کھلتا نہین کچھہ نقرہ و زر کا تعویذ
چاہیئے تیرے لئے شمس و قمر کا تعویذ

نقش چلتا ہی نہ گنڈا نہ فتیلہ ایسا
جیسا چلتا ہی گل اندام و نپہ زر کا تعویذ

شعر چوٹی کے نہ کیون آج قلم سے نکلین
ملگیا ہی مجھے اوس شوخ کے سر کا تعویذ

مجکو دو پڑے دیئے اور کہا عامل نے
دیکھیو تبدیل نہ ہو شام و سحر کا تعویذ

چشم بد دور ہوی آنکھہ کھلی بدبین کی
باندہا بازو پہ جو دلبر نے نظر کا تعویذ

دیکھتے ہی بت بے مہر ہوا ہی منقاد
ہمنے دیکھا نہین اس زور و اثر کا تعویذ

جان من خیر تو ہی کسلیئے آج آپکے پاس
بازو و ٹکا ہی نہ سر کا نہ کمر کا تعویذ

عرض کی مینے یہہ تعویذ بہت اچھا ہی
بولے باندھین گے نہ ہم آپکے گھر کا تعویذ

ہی مجھے حافظ مطلق پہ بھروسا حافظ
کیا کرون مانگ کے اغیار سے در کا تعویذ

ولہ

شوق کہتا ہی کہ جب تک ہو میسر کاغذ
نہ رکے دم کی طرح یار کا دم بھر کاغذ

حال دل لکھ کے جو بھیجے مجھے دلبر کاغذ
فرط شادی سے رکھون دیدہ و سر پر کاغذ

نامہ بر دیتا ہی جسدم مرا جاکر کاغذ
ہاتھ مین لیکے وہ کر دیتا ہی جھر جھر کاغذ

لوگ بے پر کی اوڑاتے ہین کہ بیزار ہین وہ
بن کے قاصد لئے آتا ہی کبوتر کاغذ

محضر قتل کی تصدیق جو منظور نہ تھی
لیلیا ہاتھ مین کیون تو نے ستمگر کاغذ

گریہ و سوز کا جو حال لکھون مین اپنے
ہو رگ ابر قلم بال سمندر کاغذ

کشتی قلب ٹھہر جاتی ہی خط لکھنے سے
ناخدا کلک رسن حرف ہین لنگر کاغذ

اوسنے لکھا ہی نہ لکھے گا جواب نامہ
بھیجے جاتے ہین عبث آپ برابر کاغذ

روے روشن کا اگر وصف لکھا جاے تو ہو
روشنی مین رخ خورشید سے بڑھکر کاغذ

مینے کھولا جو لفافہ تو ہوا یہ ظاہر
کہ مجھے بھیجا ہی اغیار کا رکھکر کاغذ

بیقراری کا لکھون حال مین اپنی تو معاً
تھر تھرانے لگے مثل دل مضطر کاغذ

طبع رنگین گل اندام کے لکھے جو صفات
اسکے باعث سے ہوا مثل مشجر کاغذ

خط لکھین یار کو کسطور کہ ملتا ہی نہین
روشنائی قلم و قط زن و مسطر کاغذ

نقش ہو کیونکہ دل یار پہ حرف مطلب
حافظا ہو نہین سکتا کبھی پتھر کاغذ

ردیف را مہملہ

غزل نمود

جان دیتا ہون ازل سے اوس ستم ایجاد پر
صدقے سو انصاف کر دون جس کی اک بیداد پر

نالے سوے گنبد گردون چلے جاتے ہین آہ
تیر گویا مارتا ہون بیضۂ فولاد پر

آتش رنگ حنا گر ہو دم ورزش صنم
پنجشاخے کا گمان ہو پنجۂ فولاد پر

ہی گل رخسار پر اونکے فدا گر عندلیب
قمریان عاشق ہین قد غیرت شمشاد پر

زندگی ہی مجھہ اسیر زلف کی زنجیر سے
موت کا آنا جنون موقوف ہی حداد پر

ہی وہ شوخ تند خو ایسا اگر کھینچتی شبیہ
لال ہوجاتا غضب سے موقلم بہزاد پر

حسرتین مسکن بناکر بیٹھی ہین دل مین مکین
آفرین میرے نشان خانۂ برباد پر

ہی وہ ظالم طفل نادان دیتا ہی گر حکم قتل
کھیلتی ہی موت عاشق کی سر جلاد پر

ایسی ایجادین وہ دم مین لاکھہ دکھلائے نمود
ناز کب موجد کو ہی اس عالم ایجاد پر

ولہٗ

کب رہا ہون مین شادمان ہوکر
کہ ہنسی آئی تو فغان ہوکر

خامشی مین بھی سوز غم ہی مجھے
کیون بنا شمع بے زبان ہوکر

اہل عقبیٰ کہین فسانے مرے
جاؤن دنیا سے داستان ہوکر

شیب کی عقل یان شباب مین ہی
پیر ہم ہوگئے جوان ہوکر

کشتیٔ عمر ساتھہ جاتی ہی
کیا مین چلتا ہون بادبان ہوکر

میرے دشمن جو تھے نہ تھے واقف
بنگئے دوست رازدان ہوکر

ہون نہ غافل شب جوانی مین
رات کاٹون یہہ پاسبان ہوکر

تیرا دنبالہ قتل بنا کو
نکلا ہی تیغ اصفہان ہوکر

خاکساری ہی سربلندی مین
کیون زمین ہون مین آسمان ہوکر

یہہ دعا بہر حضرت عُلیا ق مانگتا ہونمین شادمان ہوکر
تخت جنت ہو وان نصیب نمود
اور رہے یان شہِ جہان ہوکر

غزل عاقل

وارلاکھون مین کیا مجھہ عاشق ناشاد پر — واہ واجلاد پر اور آفرین اس یاد پر
ہمکو پابند قفس کرتا نہین فریاد پر — اُوس کیسی پڑگئی ہی آجکل صیاد پر
کیا کمر باندہی ہی ظالم نے مری بیداد پر — داد پر بیداد ہی بیداد ہی بیداد پر
سینکڑون خوشرو جوان کیسے ملائی زیرِ خاک — بےبسی ہی بس نہین چرخ ستم ایجاد پر
طوق ہی گردن مین میری پاؤنمین بیڑی پڑی — ایک نالہ سے قیامت ٹوٹے گی حداد پر
کوئی مثل گل شگفتہ کوئی مثل خار ہی — ہمکو حیرت آتی ہی اس گلشن ایجاد پر
مسکراکے قتل کرتا ہی تو قاتل دیکھنا — بن کے جوہر خون ہنیگا خنجر فولاد پر
یاالٰہی خیر کرناکس بلا مین ہون پھنسا — دل مرا مائل ہوا جو اوس ستم ایجاد پر
رنگ و بو پر ہی ہزارون عندلیبونکا ہجوم — قمریان صدقے ہین قد غیرت شمشاد پر

عاقل تفتہ جگر کی فصد جو وحشت مین لی
چھالے یکسر پڑگئے ہین نشتر فصاد پر

ولہ

موے سر بار ہین گران ہوکر — تنگ آئے ہین ناتوان ہوکر
غم کے دریا مین بادبان ہوکر — کشتیٔ تن چلی روان ہوکر
ہون وہ ثابت قدم ترے در پر — رہگیا سنگ آستان ہوکر

ماہرو تجکو جسنے جب دیکھا — ٹکڑے دل ہوگیا کتان ہو کر
بارہا یہہ ہوا مرے قاصد — لاغری سے مین بے نشان ہو کر
ساتھہ باد صبا کے چھپ چھپ کر — پہنچا اوس تک ہون ناتوان ہو کر
دلسے گھبرا کے آہ نکلے ہے — لیک مشروط الامان ہو کر
وصل مین یون زبان دہن مین دے — تا دعا دون مین دو زبان ہو کر
ترچھی نظرون سے چپکے صید کیا — تیر مارے مجھے کمان ہو کر
کیا ہی اوسوقت مین لئے جسنے — بوسے خنجر کے نیمجان ہو کر
موے کاکل چڑھے ہین کیا سر پر — اک ذرا سے مزاج دان ہو کر

مار گیسو کو چھو نہ اے عاقل
کاٹ کھائیگا دو زبان ہو کر

غزل عزیز

بن کے جوہر رہگیا کیا خنجر فولاد پر — مرحبا صد آفرین اپنے دل ناشاد پر
کیا ہوائے باغ بگڑی بلبل ناشاد پر — دام مین پھانسے ہی گلچین نوچے ہی صیاد پر
پھر کہان گلشن کہان گل آگئی جسدم خزان — پھولتی ہین بلبلین ہستی بے بنیاد پر
ہونٹھہ ہم حسرت سے چاٹین چوم لے وہ اونکی لب — رشک آتا ہی زبان خانہ بہزاد پر
جب چلا پیش جوانان چمن وہ سرو قد — ناتراشیدہ ہوئین کیا پھبتیان شمشاد پر
کر دیا اکدم سبک بار گران سر سے آج — لوٹ ہو دل کیون نہ دست و بازوے جلاد پر
رائیگان جاتے ہین کوئی نالہائے عاشقان — گل سراپا گوش ہین بلبل تری فریاد پر
ہمکو سودائے سر گیسو نے مارا ہجر مین — ہو کے برہم آپ بگڑے کیون مری فریاد پر

یاد ہوتی ہی ہمین کیا حسرت فرہاد و قیس
آنکھہ پڑ جاتی ہی جب چرخ ستم ایجاد پر

نقش پا گر سرو قد کا ہاتھ آوے بھر دید
لات مارین قمریان اوڑکر سر شمشاد پر

جوش اشک بلبلان ہی باغبان شبنم نہین
پھر نہ جاوے آج پانی خانۂ صیاد پر

اپنی جانبازی بھی فخر عاشقان ہی اے عزیز
خاتمہ تھا عشق کا کیا قیس اور فرہاد پر

ولہ

دل مرا عاشق بتان ہو کر
رہگیا سنگ آستان ہو کر

آج تم میرے میہمان ہو کر
خانۂ تن مین آؤ جان ہو کر

کیون نہ گردون پہ ہو دماغ اپنا
آیا مہر و ہی مہربان ہو کر

کہیو باد صبا دسہی قد سے
رہ گئی سرو بوستان ہو کر

تیری شمشیر آبدار صنم
رہ گئی زخم مین زبان ہو کر

ناتوانی سے تار دامن کے
اوبجھے پاؤن مین بیڑیان ہو کر

گر پڑے اونکے پاؤن پر غش مین
بوسے لیتے ہین ناتوان ہو کر

جھک گیا تیرے تیر سے قد پر
رہگیا غم سے ہون کمان ہو کر

تیرے ناقہ کے ساتھہ ہی لیلی
قیس پہنچیگا ساربان ہو کر

دل نے خون ہو کے بوسہ پایا ہی
جم گیا لب پہ رنگ پان ہو کر

آج زخم جگر کے گل دیکھو
جاؤ گلشن کو میرے یان ہو کر

بند ہووے نکیون دہن اپنا
غیر بولے ہین اک زبان ہو کر

بام پر ماہ رو جو آجاوے
ٹکڑے ہو جائے دل کتان ہو کر

تیر نالہ کا اہی کمان ابرو
دم مین گزریگا لامکان ہوکر

ناتوانی سے دم مرا ایجان
سنگ سینہ ہوا گران ہوکر

وصف مہروسے یہہ زمین غزل
چمکی گردونپہ آسمان ہوکر

نہین لکھتے عزیز آپ غزل
پیر بنتے ہو کیون جوان ہوکر

غزل تمیز

آپ تو پہلے نظر رکھتے تھے میری داد پر
غور کچھہ کرتے نہین ہو اب مری فریاد پر

راز میرے قتل کا افشا ہوا ہائے ستم
خون کا قطرہ نہ گرتا دامن جلاد پر

عشق مین اوس بحر خوبی کے ہی جب آشنا
رنج سے راحت نہ گذری اس دل ناشاد پر

جور لکھے ہین کراماً کاتبین نے آپکے
داد ہم پائین گے روز حشر ان اسناد پر

آنکھہ مین سرمہ دہن مین پان اور لب پر سرخی
دلبری کی ساری یہہ ایجاد ہی ایجاد پر

اپنے کرنے کے ہین صاحب جسقدر کار جہان
منحصر رکھے ہین ہمنے آپ کے ارشاد پر

جان دیتی ہین رخ گلگونپہ اوسکے بلبلین
قمریان عاشق ہین قد غیرت شمشاد پر

بازئ طفلان نہین ہی جب کہ نیچی تصویر یار
کلک قدرت کا ہو عالم خامۂ بہزاد پر

یار کے آنے کا مژدہ جو سنا ہی ای تمیز
آج شادی کا اثر ہی اس دل ناشاد پر

ولہ

عاشق حسن مہوشان ہوکر
پھنگیا دل مرا کتان ہوکر

یہ بجلی دل کو راز دان ہوکر
ای صبا آئی تو کہان ہوکر

بیٹھکر اوسکے در پہ مین اوٹھا
رہگیا سنگ آستان ہوکر

کھینچکے از خود ہی یار کی تصویر
رہگئی دل مین حرز جان ہوکر

ابروئے کج ادا نے نظر و نسے
تیر مارا مجھے کمان ہوکر

دل بلبل کو بیکلی ہے عیث
پھر بہار آئیگی خزان ہوکر

راہ سے اونکو کسنے بہکایا
وہ تو آئے تھے مہربان ہوکر

دل مین چبھتی ہی یار کی مژگان
ناوک و خنجر و سنان ہوکر

وصل کا راز سن کے غیر و نسے
مجھسے بگڑے وہ رازدان ہوکر

داغ سینہ کے رنگ لائے ہین
گہ خزان گاہ بوستان ہوکر

مانگ شب بھر مزہ دکھاتی ہی
تاب گوہر سے کہکشان ہوکر

لب خنجر پہ خون عاشق کا
رنگ لایا ہی رنگ پان ہوکر

قتل کرتی ہی جنبش ابرو
برش تیغ جانستان ہوکر

گھر مین رونق ہی آج کیا ہی تمیز
وہ جو آئے ہین میہمان ہوکر

غزل اخلاص

طوق طاعت ہمنے پہنا ہی اسی بنیاد پر
قمریان عاشق ہین قد غیرت شمشاد پر

دم نکلجاتا ہی اوسکی جنبش ابرو کے ساتھ
کیا روانی اندنون ہی خنجر فولاد پر

نوک مژگان کی خلش ہی کام بخش عاشقان
کب شفا موقوف ہی یان نشتر فصاد پر

ای صنم اتنا غرور حسن بھی لازم نہین
اعتبار ہستی موہوم بے بنیاد پر

ایک نظارہ پہ کر دین جان شیرین کو فدا
تم اگر چاہو تو ہم سبقت کرین فرہاد پر

مبتلاے فکر گوناگون ہوئی طبع رسا
داد عالمگیر اس اخلاص کی فریاد پر

ولہ

آج وہ مجھپہ مہربان ہو کر
رہگئے میرے میہمان ہو کر

کیا حسینون کی دیدہ بازی ہی
پھر مین آنکھون مین پتلیان ہو کر

تیری کجبازیون سے چرخ کہن
بن گئے پیر نوجوان ہو کر

عقل گردش مین جبکہ آتی ہی
چوک جاتی ہی نکتہ دان ہو کر

کرسکے کیا بھلا کوئی دشمن
جو رہے دوست مہربان ہو کر

رہے اخلاص جان نثار ترا
تو رہے اوسکا قدردان ہو کر

غزل عیش

ایک کیا اونکو تو سو سو نازنین بیداد پر
ہی قصور اپنا ہی ہم مائل ہون گر فریاد پر

پائی یہہ معراج عاشق نے ترے ہو کر شہید
رقص کرتا ہی سر اوسکا نیزۂ جلاد پر

لکھ سکا سارا نہ شوق وصل اوکس گھس گیا
قط پہ قط دیتا رہا مین خامۂ فولاد پر

زندہ مین سر پھوڑ کر سنگ در جانان سے جو
ہی بجا گر طعنہ زن وہ شیخص مین فرہاد پر

تم ہمین بھولے فراموشی اسیکا نام ہے
یہہ کہان وہ ہم جو بھولے تھے تمھاری یاد پر

آتش ہجران نے جان و تن کیے خاک سیاہ
کیا کریگی گر کے بجلی خرمن برباد پر

اونکی نظرون مین سبک جیسے ہوے ہین عیش ہم
ہو گئے ہن بار اپنی خاطر ناشاد پر

ولہ

امتحان لو جو قدردان ہو کر
سر بکف آؤن شادمان ہو کر

نور آنکھون مین تن مین جان ہو کر
یان رہو آپ مہربان ہو کر

کام حاصل کیا ہی مرمٹ کے
نام پایا ہی بے نشان ہو کر

ہون وہ بلبل کہ مین ہمیشہ رہا
گل مین بو کی طرح نہان ہو کر

ہجر جانان مین چادر مہتاب
گر پڑی مجھپہ آسمان ہو کر

رشک رخ سے تمھارے محفل مین
اوڑ چلی شمع اب دھوان ہو کر

عیش انسان سب سے افضل ہی
فائدہ کیا فرشتہ خان ہو کر

غزل عاشق

قمریو دعوی غلامی کا ہی کس بنیاد پر
سرو خود عاشق ہی میرے غیرت شمشاد پر

پھرتی ہی آنکھونمین چھپ کر اوسکی چشم دلفریب
حور کا دھوکا ہی مجکو ایک آدم زاد پر

صورت یاجوج کیا اعدا پس دیوار ہین
قہقہہ زن ہین جو میرے نالۂ وفریاد پر

گر یونہین ہی خانۂ دل مین یہ الفت کی بنا
گھر بنا بیٹھین گے اکدن عشق کی بنیاد پر

ہمصفیرو ہی رہائی مین اسیر کا مزہ
مرغ دل مائل ہی دام گیسوے صیاد پر

عشق گیسو مین کسی حداد پر تہمت ہی کیا
بیڑیان پہنی ہین ہمنے عمر کی بنیاد پر

جب شبیہ یار کو دیکھا تو بیخود ہو گئے
نقشہ حیرت نے جمایا مانی و بہزاد پر

سیر گلشن دیکھ کر مقتل مجھے یاد آگیا
دار کا ہوتا ہی دھوکا قامت شمشاد پر

فرمانبرداری اسے کہتے ہین ایسی فکر مین
یہ غزل عاشق نے لکھی آپکے ارشاد پر

ولہ

آتش عشق یون نہان ہو کر
آہ سے نکلے ہی دھوان ہو کر

جوش وحشت مین اپنا جامۂ تن
رہگیا تن مین دہجیان ہو کر

لیچل اوس بحر حسن تک ای ابر
میری کشتی کا بادبان ہو کر

مجھپہ طوفان اوٹھاتے ہین لیکہ
عشق مین آنکھونسے روان ہو کر

دیتے ہم دل ہین تم نہین لیتے
واے تقدیر دستان ہو کر

دہن زخم دیکہکر خندان
تیغ قاتل چلی زبان ہو کر

اوسکے در سے پھرا نہ قاصد کیا
رہگیا سنگ آستان ہو کر

گوش زد ہو صبا تو اوس گل کے
دل بلبل کی داستان ہو کر

کسی بیدرد کا یہہ تیر نگاہ
رہگیا سینہ مین نہان ہو کر

اوسکے کوچہ کی اب زمین عاشق
رنگ بدلے ہی آسمان ہو کر

غزل حافظ

اونکو غرّہ اپنے حسن و غمزۂ و بیداد پر
ناز ہمکو اپنے مہر و جذبہ و فریاد پر

بے سبب مرتے نہین ہم اوس ستم ایجاد پر
حوصلہ بڑہتا ہی جانبازی کا ہر بیداد پر

مجکو آجاتا ہی اوسکی چشم میگونکا خیال
آنکہہ پڑجاتی ہی تعلیق کے جب صاد پر

ہی ترے ابرو کا ایما قتل کی میرے دلیل
خون کا ہوگا بہانا گردن جلاد پر

منت لون کیون بار احسان تیرا ای پیغام بر
بھیجدیگا شوق میرا نامہ اپنا باد پر

توشۂ عقبیٰ فراہم چاہیے کرنا ضرور
سب بھرو ساکر کے جاتے ہین مسافر زاد پر

سرکشی لازم نہین اپنی کمال زہد پر
قہر نازل ہوگیا اکدم مین قوم عاد پر

واعظا حورین ہین غائب دختر رز پیش مغ
اب چلون کہنے پہ اوسکے یا ترے ارشاد پر

نالہ کرتا ہی وہی دلبر تمھارے ہجر مین
کام تیشہ نے کیا تھا جو سر فرہاد پر

داغ خون مہر ہین گویا اور مین جوہر حروف
قتل کا محضر ہی گویا خنجر فولاد پر

سخت جانونسے نہین پالا پڑا ہی آپ کا
منہ کی کھاؤگے نہ بھولو خنجر فولاد پر

یاد کرتے کرتے اوسکو بھولا حافظ آپکو
مرحبا اس بھول پر صد آفرین اس یاد پر

وله

تم زبان مین رہو بیان ہوکر
اور قالب مین سیر جان ہوکر

بھید مت کھول رازدان ہوکر
دشمنی کر نہ مہربان ہوکر

دیکھ کر محو انتظار مجھے
پھر گیا یار مہربان ہوکر

رہتے ہین وہ ہماری نظرون مین
لیک مثل نظر نہان ہوکر

ای زمین دے مجھے نہ تو تکلیف
شیوۂ یار و آسمان ہوکر

سیر حیرت فزا دکھاتے ہین
داغ دل رشک بوستان ہوکر

بے تکلف خیال دلبر مین
گھر کیا مین نے ناتوان ہوکر

کسطرح جائیگی شب فرقت
جگمگی مغز استخوان ہوکر

پہنچے ہم کوے یار تک لیکن
کیا بتائین کہان کہان ہوکر

ننگ و ناموس کیسا ای حافظ
پاؤگے اونکو بے نشان ہوکر

غزل عسکری

کیا ہی جوبن ہی قیامت قامت جلاد پر
قمریان پھبتی نہ کیون کہکر اب کہین شمشاد پر

دیکھہ میرا ضعف و سپر ہوگیا ایسا وبال
لوہا بھاری ہوگیا ہی دیکھہ لو حداد پر

سرو کے کھچنے سے بستان مین تو برہم ہوگیا
رحم کرتے سب ہین صاحب بندۂ آزاد پر

ضعف سے ہی آہ کو بھی لب تلک آنا محال
ای بتو کیا نالہ آوے پھر مری امداد پر

جسکی برانی سے حیران تیغ و خنجر تک ہوے
طعنہ زن ابرو نکیون ہون دشنۂ فولاد پر

عسکری ترک سخن کرتی ہی ناقدری ضرور
جب بھلا اہل سخن کے بند ہون لب داد پر

ردیف زا معجمہ

غزل نمود

چلا وہ گل تو ہوی یون گلستان سبز
کہ جیسے ہو قدم خضر سے بیابان سبز

فدا اک آن مین سو جانسے ہو رنگ بہار
یہہ حسن سبز سے ہی نخل قد جانان سبز

چراغ ماہ پہ فانوس سبز کا ہو گمان
لباس پہنے جو وہ رشک ماہ تابان سبز

جہان مین حور و پری مین برنگ نکہت گل
ہوا یہہ گلشن عالم مین حسن انسان سبز

جو یاد آیا کسی شعلہ رو کا سبزۂ خط
تو نکلا دل سے میرے دود آہ سوزان سبز

جو جوش گریہ جنون ہو برنگ ابر بہار
تو آب اشک کرے کوہ اور بیابان سبز

ہر ایک بھرنے لگا طوطی بہار کا دم
عجب ہی کیا ہو یہ ہدہد سلیمان سبز

یہہ روسفید ہین حجت ہی سبز بختی کی
نہین گیاہ سرمد فن شہیدان سبز

نمود ہو نہ خط سبز مصحف رخ پر
لکھے نہ کاتب قدرت حروف قرآن سبز

ولہ

نزدیک تصور سے ہوی دور کی آواز
فردوس سے آتی ہی مجھے حور کی آواز

وہ برق تجلی ہین بنا مین ہمہ تن گوش
ای کاش سنون برق سر طور کی آواز

سنتا ہون تقبل کی صدا وقت دعا مین
اب کون سنے بلعم باعور کی آواز

وہ زار رہون دلسے جو چلی حلق مین ٹھیری
تالب نگئی عاشق رنجور کی آواز

بدخواہ نکو کار شقی ازلی ہین
آتی ہی یہی بلعم باعور کی آواز

برسات کا آنا ہوا فرقت مین قیامت
ہی رعد کی آواز مجھے صور کی آواز

وہ رند خرابات کہن مین ہین نمود آپ
قلقل کو کہین بادۂ انگور کی آواز

غزل عاقل

یہہ زخم سبز سے اپنا ہوا گریبان سبز
نہ ہوگا ایسا کوئی دامن بیابان سبز

ڈسا ہی افعی کاکل نے تیرے جسکو صنم
لحد سے اوسکی اوگا سنبل پریشان سبز

نمود عارض گلرنگ پر نہین سبزہ
لکھا ہی کلک زمرد سے حق نے قرآن سبز

لکھے ہین سبزہ خطونکے جو وصف مین اشعار
بسان صحن گلستان ہی اپنا دیوان سبز

گری ہین بجلیان آہونکی اسقدر عاقل
نہوگا ابر سے اپنا کبھی بیابان سبز

ولہ

یہ نالۂ دل ہی کہ کوئی صور کی آواز
شعلہ کی بھڑک ہی دل محرور کی آواز

سنکر تری باتین نہ اوڑے کیون دل عالم
لہجہ جو پری کا ہی تو ہی حور کی آواز

شاید کہ تپ غم نے کیا خاک جلا کر
آتی نہین اب تو دل رنجور کی آواز

دیکھا تو مقابل نہ ترے حور و جنان ہین
اک دل کو لبھاتی ہی عجب دور کی آواز

موسی کوئی ہووے تو سُنے کان لگا کر
خاموش نہین ہی شجر طور کی آواز

ساکت ہی عجب فرط غم و رنج سے عاقل
لب تک نہین آتی کبھی مہجور کی آواز

غزل عزیز

کیا یہہ سبزۂ خط نے ہی روئے جانان سبز
کہ لعل لب بھی بنا طوطی خوش الحان سبز

سرشک چشم سے میرے اور آہ سوزانسے
سیاہ جلکے ہوا کوہ تو بیابان سبز

جو وصف سبزۂ خط مین کبھی لکھون نامہ
ابھی ہی چینی کبوتر ہما ہوا ایجان سبز

گرا کے برق شرر بار خاک کر ڈالے
کسیکی کشت کو دیکھے جو چرخ گردان سبز

جو پھیرا دست حنائی تو لہلہایا خط
تماشا ہی یہ آتش ہوئی خیابان سبز

جو سرخ زخم جگر سے مرا گریبان ہی
کرینگے دیدۂ تر دامن بیابان سبز

ہمارے دیدۂ تر سے ہین زخم جیسے ہرے
کرے نہ کشت کوئی ایسی ابر باران سبز

نہ ہووے بارش باران لطف حق جبتک
کرے نہ تخم تمنا کو آب حیوان سبز

جو آیا لیکے گلستان عزیز وہ گل تر
بسان تختۂ گلشن ہوا بستان سبز

ولہ

در پردہ سُنی ہی بت مغرور کی آواز
کیون قرب قیامت کا نہ ہو دور کی آواز

بُرہنے نہین دیتی دل رنجور کی آواز
چیخے تو قیامت ہو کہ ہی صور کی آواز

کیون ٹوٹ کے یہہ شیشۂ دل چور نہ ہو جاے
پتھر سے نہین کم بت مغرور کی آواز

خاموش نکیون اشک روان ہون سر مژگان
کب دار سے آئے سر منصور کی آواز

ہم سر کو اوٹھاتے ہین کوئی آپکے در سے
جان بخشی ہی ایجان تری دور کی آواز

چلائے نکیون لخت جگر آسر مژگان
تھی دار پہ خون سر منصور کی آواز

پردہ سے ہمین بھی تو سنا دو کوئی نغمہ
موسیٰ نے بہت جا کے سنی طور کی آواز

شیدا نہ ترے حسن کے کیون جن و بشر ہون
ہی نازپری نور قمر حور کی آواز

ای چرخ کہن ہوگا اوسی دن تجھے معلوم
جسدن کہ سر حشر اوٹھے صور کی آواز

نزدیک سے دیکھا تو ہمانتھا ترا سایہ
سچ ہی کہ ہوا کرتی ہی خوش دور کی آواز

مرقد مین گمان ہوگا ہمین نالۂ دل کا
ہو ویگی سرافیل کے جب صور کی آواز

ہی عشق کا سر دار وہی جو ہی سزاوار
ہی دار پہ یہہ حضرت منصور کی آواز

سن سن کے غزل آپکی کہتے ہین غریزاب
چھپتی ہی کوئی ساغر مشہور کی آواز

غزل تمیز

ہو آج وصل سے میرا نہال ارمان سبز
لباس تنے جو پہنا ہی ایمہ یجان سبز

فراق سبزۂ خط مین جو رویا مین وحشی
تو آب اشک سے کوسون ہوا بیابان سبز

ہمارے دیدۂ گریان پہ رحمت حق ہو
کہ خشک سالی مین ہوتی ہی کشت دہقان سبز

نہین یہہ سبزۂ خط اوسکے مصحف رخپر
لکھے ہین کاتب قدرت نے حرف قرآن سبز

لباس سبز ہی قاتل کا مرہم زنگار | لگا کے پھاہا کرون مین بھی زخم خندان سبز

صفت لکھی جو تمیز اوسکے سبزۂ خط کی
ہوا برنگ زمرد مرا قلمدان سبز

ولہ

کرتی ہی قیامت دل رنجور کی آواز | ہی شور جہان مین کہ یہہ ہی صور کی آواز
سن لیتا ہون معشوق کی مین دور کی آواز | فردوس سے آتی ہی مجھے حور کی آواز
اعلی سے کسیطرح نہ ادنی ہو برابر | بلبل کی شابہ نہین عصفور کی آواز
ہوتا ہی بہت اوس سے طبیعت کو تنفر | خوش مجکو نہین آتی ہی مغرور کی آواز
ہوتا ہی گمان قاصد گم گشتۂ خود کا | سنتا ہون کسیکی جو کبھی دور کی آواز
آجاتے ہین دس ایک کو ہی گروہ پکار کے | کیا خوبی کی ہی صاحب مقدور کی آواز

رونیمین تمیز اپنے جو نالون کا سنون شور
جانے وہ کہ دریا کے ہی یہہ پور کی آواز

غزل اخلاص

بسا ہی آنکھونمین جسدنسے خط جانان سبز | مری نظر مین سماتا نہین گلستان سبز
گمان ہو خضر لبو پہ جو سبز خط دیکھے | اوگی ہی دوب مگر گرد آب حیوان سبز
کھلائے سبزۂ خطنے وہ گل مرے دلپر | کہ باغ دہر مین ایسا نہ ہو گلستان سبز

جلا ہی سوز غم زلف مین یہہ دل اخلاص
کہ دود آہ سے پیدا ہون سنبلستان سبز

غزل عیش

جو پہنے جامہ وہ ہم مرتبہ سلیمان سبز
بلائین آکے لین قربان جائین پریان سبز

صدائے غنچہ کو پیغام مرگ سمجھے ہم
برنگ زہر ہی بے یاریان گلستان سبز

بجھائے قاتلا گر میرے آب زہرہ مین
تو کیا عجب ترے تیرون کے ہووین پیکان سبز

کھلا یہہ تیغ کا کیا تیری جوہر اورون پر
کہ اوسکے ہول سے ہی رنگ وی النسان سبز

وہ سبز بخت ہون سایہ اگر مرا پڑجاے
تو رنگ بدلے اوسیدم ہو شاخ مرجان سبز

دعا یہی چمن دہر مین ہی عیش مری
خزان نہ آئے رہے نخل قد جانان سبز

ولہ

سن لون جو مین مشتاق خدا صور کی آواز
ہو میرے لیئے وہ دہل دور کی آواز

حق ہی یہہ جو ہی دار پہ منصور کی آواز
ہوگی نہ بلند اس سے کبھی صور کی آواز

بیٹھی ہی کچھہ ایسی ترے مہجور کی آواز
ہو جیسے کہ کھائی ہوی سیندور کی آواز

ہان سنگ فلاخن کی طرح لگتی ہی آکر
غصہ مین دہان بت مغرور کی آواز

باتون مین ہلا وہ لب پانخوردہ مین سمجھا
ہی جنبش برگ شجر طور کی آواز

مین عشق مجازی سے حقیقی کو جو پہنچا
نغمہ ہوی میرے لیئے زنبور کی آواز

جنت تو بہت دور ہی ای حضرت زاہد
بولین تو سنا دین وہ تجھے حور کی آواز

کیا خوب ہوا وسدم ہمہ تن گوش ہنون عیش
جب مجکو سنا وین وہ بہت دور کی آواز

غزل عاشق

کس ساقی بدمست کا ہر دم ہی تصور
نالہ ہی مرا یا کسی مخمور کی آواز

تم چپکے ہی چپکے نہ بنایا کرو باتین ۔ گو پاس ہون سنتا ہون ولے دور کی آواز

حاصل ہی فغان مین مجھے بس خامشی عاشق
جسدن سے سنی اوس بت مغرور کی آواز

غزل عسکری

ہوا ہی سبزۂ خط سے یہہ روے جانان سبز ۔ کہان ہی سبزۂ خوابیدۂ گلستان سبز
سیاہ ہاتھ حنا سے ہوے ہین شوخکے کب ۔ یہہ عکس خط سے ہوے پنجہ ہاے مرجان سبز
کیا ہی سوگ شہیدان سبزۂ خط کا ۔ لباس تونے جو پہنا ہی اے مزبجان سبز

وہ عسکری سے یہہ کہتے ہین دیکھے چادر سبز
درست جانتے ملبوس ہین سلیمان سبز

ردیف سین مہملہ

غزل نمود

کام غفلت کا دلا اب نہین ہشیار کے پاس ۔ خواب آئے نہ مرے دیدۂ بیدار کے پاس
دیکھہ لے مجکو وہ اوس غیرت گلزار کے پاس ۔ پھول کو جنے نہ دیکھا ہو کبھی خار کے پاس
ہی جو ہر بحر مین کا خذ مین صدف کا عالم ۔ ابر نیسان ہی کوئی کلک گہربار کے پاس
اشک خون ابر مژہ سے نہین ہوتے ہین جو دور ۔ قلزم خون ہی یہان دیدۂ خونبار کے پاس
ہی یقین پیتے رہین زاہد سالوس مدام ۔ ہو جو مسجد بھی کوئی خانۂ خمار کے پاس
نور ایمان دلا تیرگئی کفر مین ہی ۔ کچھہ چمک دن کی بھی ہی اپنی شب تار کے پاس
شوق نظارہ ہی یا تنگ مین کہتا ہون نمود ۔ نامہ بر آنکھہ ہی لیجائے مری یار کے پاس

ولہ

لیچلا ساتھہ نامہ بر افسوس
عقل و ہوش و دل و جگر افسوس

دور سے کچھہ اشارہ کرتے ہین وہ
آر برقی کی ہی خبر افسوس

جو کہ غافل ہین عہد پیری مین
خواب مین ہین دم سحر افسوس

ہاے ڈھونڈون کہان کہان اونکو
پھر چکا ہون کد ہر کد ہر افسوس

جان و تن کی بھی یان نہین ہی خبر
پر ہین مجھسے وہ بیخبر افسوس

کچھہ عجب حال ہی کہ اہل جہان
کھاتے ہین مجھکو دیکھکر افسوس

زلف شبگون سفید اونکی ہوی
شام اب ہوگئی سحر افسوس

جاے عبرت نمود ہی دنیا
پر ہی غافل یہان بشر افسوس

غزل عاقل

کون ایسا ہی کہ لیجاے ہمین یار کے پاس
دل ہی پہلو مین نہین ہی یہان بیمار کے پاس

خضر آئے بلب چشمۂ حیوان ہین مگر
سبزۂ خط یہہ نہین ہی لب دلدار کے پاس

گرد کیونکر نہ ہون اوس غیرت گل کے اعدا
باغ مین پھول بھی ہوتا ہی دلافگار کے پاس

منہ بھی عاقل نکرے سو قصور جنت
ہاتھہ آجاے جگہہ گر تری دیوار کے پاس

ولہ

کرتا آتا ہی نامہ بر افسوس
نہین آتا وہ سیمبر افسوس

کون ہی ہی نہین جسے غم ہجر
نالہ کرتا ہی دل جگر افسوس

عشق خانہ خراب کی دولت — لٹگئے سینکڑون ہی گھر افسوس
تیری فرقت مین اوبت ترسا — سنگ در اور ہمارا سر افسوس
ہوگیا دفن تیرا دیوانہ — تجکو ابتک نہین خبر افسوس
فصل گل تک ہی زندگی بلبل — ایسے ظالم نے نوچے پر افسوس
قیس فرقت سے مرگیا لیلی — ابتو زیبا ہی تو بھی کر افسوس
لاکھ چلائے پر نہ وہ آیا — آہ مین کچھ نہین اثر افسوس
خاک دیکھینگے مہر و مہ کو فلک — نظر آیا نہ وہ قمر افسوس
یون قفس مین ہی نوحہ بلبل کا — فصل گل ہی نہین ہین پر افسوس
وصل اوس سیم تن کا کیونکر ہو — زور رکھتے ہین کچھ نہ زر افسوس
ہمنشین اوس پری کے دیوانے — تنکے چنتے ہین در بدر افسوس

دیکھ پیشانی تیری ای عاقل
کرتے پھرتے ہین سب بشر افسوس

غزل عزیز

کوئی اتنا تو کہو جاکے ستمگار کے پاس — موت بھی آتی نہین اب ترے بیمار کے پاس
فیض مقدم ہی وہ گلرو کا کہ اللہ اللہ — پھول جاوے وہ اگر پاؤن رکھے خار کے پاس
خم کے خم آج اوندلتا ہی وہ بیخانہ مین — میکشو کیا ہی کمی ساقی سرشار کے پاس
باغ عالم مین شگفتہ تھے جو کل گل کیطرح — آج کانٹے سے کھٹکتے ہین وہی خار کے پاس
بعد مدت ہوی صیاد کو الفت گلچین — رکھنا جاکر ہی قفس کو مرے گلزار کے پاس
کسلئے بزم مین ساکت صفت بت ہو صنم — بات بھی کیجئے بیٹھے ہو جو دو چار کے پاس

شیشۂ دل کی طرح کاسۂ فرق عشاق
چور ہو ہو کے پڑے ہین بت میخوار کے پاس

ٹوٹ کر جیسے گل تر کوئی کانٹون مین پڑے
آج بیٹھا ہی وہ گل یون مرا اغیار کے پاس

کیجو رحمت سے الٰہی مری مشکل آسان
بار عصیان کا فزون تر ہی گنہگار کے پاس

جان بری آج ہی مقتل سے خدایا مشکل
لاتا ہی میان کو ظالم نہین تلوار کے پاس

سر خرو اوسکو کرے دم مین رگ گل سا عزیز
آبلہ پاؤن کا ٹوٹے جو مرا خار کے پاس

ولہ

مارا پھرتا ہون در بدر افسوس
تجکو مطلق نہین خبر افسوس

آنکھون آنکھون مین چل دیئے اوٹھکر
کسکی اونکو لگی نظر افسوس

عشق کے نام سے تو نفرت تھی
دل مین کیسے ہوا گذر افسوس

چل دیئے دل سے صبر و تاب و قرار
ایک باقی رہا جگر افسوس

بھول کر بھی نہین وہ آئے کبھی
نہین آہون مین کچھ اثر افسوس

ملکے اشکون مین بہ گئے پہلے
دل کہان ہی کہان جگر افسوس

کسکے رشک خرام سے قمری
گڑ گیا سرو تا کمر افسوس

زلفین کھولے جو بام پر آئے
پھنس گیا طائر نظر افسوس

پھسلی پڑتی ہی رے وصاف سے کیا
ٹھیر سکتی نہین نظر افسوس

ہجر مین گذری عمر یونہین عزیز
شب جو ہی آہ تو سحر افسوس

غزل تمیز

جانے دربان ندیگا مجھے دلدار کے پاس
پڑ رہین جاکے دلا سایہ دیوار کے پاس

جب مین جانون کہ مری آہ مین تاثیر ہی کچھ
خود بخود آئے مسیحا دل بیمار کے پاس

خال و خط عارض جانان پہ نہ سمجھین عشاق
حرف قدرتہ ہین یہ وہ نقطہ ہین رخسار کے پاس

سن طفلی مین سنوارا تجھے ہمنے الیشوخ
اب جوانی مین تو کیون بتا ہی اغیار کے پاس

سر مرا کاٹ کے چاٹے گی یہ کس کس کا لہو
تیغ عریان جو ہی اب قاتل خونخوار کے پاس

پڑ گیا وعدہ خلافی کا سے لپکا اونکو
حرف انکار نہین آتا ہی اقرار کے پاس

چہرۂ صاف سے پھسلی جو نگاہ اپنی تمیز
مد تون اوجھی رہی کاکل خمدار کے پاس

ولہ

ہجر جانان مین در بدر افسوس
پھرتا ہون مین کدھر کدھر افسوس

نہ ملا مجکو باغبان کبھی
نخل امید کا ثمر افسوس

تیر تقدیر نے دل فگار کیا
توڑا در پردہ یہہ جگر افسوس

سوے دریا گئے جو وہ تو پڑی
شوخ چشمون کی بد نظر افسوس

دیکھین گر اوس پری کا حسن و جمال
جن تاسف کرین بشر افسوس

وہ جو پہلو سے اوٹھ گئے شب وصل
آہ کرتا تھا دل جگر افسوس

دیکھتے تک نہین وہ میر بطرف
آہ مین کچھ نہین اثر افسوس

جب وہ مہر و کرے زمین پہ خرام
آسمان پر کرے قمر افسوس

ہو لحد سے تمیز ہم آغوش
نہین آتا وہ سیمبر افسوس

غزل اخلاص

داغ فرقت ہی جو میرے دل غمخوار کے پاس
ڈھونڈنے سے بھی نکلے کبھی دو چار کے پاس

حیف یہہ سنگدلی آپ کی اللہ اللہ
کہ عیادت کو نہ آئے کبھی بیمار کے پاس

قتل کرنا ہو تو کر ہون ترے در پہ حاضر
وہ نہین مین کہ رہون روزن دیوار کے پاس

دیکھہ لینا کہ قیامت وہین برپا ہو گی
تم اگر بیٹھہ گئے بزم مین اغیار کے پاس

ہی تمنا یہی اخلاص کی خالق سے مدام
حشر کے روز رہے احمد مختار کے پاس

ولہ

دور تیرا ہی یار گھر افسوس
اوڑھ کے جاتا ہوے نہ پر افسوس

اوسکے ملنے کی اب نہین ہوتی
کوئی تدبیر کارگر افسوس

تیری باتون کا ای بت بد خو
مجکو رہتا ہی بیشتر افسوس

ہم کرین یون ملاپ کی باتین
اور کرتے ہین آپ شر افسوس

نہ چلی تیغ ابروے قاتل
رہگیا تن پہ بار سر افسوس

آکے دنیا مین پھنس گئے اخلاص
کچھہ ادھر اور کچھہ ادھر افسوس

غزل عیش

سب جہان ہیچ ہی جو ہم نہین دلدار پاس
موت بہتر ہی گذر ہو نہ اگر یار کے پاس

نالہ و آہ و فغان ساتھہ ہین دلکے ہر دم
یہہ سپاہی وہ ہین رہتے ہین جو سردار کے پاس

کیجیے رحم نہین مرنے کو خود ہم آئے
ہمکو لائی ہی قضا آپ کی تلوار کے پاس

کی بہت غور جو ہمنے تو ہوا یہہ ظاہر
رنگ و بو گل مین جو ہی وہی ہر خار کے پاس

باتین جب کرتے ہین ہم گھر مین تو باہر غماز
خوف سے سہمے کھڑے رہتے ہین دیوار کے پاس

آپ سے عیش سے دم بھر مین بگڑ جاتی ہی
خوب ٹھیر گی جو ٹھیرو گے تم اغیار کے پاس

ولہ

کل تھا جس سر پہ تاج زر افسوس
آج ہی خشت زیر سر افسوس

مجکو ہی اوسکے حال پر افسوس
ہین جو عقبیٰ سے بیخبر افسوس

غنچۂ دل ہمارا کیون نہ کھلا
یون یہہ پھولے پہلے شجر افسوس

وہ شہ حسن ہی فقیر ہو نہین
نہین وانتک مرا گذر افسوس

ہی بجا مجھسے جو ہوا ہی قصور
گر کرون اوسکا عمر بھر افسوس

صبر بہتر ہی ہر شر کے لئے
عیش تو غم نہ کھا نکر افسوس

غزل عاشق

ابتو خوش ہو گا دلا جاکے دل آزار کے پاس
روز کہتا تھا کہ لیچل مجھے دلدار کے پاس

سر مئی خال ہی کب ابروے خمدار کے پاس
اک سپر رکھہ لی ہی قاتل نے یہہ تلوار کے پاس

یون تپیدہ ہی جگر اپنا دل زار کے پاس
جیسے بسمل ہو تڑپتا کوئی بیمار کے پاس

کفر سے باندہا ہی اسلام کو اک رشتہ مین
پہنا تسبیح کو کافر نے جو زنار کے پاس

فرقت یار نے اوسکو بھی دکھائی فرقت
نیند آئی جو مرے دیدۂ بیدار کے پاس

چشم کیفی کے تصور کا بڑہا کر سودا
گھر بنا بیٹھے ہین ہم خانۂ خمار کے پاس

در قاتل پہ تو برپا ہی قیامت لیکن
قتل ہوتے ہین بہت روزن دیوار کے پاس

ایک نظارہ سے بسمل تو ہوا ہی عاشق
سینکڑون تیر ہین اوس ترک ستمگار کے پاس

غزل عسکری

دفن لازم ہی مرا کوچۂ دلدار کے پاس
یعنی بلبل کا نشان چاہیے گلزار کے پاس

تو بھی غرفہ سے ذرا دیکھ تماشای عجیب
سینکڑون پھوڑتے سر ہین تری دیوار کے پاس

تیرے سودازدۂ زلف کا یہہ حال ہوا
کہتے دیوانہ ہین جب جاتا ہی ہشیار کے پاس

تیری الفت نے یہہ رسوا کیا عالم مین مجھے
یہی چرچا ہی جو بیٹھون ہون مین دو چار کے پاس

رشک آتا ہی مجھے بزم پریویان مین
بیٹھے جب دیکھتا ہون یار کو اغیار کے پاس

جانتا ہی کہ یہہ ہو جاے گا مردہ زندہ
کیا مسیحا نفس آوے دل بیمار کے پاس

غنچۂ دل پہ نہ ہو کیون خلش نوک مژہ
جاے گل ہوتی چمن مین بھی تو ہی خار کے پاس

جیتے جی پھر نہ اوٹھا کوچہ سے ہرگز ہرگز
جو کوئی آگیا ہی تیرے طرحدار کے پاس

کیفیت اپنی بھی ہو جاتی جہان مین روشن
وای تقدیر نہ پہنچا اولی الابصار کے پاس

بے عصا کے تو ہی بیمار کا اوٹھنا مشکل
یعنی دنبالہ بھی ہو چشم ستمگار کے پاس

عسکری ساقی عیار دم نشہ مے
چھوڑ دیتا ہی مجھے خانۂ خمار کے پاس

ولہ

برمین آیا نہ وہ دلبر افسوس
ہی کف دست کو ملکر افسوس

نہین آتا ہی ستمگر افسوس
ہی اسی غم کا تو گھر گھر افسوس

خستگی طالع برگشتہ کی دیکھہ
پھر گیا گھر سے وہ آکر افسوس

لب تشنہ نہین سیراب ہوے
نہ پھری تیغ ستمگر افسوس

شکوۂ زخم جگر پر بولا
اسکا کرتے ہین دلاور افسوس

دیکھنا تشنہ لبی کی خوبی
نہ اوٹھایا رہے ساغر افسوس

تجھپہ قربان ہوی قربانی جان
نکرو ذبح مجھے کرافسوس

ضعف یہانتک ہی کہ یہ سیل سرشک
لیچلا مجکو بہاکر افسوس

نہ ملے عسکری جب داد سخن
کیون نہ ہو شعر سناکر افسوس

ردیف شین معجمہ

غزل نمود

کرتی ہی مجکو صفائے رخ دلبر بیہوش
ہی وہ آئینہ کہ ہو جاے سکندر بیہوش

عشق حوران بہشتی کے اثر سے واعظ
نظر آتا ہی مجھے برسر منبر بیہوش

کم ہین ہشیار دلا اہل خرابات کہین
نشۂ بادۂ غفلت سے ہین اکثر بیہوش

ہوش کیا بادہ پرستی کا ہو دنیا مین انھین
جنکو رکھتا ہی خیال مئی کوثر بیہوش

کیا نمود آپکو عشق فقہا کی ہی خبر
ہوتے ہونگے احادیث پیمبر بیہوش

ولہ

ہو چکا ہون مین جان لب خاموش
وہ مسیحا رہے جواب خاموش

کیا ہی وان ذکر عالم اسباب — ہوتی ہی شمع مہر کب خاموش
کون جانے تری حقیقت کو — بیٹھے اس انجمن مین سب خاموش
اور ہی عرض مدعا باقی — بولے وہ ہو گیا مین جب خاموش
آتی ہی شہر خامشان سے صدا — آیئے یان ہو کے سب کے سب خاموش
ہی تعلی اوس آئینہ رو کی — کیون نہ ہون ساکن جلب خاموش
مانگتا ہون وہی مجیب دعا — اس صدا سے نہین مین اجتناب خاموش
روح ہو شمع بزم علیین — ہو چراغ حیات جب خاموش

حال دل کا وہ پوچھتے ہین نمود
ہی قیامت رہے جواب خاموش

غزل عاقل

قاتلا کیسا ہوا خون بہا کر بیہوش — ابھی بسمل ہوے تیرے نہ تڑپ کر بیہوش
نشہ مے سے ہوے سب نہ سراسر بیہوش — ساقیا تو نے کئے جلوہ دکھا کر بیہوش
محتسب انہین یہان مسکیں و مخمور نہین — نشہ زر سے ہوے ہین یہہ تو نگر بیہوش
کردے مدہوش خدایا تو مجھے بھی ایسا — جیسا موسی کو کیا جلوہ دکھا کر بیہوش
مرحبا آفرین شاباش ہی تجکو ساقی — ایک چلو مین کیا مجکو چھکا کر بیہوش
ثانی حضرت داؤد نہین خوش آواز — سب کو کرتے تھے وہ الحان سنا کر بیہوش
تیغ قاتل ہی غضب تن یہ وہ خط کینچی ہین — دیکھکر ہوتے ہین عاشق مرا محضر بیہوش

عمر گذری یونہین شغل بتان مین ناحق
عاقلا کچھہ تو بھلا ذکر خدا کر بیہوش

ولہ

ہوگئے اوسکے آتے سب خاموش
جسکو دیکھو ہے جان بلب خاموش

رو برو اوسکے کون دم مارے
شمع بھی ہوگئی ہو جب خاموش

کلیان خونکی ڈالتے ہین گل
کیون ہوا ہی وہ غنچہ لب خاموش

سنکے نالونکو اور بگڑین گے
دل دشمن نکر غضب خاموش

سوچ کیا ہی کہو تو بہر خدا
بیٹھے عاقل ہو کس سبب خاموش

غزل غریز

انشا زر سے ہوے ہین یہہ تو نگر بیہوش
جیسے کم ظرف کو کر دے مئی احمر بیہوش

سر پٹکنے سے کوئی جائیگا سودا ای دل
مانگ لے لخلخۂ زلف معنبر بیہوش

بدگمانی سے ہٹے اور جھجک کر ہاتھون
گر پڑا پاؤن پہ اونکے جو مین ہو کر بیہوش

صورت ہوش رہا پیش نظر ہی اپنی
طفل اشک آنکھ مین کیون ہون مچلکر بیہوش

دل بھرا ہی تری باتونسے جو ساقی میرا
ایسا کرتے نہ مئی شیشہ و ساغر بیہوش

زلف پر پیچ کے پیچونسے خدا ہی کہ چھٹے
ہوگیا طائر دل دام مین پھنسکر بیہوش

نام کیا کیا ترے عشاق کے مشہور ہوے
بے زر و بیخرد و بیدل و بے سر بیہوش

تاب کیا روے مصفا کی ترے لا سکتا
آئینہ دیکھکے حیران ہی سکندر بیہوش

جان لین خاک مین اک روز ملینگے منعم
کیون ہوے جاتے ہین پھر جامہ سے باہر بیہوش

ہاے جانے کی شب وصل سنا دی ظالم
آگیا سینہ سے باہر دل مضطر بیہوش

ہمدمون ایک چلے گی نہ کسی کی اوسپر
قیس ہوگا سگ لیلی سے لپٹ کر بیہوش

سخت باتین تری تا چند بت سنگین دل
دلپہ کھا کھا کے ہوا سینکڑون تپھر بیہوش

خط مین حال دل بیتاب رقم تھا جو عزیز
بال و پر اوڑ گئے لوٹے ہی کبوتر بیہوش

ولہ

خط جو نکلا تو ہین وہ اب خاموش
ہوا طوطی سے لعل لب خاموش

ہی صدائے دہان غنچہ و گل
بلبلین ہین چمن مین سب خاموش

شکوۂ ہجر کیا تکایت کیا
او دل زار بے ادب خاموش

تو ہے بلبل زبان سوسن کی
باغ مین ہو جو غنچہ لب خاموش

ہو گئے کیا کلام حضرت سے
گنگ اہل عجم عرب خاموش

درد فرقت سے اسطرح چپ ہون
ہو گیا خلق مین لقب خاموش

غنچے چٹکین ہین پھول ہنستے ہین
ہو گا بلبل نہ کوئی ڈھب خاموش

عقل حیران ہی تیری قدرت سے
سارا عالم ہی میرے رب خاموش

رات دن دل ہی میرا گرم فغان
چپ نہ دن کو ہوا نہ شب خاموش

چاہیے ضبط سوز دل مین عزیز
کر نہ یہہ شور اور شغب خاموش

غزل تمیز

سارے عالم مین نہین مجھسے فزون تر بیہوش
برسون رہتا ہون پڑا برسر بستر بیہوش

چشم میگون کے نظارہ سے یہہ ہم محو ہوے
رند ہو جاتا ہی جیسے کوئی پی کر بیہوش

یا خدا کیسے پہنچتا ہون مین اونکے در تک
دیکھہ بیتابی میری ہو گیا رہبر بیہوش

پینے سے مے کے جو مین گر پڑا میخانہ مین
ہوگیا دیکھ کے ساقی تجھے ہنسکر بیہوش
دیکھ لے جلوہ جو اوس طفل مسلمان خطیب کا
گر پڑے ہوکے وہین بر سر منبر بیہوش

دلربائی کا تمیز آپ کو پہلے کب تھا
کرتے ہو ناز و ادا اسے جواب اکثر بیہوش

ولہ

مین رہا درد دل سے کب خاموش
جیسا بیٹھا ہون آج تب خاموش
سامنے اوسکے کسکو تاب مقال
بیٹھے اس انجمن مین سب خاموش
بات کرتے نہین تعجب ہے
ہو گئے ہین وہ کچھ عجب خاموش
وصل مین کی نہ بات اوسنے
لب شیرین تمام شب خاموش
خال آئینہ رو کا آیا نظر
ہند مین شور ہی طلب خاموش

ہی وہ طرز سخن کہ پیش تمیز
ہوا لہوس چپ ہین ہو العجب خاموش

غزل اخلاص

ہون ترے درد جدائی سے ستمگر بیہوش
پوچھ قاصد سے کہ رہتا ہون مین اکثر بیہوش
گدگدانا بھی نہین اتنا مناسب ایشوخ
دل غمدیدہ یہہ ہوجائے جو روکر بیہوش
تیری آنکھین وہ رسیلی ہین اگر پیارے تو
اک نظر دیکھ لے جسکو ہو سراسر بیہوش
ہی ترے نشۂ الفت کا خمار آنکھون مین
مے پلا کر مجھے ساقی نہ کیا کر بیہوش
بحر الفت مین جو ڈوبے ہوے رہتے ہین سدا
ہوشمین ہین وہ ولے رہتے ہین بنکر بیہوش
کسنے اس خانۂ وحشت مین بسر کی ہی مدام
ہوکے بیدار اوٹھایا نسے تو بستر بیہوش

فضل اوسکا ہی عیان لطف ہی اوسکا پنہان | رہے اخلاص اطاعت مین کیونکر بیہوش

ولہ

پوچھا رہتے ہو کیا سبب خاموش | بولے کچھ کہکے زیر لب خاموش
اتفاق ایسے بدمزاج سے ہی | دن کو بولا اگر تو شب خاموش
دل نادان مچل گیا تجھپر | نہین ہوتا ہی کوئی ڈھب خاموش
مجھسے رہتا ہی یار گرم مزاج | سرد مہری سے ہون مین اجاموش
راز دل اپنا کیا کرون اظہار | دیکھتا ہون مین اونکو جب خاموش
ہنس پڑا آج مجھسے خوش ہوکر | تھا جو مدت سے غنچہ لب خاموش

بند اغیار کو کرین اخلاص
عند لیب سحر ہی کب خاموش

غزل عیش

جلوہ یار سے ہو جاتے ہین اکثر بیہوش | کرتی ہر ایک کو ہی یہہ مے احمر بیہوش
خیر گذری کچھ اسمین ہی کہ رخصت وہ ہوے | ہو گیا آہ دم سرد مین بھر کر بیہوش
مے کی تکلیف ندے ہجر مین ای پیر مغان | غم سے ہو جاؤنگا مین چھوتے ہی ساغر بیہوش
لطف دارین بہت کچھ اوسے حاصل ہوتا | رہتا گر یاد الٰہی مین سکندر بیہوش
ہی یہہ اوس گل مین نزاکت کہ اگر خواب مین بھی | ہم بغل ہووے تو ہووے وہ سمنبر بیہوش
حالت نزع ہی اور پیاس وہی ہی اب تک | کیون ہوے پی کے ہم آب دم خنجر بیہوش

عین ہشیاری و دانائی یہہ تھی میری عیش
سر کے بہل مین جو گرا اونکے قدم پر بیہوش

ولہ

ناصح تجھپر پڑے غضب خاموش
دیکھہ او بے ادب ہین سب خاموش

کیون نہ دل بیٹھہ جاے عاشق کا
جو تم اوٹھے ہو ہو کے اب خاموش

آئینہ مین ہی اونکی یون تصویر
تخت پر جون شہ طرب خاموش

ہی دو رنگی سے اونکی حال یہ اب
دن کو نالان ہون اور شب خاموش

بوسے بے انتہا اگر دوگے
ہوگا تب عیش بند لب خاموش

غزل عاشق

ہوش آیا نہین کم سن ہی سراسر بیہوش
کیا جوانی مین کریگا یہ ستمگر بیہوش

ہی بجا گر تو صنم مایل خود بینی ہی
تیرے آئینہ رخ سے ہی سکندر بیہوش

خواب مین چھوڑ گئے مجکو وہ جب آنکھ کھلی
ہوگیا بر مین تڑپ کر دل مضطر بیہوش

ہنس کے فرمایا حواس اپنے مین آؤ صاحب
قدم یار پہ جب ہم ہوے گر کر بیہوش

تاب نظارہ ہمین کب ہی ترے رخکے حضور
طور پر تھی ترے جلوہ سے پیمبر بیہوش

غش سے فرصت جو ملی عاشق رخکو تیرے
کر دیا زلف پریشان نے سراسر بیہوش

اس نزاکت کو ذرا دیکھئے اونکی عاشق
وصل کی سنکے وہ ہوجاتے ہین اکثر بیہوش

ولہ

ہجر مین یون رہا ہون کب خاموش
وصل مین ہوگیا جواب خاموش

تا قیامت نہ منہ سے بولون گا
کیا کہا کیون ہو بے سبب خاموش

جب سے اوس بے دہن کا عشق ہوا
بے زبان ہون مین روز و شب خاموش

رک گیا دل مین نالہ سنتے ہی
ہو گیا کر کے کیا غضب خاموش

ہی عجب گل سے بنگیا غنچہ
ہنستے ہنستے ہوا وہ جب خاموش

مجکو حیرت نے کر دیا بیجان
وصل مین پا یا اونکو جب خاموش

وصل مین ہجر کا گلہ کیا ہے
چپ کوئی جب تھا کوئی اب خاموش

وہ نسمجھین کہ اوسکو سودا ہی
دل ہیخود و بے ادب خاموش

وہ شہ حسن جلوہ گر ہی رہین
بزم عاشق مین سب کے سب خاموش

غزل عسکری

ہی چمن مین جو غنچہ لب خاموش
گل و بلبل ہوے ہین سب خاموش

عرض مطلب وہ سنکے بول اوٹھے
نہین ہوتے ہو بے ادب خاموش

سنہ لگانے سے بول اوٹھتی ہے
گو کہ ہی دختر عنب خاموش

روئے جانان سے نور طور تھا گھر
وصل مین شمع کے ہی جب خاموش

ہم بھی رکھتے زبان دہن مین ہین
ہو دین کسطرح بے سبب خاموش

شکل پروانہ کیا کرین پرواز
دم مین ہین مثل شمع اب خاموس

عسکری کھولے یار کاش زبان
ہون رقیبان پر غضب خاموش

ردیف صاد مہملہ

غزل نمود

ختم کی تجھپر خدانے اوبت بے پیر حرص
کرتی ہی دل جھین لینے مین تری تصویر حرص

رکھتی ہی انسان کو دنیا مین بے توقیر حرص
کر رہی ہی خود زبان حال سے تقریر حرص

حرص کی ذلت نے جھکو قانع کو بخشا ہی فروغ
ہی مری شمع قناعت کی لئے گلگیر حرص

مثل زر مجکو قناعت نے کیا ہر دل عزیز
خاک جب سمجھا مین اوسکو ننگبی توقیر حرص

اسکے ہاتھونسے رہا ہی ایک عالم دل فگار
کیا ازل سے آئی ہی باندھے ہوئے شمشیر حرص

خاک سمجھین رتبہ یہہ صبر و قناعت کا نمود
گو حریصونکو کرے دنیا مین بے توقیر حرص

ولہ

ہی سبحہ سے الفت مجھے زنار سے اخلاص
یعنی ہی مجھے کافر و دیندار سے اخلاص

ہون شکل سراپردہ مین غلطان تری در پر
جون سایہ ہی مجکو تری دیوار سے اخلاص

کھل جائے حقیقت جو انھین بادہ پرستو
زاہد بھی کرین رند قدح خوار سے اخلاص

اس چرخ کہن سال کے نیرنگ تو دیکھو
ہی مجھسے تنفر اونھین اغیار سے اخلاص

دونون ہین مرے دیدۂ حق بین مین برابر
دشمن سے محبت ہی مجھے یار سے اخلاص

جبکا کہ ستم لطف کا انداز دکھا دے
کیونکر نہ ہو پھر ایسے ستمگار سے اخلاص

کیونکر نہ مری حشر مین بر آوگی اُمید
ہی دلکو نمود احمد مختار سے اخلاص

غزل عاقل

لڑتی ہی تقدیر سے کرکے نئی تدبیر حرص
ہو رہی ہی آجکل اپنے وہ دامنگیر حرص

دام سے تیرے چھٹے ایسی نہین تدبیر حرص
تو تو اپنی ہوگئی گویا کہ اب تقدیر حرص

در بدر پھرتا ہی کاسہ مہر و مہ کا تو لیے
کیا بلا ہی کیا غضب ہی تجکو چرخ پیر حرص

دم بدم نکلے ہی لب سے کوئی دم کو دم تو لے
کیا بلا کی ہی تجھے اے نالہ شبگیر حرص

وصل سے ہوتی نہین عاقل کو سیری ایکدم
ہجر مین بڑہتی ہی تیری اوب بے پیر حرص

وله

کیونکر نہ ہو ایدل رخ دلدار سے اخلاص
لازم ہی کہ بلبل کو ہو گلزار سے اخلاص

آنکھین مری تکتی ہی تری زلف پریشان
مردم کو ہوا فعی خونخوار سے اخلاص

کیا خاک برآوے دل عاشق کی تمنا
اقرار سے نفرت اوسے انکار سے اخلاص

بدمست نہ ہوجاؤن بھلا پیر مغان کیون
ساقی کو ہی مجھہ می خور سرشار سے اخلاص

دامن سر عریان پہ نکیون اوسکے اوڑہادے
ہی آبلہ پا کو مرے خار سے اخلاص

سولی کی طرح سمجھے ہی شمشاد کو قمری
ہی جسے اوسے سرو قد یار سے اخلاص

کیون حلقہ گیسو مین پھنسا ہی دل پر داغ
طاؤس کو عالم مین نہین مار سے اخلاص

مژگان کا تصور کبھی یاد خم ابرو
دل تیرکا مفتون ہی تو تلوار سے اخلاص

اب دل کو جنون ہوگیا پھر صورت مجنون
ہر دم ہی یونہین وادی کہسار سے اخلاص

کس کافر بیدین پہ تو مائل ہوا عاقل
تسبیح سے رشتہ ہی نہ زنار سے اخلاص

غزل عزیز

کیا کرین چھٹتی نہین ہمسے کسی تدبیر حرص
ہو رہی ہی آجکل اپنی تو دامنگیر حرص

روز شب گذرے ہی فکر حاصل دنیا مین آہ
کیا مقدر ہی مرا ای کاتب تقدیر حرص

کار عقبیٰ ایک بھی ہونے نہین پاتا کبھی
وہ ہمین رکھتی ہی غافل روز و شب بے پیر حرص

دسترس دل پر نہین ایسی مصیبت ہی پڑی
جب سے پائے عقل مین ہی صورت زنجیر حرص

حاصل دام و درم مین خلق کیون ہی سرفروش
دم مین کر دیتی ہی بسمل صورت شمشیر حرص

چون طمع آمد بدل عقل و خرد بر باد گشت
صاف کھو دیتی ہی دیکھو خلق مین توقیر حرص

دور کرتا ہون اوسے صبر و قناعت سے عزیز
کشور دل کو مرے سمجھی ہی کیا جاگیر حرص

ولہ

دل کرنے لگا ابروے خمدار سے اخلاص
بسمل کو ہوا خنجر خونخوار سے اخلاص

بس لطف یہی عمر دو روزہ کا ہی غافل
دو چار سے الفت ہو تو دو چار سے اخلاص

ہر گام پہ ہو لوٹ بچھاتا ہی وہ آنکھین
کیا دل کو ہی نقش قدم یار سے اخلاص

آنکھون پہ بٹھا لیتا ہون بلکون سے اوٹھا کر
ہی عشق مژہ مین وہ ہمین خار سے اخلاص

ہر دم سر مژگان نچھڑین کیون مری آنسو
ہی صورت منصور انہین دار سے اخلاص

پھندے مین تری زلف کے ہین شیخ و برہمن
تسبیح سے اوسکو اسے زنّار سے اخلاص

بل کر کے غضب زلف کے چھونے سے وہ بگڑے
گویا تھا سر مو نہ خطا وار سے اخلاص

ابرو کے اشارہ ہین عدو سے مرے آگے
کیا قطع کروگے مرا تلوار سے اخلاص

برچھی سے کوئی آن مین دل ہوتا ہی مجروح
ظالم کو ہوا ہی نگہ یار سے اخلاص

آتے ہی لگا جانے کی ہٹ کرنے تو ظالم
گھٹ جائے نہ بڑہ کر کہین تکرار سے اخلاص

کیون ہو نہ عزیز دل محزونکو غم دل
دلبر کا نہین حیف طلبگار سے اخلاص

غزل تمیز

ترک کرتا ہون مین دنیا مین بصد تدبیر حرص
تا نکر جائے مرے دل مین کبھی تاثیر حرص

پند سے تیری نہ ہوگا سود مجکو ناصحا
ہو رہی ہی آجکل اپنی تو دامنگیر حرص

بے طلب مجکو لیئے جاتی ہی اونکی بزم مین
اب ہی آمادہ گھٹانے پر مری توقیر حرص

ساتھہ مجکو سیم تن کے ہو اگر سونا نصیب
بو الہوس ہو خاک جلکر ہو مجھے اکسیر حرص

اوس لب شیرین کے بوسہ کی تمنا مین تمیز
صورت فرہاد لاوے کیون نہ جوی شیر حرص

ولہ

بے یار رہو کیونکر مجھے گلزار سے اخلاص
بلبل کو بجز گل کے ہو کب خار سے اخلاص

طرفہ یہہ ہی مجکو تو ہوا اوس یار سے اخلاص
افسوس ہوا اوس یار کو اغیار سے اخلاص

دل شاد کرے وصل سے یا ہجر سے دے رنج
ہر حال مین ہی مجکو تو اوس یار سے اخلاص

کر قتل نہ قاتل مجھے اب تیغ نگہ سے
ہی مجکو ترے ابروے خمدار سے اخلاص

جنپر مین فدا ہون وہ نظر تک نہین آتے
کیون اونکو نہین طالب دیدار سے اخلاص

جس گھر مین کوئی پردہ نشین جلوہ نما ہو
اوس در سے جو الفت ہی تو دیوار سے اخلاص

یاد اوسکی رہا کرتی ہی ایدل تجھے ناحق
کرتا ہی وہ کب تجھسے گرفتار سے اخلاص

جب خواب نہین آتا شب ہجر مین تجھہ بن
رہتا ہی مجھے دیدۂ بیدار سے اخلاص

کیونکر نہ رکھون دوست بھلا آل نبی کو
ہی مجکو تمیز احمد مختار سے اخلاص

غزل اخلاص

قید ہوجانے کی کرتا ہی دل دلگیر حرص
کیا دلاتی ہی تمھاری زلف کی زنجیر حرص

تیر نظارہ سے تیرے سینہ چلنی ہوگیا
اور بھی کھانے کی رکھتا ہی ترا نخچیر حرص

حرص سے خالی نہ دیکھا ہمنے عالم مین کوئی
مبتلا ہر ایک کو رکھتی ہی یہہ بے پیر حرص

وہ تو لکھتے ہی نہین ہین ایک بھی خط کا جواب
ای دل نادان عبث کرتا ہی تو تسطیر حرص

اوسکی طاعت مین تو ای اخلاص حاضر رہ مدام
کیا عجب ہی گر بڑہا دیوے تری توقیر حرص

ولہ

حور دونسے محبت ہو نہ گلزار سے اخلاص
یارب ہو مجھے احمد مختار سے اخلاص

یک سو نظر آتے ہین مجھے شیخ و برہمن
تسبیح سے الفت ہی تو زنار سے اخلاص

گل کھائے ہین ایسے غم فرقت مین صنم کے
ہر نیش سے الفت ہی تو ہر خار سے اخلاص

جیسے ہون ترے گیسوے شبرنگ کا عاشق
ہی خاطر محزون کو شب تار سے اخلاص

ہی چرخ بد اندیش کو حجت کئی دنسے
کب اونکو ہی اخلاص و فادار سے اخلاص

غزل عیش

ہی غلط کہتے ہین دیتی ہی گھٹا توقیر حرص
ہی اثر مین بے بدل اپنے یہہ پر تاثیر حرص

لیتا ہی ایمان مسلمانونسے تو ہندو سے جان
کیا دورنگی ہی تری یہہ ای بت بے پیر حرص

تیر جاتا ہی ترا جس سمت ای ناوک فگن
کرتے ہین منہ پھیرنے کی اوسطرف تخییر حرص

گر رہا شہرت پذیر اونکا طلائی رنگ عیش
کیا عجب اونکی کرین جو صاحب اکسیر حرص

ولہ

آئے جو مرے گھر پہ بڑھے یار سے اخلاص
دکھلائے مجسم در و دیوار سے اخلاص

برعکس یہہ ہو دور زمانہ سے عجب کیا
کرتا ہون جو تجھہ شوخ جفا کار سے اخلاص

سینہ سے نہین آہ جو اب کھینچکے نکلتی
یہہ وجہ ہی ہی میان کو تلوار سے اخلاص

ہون مین جو غنی آبلۂ دل کی بدولت
مجکو ہی انھین گوہر شہوار سے اخلاص

ہر دم نہین ملنے کی دلا وصل کی دولت
مفلس کا نہین بھننے کا زردار سے اخلاص

سنتے ہین مسیحا سے کہ یہہ ہوگی دوا خوب
گر موت کریگی ترے بیمار سے اخلاص

آتا ہی مجھے قند مکرر کا مزا عیش
ہی مجکو جواب یار کی تکرار سے اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

غزل نمود

کسکو عالم مین دلا مجھسا بتاؤن بیغرض
مین وہ ہون دنیا سے بھی جاؤن تو جاؤن بیغرض

بخت برگشتہ کو اپنے آزماؤن بیغرض
حرف مطلب اوس پریوش کو سناؤن بیغرض

خوش جواب آتے نہین ہین اہل اغراض آپکو
آپ سا کہئے کہانسے ڈہونڈ لاؤن بیغرض

بے غرض اوس شاہ ملک حسن پر مین ہون فقیر
بادشہ بھی گر بلائے تو نجاؤن بیغرض

ہی تماشا جسکی فرقت مین گیا ہون جانسے
وہ سیحا کہہ رہا ہی کیون جلاؤن بیغرض

کرکے خواہش سر پہ رکھین مثل تاج اہل جہان
گر نمود اپنا قدم ہو کر اوٹھاؤن بے غرض

ولہ

دیکھہ او سرو خرامان عارض
نگہیا رشک گلستان عارض

خط کی تحریر سے ہی صاف عیان
ہی کوئی پارۂ قرآن عارض

خندۂ غنچہ لب سے ہین تیرے
برگہای گل خندان عارض

ہی شب تارین خورشید عیان
زلف مین یا ہی نمایان عارض

کیون نہ اوس مہ کا زلیخا ہو نمود
دیکھہ لے گر مہ کنعان عارض

غزل عاقل

وہ نہ دیکھین جب تو مین کیون در پہ جاؤن بیغرض
جو اعدا۔ بار دربان کیون اوٹھاؤن بیغرض

پھیر لیتے ہین جو منہ کو میری جانب ہی تو کیون
قصہ درد دل مضطر سناؤن بیغرض

جب حاصل بوسۂ رخ ہو سوا دزلف سے
اژدہی موذی کی پھر کیون مار کھاؤن بیغرض

خانۂ تاریک روشن ہی جو تیرے نور سے
شمع کافوری بھلا پھر کیون جلاؤن بیغرض

دل بہلتا ہی جو عاقل یاد جانانسے مدام
پھر تصور کسلیے خوبون کا لاؤن بیغرض

ولہ

ہی دہن تیرا جو غنچہ تو گلستان عارض
لعل لب سے ہی ترے سرخ دو چندان عارض

کیون نہ چکرائے فلک چہرہ روشن ترے
خال مشکین ہی ستارہ مہ تابان عارض

عارضی رنگ رخ گل بھی ہوا ہوا وڑکر
روکش لالہ و گل ہی ترا جانان عارض

کیون نہ پروانہ سر بزم کرین آکے ہجوم
ہی ڈوپٹہ مین ترا شمع شبستان عارض

شور پر اوسکا ہی وہ جوش ملاحت عاقل
ہو گیا ہی نمکینی سے نمکدان عارض

غزل عزیز

گیسوے مشکین سے کیون دلکو لگاؤن بغیرض
آپ کو دام بلا مین کیون پھنساؤن بغیرض

تیری چشم سرگین سے خاک چشمک ہوا وسے
دیدۂ نرگس سے کیون آنکھین لڑاؤن بغیرض

لو مین جسکی ہم جلین پروانہ ہوا وسکو ذرا
شمع سان جل جل کے پھر کیون سر کٹاؤن بغیرض

بیکلی اونکو نہ ہوگی چاک دامن پر مرے
ٹکڑے ٹکڑے کیون گریبان کے اوڑاؤن بغیرض

کب ملا بوسہ ذقن کا گو ہوا دل بارہا
چاہ مین اوسکی کنوئین پھر کیون جھکاؤن بغیرض

ہاتھون ہو جاتے ہین اولٹے بھاگ کر وہ ہمسے دور
خود کو کیون پھر پاؤن پر اونکے گراؤن بغیرض

وہ تو فرط ناز سے ٹھکراتے بھی آکر نہین
زیر پا اونکے مین کیون آنکھین بچھاؤن بغیرض

عاشق قامت سے کب آئے وہ راہ راست پر
عشق قد مین دل کو کیون سولی چڑہاؤن بغیرض

باڑہ پر رکھا عدو نے مجھسے برگشتہ ہوے
خاک پھر تیغ ادا پر جان مٹاؤن بغیرض

خواب مین بھی تو نہین آنے کا وہ کرنے خیال
دیدۂ بیدار کو پھر کیون جلاؤن بغیرض

جب نہین تیر نگہ کو اونکے تیرا دل عزیز
کسلئے پھر پردۂ دل مین چھپاؤن بغیرض

وگہ

سرخی ہی لب سے دوچند ان عارض — ہوگیا رشک گلستان عارض
زلف مشکین نہین اوڑتا ہی دھوان — ہی ترا شمع شبستان عارض
بڑھ کے ہی ماہ سے لاکھون درجہ — دیکھے جاکر کوئی انسان عارض
اونکے گھونگٹ سے نہون کیون اندھیر — ہی چراغ تہ دامان عارض
کرلیا سارے جہان کو تسخیر — ہوگیا خوب سلیمان عارض
ہوگیا تیرہ صفاے رخ سے — دیکھہ آئینہ ہی حیران عارض
جابجا خط سیہ نے گھیرا — ہوا کانٹون سے بیابان عارض
ہم نہ کہتے تھے کہ پچھتاویگا — لیگیا دل ترا ایجان عارض
برہمن شیخ نہون دونون مفتون — خال ہندو ہین مسلمان عارض

جب مقابل ہو کہین اوسکا عزیز
لائے الیسا مہ تابان عارض

غزل تمیز

وہ نہین آتے تو کیون مین آپ جاؤن بغیر ض — کسلئے مین آبرو اپنی گنواؤن بغیر ض
تیرہ بختی ہی اگر سودائے زلف یار مین — آپکو دام بلا مین کیون پھنساؤن بغیر ض
تم اگر لیلی منش ہو مثل مجنون مین نہین — کسلئے پھر آپ کو رسوا بناؤن بغیر ض
عشق مین صدمے سہے کیا کیا نہ مینے آپکے — سرگذشت اپنی کسیکو کیون سناؤن بغیر ض
روٹھہ جانے کی دلا عادت ہی اونکی دمبدم — وہ نہین مانینگے کیون اونکو مناؤن بغیر ض
آرزوے وصل جانان مین مثال کوہکن — جان شیرین کسلئے اپنی گنواؤن بغیر ض
وصل مین سوتے ہین بیداری مین اڑتی ہین مدام — کسلئے پھر ایسے فتنہ کو جگاؤن بغیر ض

بھول بیٹھے ہین نہین لکھتے ہین وہ خط کا جواب
منت قاصد مین اب کیونکر اوٹھاؤن بیغرض

سبزۂ خط کے تصور مین بھلا کیا دوستو
صبر طوطے اور اگر زہر کھاؤن بیغرض

بے بلائے بزم مین آکر تری ایشعلہ خو
شمع سان کیونکر مین اپنا سر کٹاؤن بیغرض

مندمل ہونے نہین دیتا ہی قاتل زخم دل
مرہم زنگار پھر کیونکر لگاؤن بیغرض

وصل مین اظہار فرقت اب نہین لازم تمیز
یاد کیون بھولی ہوی اونکو دلاؤن بیغرض

ولہ

ہی یہ زلف پریشان عارض
یعنی رکھتے ہین وہ پنہان عارض

سبزۂ خط سے ترے او گلرو
ہوگیا رشک گلستان عارض

دیکھہ آئینہ کو سکتا ہو جاے
دیکھہ سکتے نہین انسان عارض

گرتی ہی رخسے جبین پر افشان
بنگیا سروچراغان عارض

بوسہ لینا ہمین واجب آیا
ہی ترا صورت قرآن عارض

کفر و اسلام ہی اک صورت مین
زلف ہندو ہی مسلمان عارض

خواب مین دیکھو اب تمیز اوسے
تھا جو بیداری مین پنہان عارض

غزل اخلاص

یا الٰہی دو سرے کام آؤن بیغرض
عین راحت ہو جو رنج و غم اوٹھاؤن بیغرض

جان تیری راہ مین یارب مٹاؤن بیغرض
مال و دولت ہو اگر ممکن لٹاؤن بیغرض

تو اگر زردے تو کیا کیا کام دنیا کے کرون
چاہ اور تالاب اور مسجد بناؤن بیغرض

جا بجا ہر راہ پر جاری کرونگا سلسبیل
اور پیاسونکو بھی مین پانی پلاؤن بغیر عوض

ہو وین گوناگون مہیا پکے مطبخ مین طعام
ہر گدا و بینوا مہمان بناؤن بغیر عوض

غمزدونکے دل کو دونگا تسکین اور راحت مدام
اور جو آشفتہ خاطر ہو ہنساؤن بغیر عوض

حق نہ رکھون مین کسی حقدار کا اے حق شناس
اور جو کچھ ہو سکے اوسکو دلاؤن بغیر عوض

ہون اگر اخلاص مین فکر معیشت سے بری
رات دن یاد خدا مین دل لگاؤن بغیر عوض

ولہ

نہین رہنے کا یہہ پنہان عارض
ہی ترا مہر درخشان عارض

نہ دکھایا کبھی پردہ سے صنم
پوجتے گبر و مسلمان عارض

ہار ہو جاے گلے کا تیرے
دیکھہ لے گر گل خندان عارض

آئینہ ہی دل صافی کے لئے
بے کدورت ہی مریجان عارض

رشک یاقوت لب رنگین ہین
غیرت لعل بدخشان عارض

دل رنجور ہوا جھپا اخلاص
گر دکھا دے کبھی جانان عارض

غزل عیش

خوب ہی آپ کا ایجان عارض
صاف و شفاف و درخشان عارض

چشم بد دور لگے گی نہ نظر
کیجیے مہ سے نہ پنہان عارض

ہون صفین زیر و زبر قہر سے گر
پھیر دین وہ سوے میدان عارض

ہو گئے دل مین ہزارون سوراخ
اونکا دیکھا جو پریشان عارض

صورت یار نے دیوانہ کیا — لیچلا سوے بیابان عارض
فرحت افزا ہین ترے خال و زلف — رکھتا راحت کے ہی سامان عارض
سرخ ہوگر مین دلاؤن غصہ — ہی مرا تابع فرمان عارض

اونکا بے فیض ہی جو حسن ملیح
عیش ہی خالی نمکدان عارض

غزل عاشق

کیون نہ ہووے مرا ایمان عارض — ہی ترا صورت قرآن عارض
سبزۂ خط سے مریجان عارض — بن گیا رشک خیابان عارض
ہی عبث آپ کو بوسہ کا ملال — دیکھو آئینہ مین ایجان عارض
روشنی ہی ترے رخکی ہر سو — کیا بنا سرو چراغان عارض

دیکھ قدرت کے تماشے عاشق
ہوگیا رشک گلستان عارض

ردیف طا مہملہ

غزل نمود

کی دل نے لاکھ عشوۂ دلبر سے احتیاط — پر ہوسکی نہ چشم فسونگر سے احتیاط
کیا تازہ خون کیا ہی کسی بیگناہ کا — کیون بدگمان ہی بادۂ احمر سے احتیاط
اوس لب سے گالیان جسے کھانیکا ذوق ہے — لازم ہی اوسکو قند مکرر سے احتیاط
ساقی بغیر تلخ ہی سب عیش بزم مین — ورنہ ہم اور شیشہ و ساغر سے احتیاط

اوس بزم نازمین لئے جاتے تو ہو نمود
دیکھو نہ ہو گی اس دل مضطر سے احتیاط

ولہ

کیونکر کہون ہی قول بت سحر فن غلط — نکلا کبھی زبان سے نہ اوسکی سخن غلط
آیا نہ وہ بدل گئے سیّارے برج سے — کیا کیا نہ قول تیرے ہوے برہمن غلط
عالم خزان کا ہوتا ہی اوس گل کے روبرو — او بلبلو ہی وصف بہار چمن غلط
پتلا مین نور کا پس تکفین بن گیا — اب ہمسون ہی مجھپہ گمان کفن غلط

ہر مدعا کی بات پہ یاد آتا ہی نمود
کہنا کسیکا ناز سے ہی یہہ سخن غلط

غزل عاقل

کی لاکھ دل نے عشوۂ دلبر سے احتیاط — ممکن نہین ہی حرف مقدر سے احتیاط
جز مئے کے چارہ مست خرابات کو نہین — صوفی کو ہووے بادہ و ساغر سے احتیاط
مژگان سے چل کے تو سوے ابرو چلا ہی دل — شمشیر سر پہ لیتا ہی خنجر سے احتیاط
سونگھی ہی جب سے نکہت گیسوے عنبرین — دل کو ہوی شمیم گل تر سے احتیاط
تاراج اوسکا سب سے ہوا نقد دل صنم — طالب کو تیرے ہی زر و گوہر سے احتیاط
جون نقش پا ہی خاک نشین کوے یار مین — ہو خاک اب مرے دل مضطر سے احتیاط
صحرا مین کیسا صورت دیوانہ پھرتا ہون — جب سے ہی اوس پری کو مرے گھر سے احتیاط
عالم مین وہ بشر ہی جو مائل بشر نہ ہو — انسانکو چاہیے سخن شر سے احتیاط
عاقل کہین ہے غیرت شمشاد باغ مین — قمریکو کیون ہی سرو و صنوبر سے احتیاط

ولہ

اقرار تیرا کب نہوا جان من غلط
وعدہ غلط ہی قول غلط ہی سخن غلط

ایدل کبھی نہ آیو باتون مین شوخی
اقرار وصل کرتا ہی پیمان شکن غلط

کرتا ہی راست بازونسے ہرآن کجروی
چلنے لگا ہی چال بھی چرخ کہن غلط

سر پھوڑنا طریق تعشق نہین کہین
نکلا خیال وصل ترا کوہ کن غلط

ہوتا ہی میرے غیرت شمشاد سے ابھی
دعوی قدکشی ترا سرو چمن غلط

عاقل اوسی کے کوچہ مین ہو زندگی بسر
کیجو نہ راعشق مین اپنا چلن غلط

غزل عزیز

لو سیکھ جائے کوئی ستمگر سے احتیاط
کرتے ہین اپنے عاشق مضطر سے احتیاط

حفظ زبان ضرور ہی ہر حال و قال مین
انسان کو چاہیئے سخن شر سے احتیاط

عشق بتان نکرد دل نازک خدا کو مان
شیشہ کی لوگ کرتے ہین پتھر سے احتیاط

آکر جلا دیا شب فرقت نے شعلہ رو
جس دل کی کر رہا تھا مین دن بھر سے احتیاط

ہم ہین کہ تیری راہ مین آنکھین کیے ہین فرش
اور ہاے آپکو ہی مرے گھر سے احتیاط

لڑکے ہزار جھولیان بھر کر پھرا کرین
دیوانہ کو نہ تیرے ہو پتھر سے احتیاط

مدہوش چشم مست سے کیون ہو گئے عزیز
کرتے تھے آپ شیشہ و ساغر سے احتیاط

ولہ

گیسو نے رخ نے لب نے کیا ہی چمن غلط
سنبل غلط ہی غنچہ غلط ہی سمن غلط

کوثر کو سلسبیل کو آب حیات کو
کرتی ہی یہہ لطافت چاہ ذقن غلط

تھا پیچ و تاب الفت گیسو مین رات بھر
کرتا ہون بال بھر نہین ایجان بن غلط

اللہ رے سیل اشک رواں تیرا زور شور
بھو پال تال کیا کہ ہین گنگ و جمن غلط

تاب کلاہ زر نے تری غیرت قسم
گردون پہ آفتاب کی کردی کرن غلط

کسکو عزیز اپنی غزل اب سنائیے
املا غلط ہی آپ غلط ہین سخن غلط

غزل تمیز

وہ مین نہین کہ ہو مجھے دلبر سے احتیاط
کیا غم ہی اونکو ہو دل مضطر سے احتیاط

ابتو جہان مین کردے الٰہی غنی مجھے
معشوق میرا کرتا نہین زر سے احتیاط

بزم پریشان مین وہ نہ بیٹھے تو عیب کیا
کب ہو قمر کو چرخ پہ اختر سے احتیاط

عاشق تو ہوکے ڈرتا ہی قاتل کی ضرب سے
ابرو کے عشق مین نہین خنجر سے احتیاط

ساقی پیالہ دیتا ہی رک رک کے کیون مجھے
زاہد نہین کہ ہو مجھے ساغر سے احتیاط

واعظ بتونکے بوسہ کو کہتے ہین کفر ہی
کرتے نہین ہین کعبہ مین پتھر سے احتیاط

جاتے ہین سیر باغ کو وہ اس تمیز سے
تا ہووے بلبلون کو گل تر سے احتیاط

ولہ

وعدونکو کر رہا ہی وہ وعدہ شکن غلط
کرتا ہی حرف عیش یہہ چرخ کہن غلط

اوس بت کا ہی قیام مری دیر جسم مین
پتھر کی پوجا کرتا ہی وہ برہمن غلط

زلف سیہ کو دیکھہ رخ رشک ماہ پر
اختر شناس کہتا ہے سورج گہن غلط

وعدہ کیا ہی ملنے کا اوس گل نے بامگین | ہوا اضطراب دل سے نہ راہ چمن غلط

زندون مین اور نہ مردون مین فرق سے ہی تمیز
یہہ جان میرا قول نہ ایجان سن غلط

غزل اخلاص

ممکن نہین ہی زلف معنبر سے احتیاط | ایدل نہ ہوگی اوس بت خودسر سے احتیاط
کاہیدہ عشق ابروے جانان مین ہون مگین | سر مانگ لے کوئی تو نہ ہو سر سے احتیاط
مجھہ ناتوان کو آپ سے اغماض ناز ہی | لازم نہین ہی عاشق مضطر سے احتیاط
ظالم نے اب تو نامہ بھی مسدود کر دیا | قاصد کجا اوسے ہی کبوتر سے احتیاط
کیونکر بتونکو کعبہ دل مین جگہہ ندون | طوف حرم مین کب ہوی پتھر سے احتیاط

مشہور ہی زمانے مین اخلاص آپکا
کیجے نہ مجھسے بے زر و بے پر سے احتیاط

ولہ

کرتے ہو میرے قول کو شیرین دہن غلط | مین وہ نہین کہ منہ سے نکالون سخن غلط
وعدہ وفا کیا نہ کبھی تمنے آج تک | چلتے رہے وفا کے ہمیشہ چلن غلط
کس کس کی آرزو نہین کی مینے تجھہ بغیر | یان تک کہ ہوگیا ہی مرا جان و تن غلط
جبسے بسی دماغ مین خوشبوے زلف یار | آتی ہی بوے مشک خطا و ختن غلط
کہتا ہی اونکے دل مین ابھی ہی ترا خیال | یارب نہ ہووے یہہ سخن برہمن غلط

کیا دست رہن حیف محبت کے درمیان
اخلاص بول اوٹھے وہابی سے سخن غلط

غزل عیش

دستِ تہی کو میرے جو ہی زر سے احتیاط
ہی اوس سے بڑہ کے مجکو تو نگر سے احتیاط

بیچین و بیقرار ہو یہہ اوسکا ہی عوض
کی ہی جو تمنے عاشق مضطر سے احتیاط

دل کو ہی عشق زلف تحیر کا ہی مقام
مومن کو تو ضرور ہی کافر سے احتیاط

عبرت کی جا ہی ٹھوکرین کھاتا زمین پہ ہی
جس سر کو ہی جہان مین اوس سر سے احتیاط

جانا ضرور سب کو ہی اکروز قبر مین
دوزخ مین جائین جنکو ہی اس گھر سے احتیاط

وہ لوگ آپ در پئ آزار اپنے ہین
کرتے ہین جو ہمارے ستمگر سے احتیاط

خاک اوس سے تجکو وصل کی امید عیش ہی
جس حیلہ جو کو ہو ترے بستر سے احتیاط

ولہ

کانون سے جو سنا ہی وہ ہو جان مین غلط
کسطرح چشم دیدہ کرین مکر و فن غلط

مردہ نہین ہی زندۂ بے حس ہی دیکھ لے
عاشق کی تیرے نعش ہی زیر کفن غلط

غربت مین ہون عدم مین جو کہتے ہین ہی دروغ
کرتی ہی یاد کیون مجھے اہل وطن غلط

دیکھے اگر صباحت رخسار صاف یار
فی الفور ہووے رنگ گل یاسمین غلط

حاصل نہ جز ندامت و افسوس کچھہ ہوا
سچ کہتے ہو اوٹھاے یہہ رنج و محن غلط

اوس سنگ در کو چہ مین تو حاصل مراد ہو
کرتے بتون کو سجدہ ہین کیون برہمن غلط

سینہ پہ ہاتھہ رکھکے پچھولے اوٹھا چکے
سمجھے تھے آپ کسلیئے دل کی جلن غلط

نیرنگیون کی یار کے جو کھل رہے ہین گل
کسکی مجال ہی جو کرے یہہ چمن غلط

لاکھون مین عیش سا نہین ملنے کا ہوشیار
مشہور اوسکا ہوگیا دیوانہ پن غلط

ردیف ظا معجمہ

غزل نمود

رہین گناہ سے دنیا مین تا کجا محفوظ
بلائے شرک و بدع سے رکھے خدا محفوظ

کسیکا چلنا قیامت بلا کی لائے گا
اگر مین فتنۂ محشر سے رہگیا محفوظ

نہین ہی صفحۂ ہستی پہ مدعی کوئی
جو لوح دل پہ رکھون حرف مدعا محفوظ

دم اخیر ہی وہ آکے خوف کھائین گے
رہے اثر سے الٰہی مری دعا محفوظ

یہہ زندگی مین دعا ہی نمود خالق سے
عذاب قبر سے رکھیو بس فتا محفوظ

ولہ

لوہوے پامال پھر دلہاے نالان الحفیظ
پھر ہوا وہ فتنۂ محشر خرامان الحفیظ

مائل گریہ ہوی ہی چشم گریان الحفیظ
پھر اوٹھایا چاہتی ہی کوئی طوفان الحفیظ

کچھہ دگرگون آج آتا ہی نظر رنگ چمن
کہہ رہی ہین شاخ گل پر عندلیبان الحفیظ

پھر بہار آئی ہی کچھہ کہنے لگے زخم جگر
پھر جنون لیجائیگا سوے بیابان الحفیظ

جی مین آتا ہی کہ اوسکو چھوڑ کر چلدے نمود
ہی یہہ جنت مین بھی عشق کوے جانان الحفیظ

غزل عاقل

رہے کوئی تری چتون سے کیا بھلا محفوظ
ترے کرشمون سے رکھے سدا خدا محفوظ

رکھین گے آنکھو نپہ چومین گے اوسکو ہم ہر دم
نرکھہ تو مصحف رخ ہمسے دلربا محفوظ

خوشی سے خانۂ تن مین جو پھر وہ آوے
رکھونگا پردۂ دل مین تمھین سدا محفوظ

گزرین گے بارش گریہ سے اختر روشن
جو ہوگا آنکھ سے میری وہ مہ لقا محفوظ

نہ تڑپے گا دل شوریدہ وقت ذبح کبھی
رہیگی خو نہ سے میرے تری قبا محفوظ

الٰہی اوسکی کمر ہو کہ بال ہو کوئی
رہے یہ صدمۂ جنبش سے کبریا محفوظ

گناہگار ہون عاقل نہین مین غافل ہون
عذاب قبر سے رکھنا مجھے خدا محفوظ

ولہ

الحفیظ ای سوزش غمہاے ہجران الحفیظ
جلگیا آہو نسے لوسارا بیابان الحفیظ

کردیا طرز نگاہ شوق نے بیخود مجھے
لٹ گئے صبر و خرد ای چشم فتان الحفیظ

زورق گردون کا عالم ہوگیا مثل حباب
الحفیظ ای جوش سیل چشم گریان الحفیظ

بال و پر باقی نہین اور تنگ میدان قفس
نغمہ زن ہین بلبلین صیاد نادان الحفیظ

پاؤن وحشت نے نکالے پھر سوے صحرا غضب
پھر مرے تلوے ہین اور خار مغیلان الحفیظ

چین پہلو مین دل مضطر کو ای عاقل نہین
الحفیظ ای اشتیاق کوے جانان الحفیظ

غزل غریز

بلاے زلف سے دل کو رکھے خدا محفوظ
الٰہی پیچ سے کاکل کے ہو گلا محفوظ

کبھی نہ دولت وصل صنم نصیب ہوئی
اثر سے اپنے الٰہی رہے دعا محفوظ

بوقت ذبح تڑپنے کا ذکر کیا قاتل
رہیگی خو نسے میرے تری قبا محفوظ

ہدف ہمین بھی تو کر تیر سے کمان ابرو
نہ چھوڑ گوشۂ تن مین دل فدا محفوظ

کریم زندہ جاوید ہوتے ہین منعم
رہیگی دولت دنیا نہین سدا محفوظ

الہی خنجر ابرو سے کٹ پڑے وہ ہاتھہ
بلائین لینے سے زلفونکے جو رہا محفوظ

جگر کو بیٹھہ کے روؤن کہ دل کو پچتاؤن
رکھیگا کسکو ترا ناوک ادا محفوظ

خدا کے واسطے گردون نے سر اوٹھایا ہی
رکھیگی تا بہ کی ای آہ شعلہ زا محفوظ

ہجوم حسرت و حرمان ہی صورت فانوس
رہیگی شمع لحد اپنی ای صبا محفوظ

دہن وہ غنچہ ہی گل رخ ہی سرو قامت ہے
خزان سے ہو چمن یارا یخدا محفوظ

اوڑا کے تا قدم یار اوسکو پہنچانا
نہ رکھنا خاک پس مرگ ای صبا محفوظ

سر فدائی کو کب سے جھکائے بیٹھا ہون
رکھوگے خنجر مژگان سے تا کجا محفوظ

عزیز ہم بھی غلام در محمد ہین
رکھیگا آتش دوزخ سے کبریا محفوظ

ولہ

الحفیظ ای شورش غمہاے ہجران الحفیظ
پھونکے ہی دیتی ہی اتو آہ سوزان الحفیظ

پرزے پرزے دامن صحرا ہی ای دست جنون
چاک چاک اپنا ہوا جیب و گریبان الحفیظ

ہوگیا جسپر اشارہ صاف دو ٹکڑے ہوا
ابروے خمدار ہی یا تیغ بران الحفیظ

ہوکے پانی پہ چلیگا دل کو پہر ہی اوسکی چاہ
پھر جھکائیگا کوئین چاہ زنخدان الحفیظ

آنکھہ جیسے پھر گئی بے وجہ ہمسے آپکی
گردش قسمت نے دکھلایا بیابان الحفیظ

سر اوٹھا ایسا نہ ہر دم جوش سیل اشک تو
کیا ڈبا ویگا جہان کو مثل طوفان الحفیظ

آنکھہ سے مثل شرر اوڑنے لگے لخت جگر
خاک کر ڈالے گی اب کیا آہ سوزان الحفیظ

ہی خلش عشق مزہ جانکے لئے کیسی عزیز
ہوگیا دل صورت خار مغیلان الحفیظ

غزل تمیز

رہیگا عشق کی حالت مین کب دل محفوظ
بلا مین پڑکے رہا کون ہی بتا محفوظ

عزیز سرمہ نہین ہی یہہ میری آنکھون مین
کہ جیسے رکھتا ہون مین اونکی خاک پا محفوظ

وہ نزار ہون کہ دم ذبح بھی نہ تڑپون گا
رہیگی خونسے میرے تری قبا محفوظ

سپند ہی یہ نہین جسکا آتشین رخسار
نگاہ بد سے رہیگا تو دلربا محفوظ

رہے ہی صورت ناقوس دل مرا لان
تمیز عشق بتانسے رکھے خدا محفوظ

ولہ

جوش پر پھر دل ہوا ہی چشم گریان الحفیظ
پھر اوٹھا یا ہی مرے اشکون نے طوفان الحفیظ

خوف یہہ ہی خرمن جان پر نہ یان بجلی گرے
اونکے ہنسنے مین ہی وان برق درخشان الحفیظ

وار مجکو لشکر غم نے نہایت کر دیا
پھر دکھاتی ہین اب آنکھین فوج مژگان الحفیظ

آرزوے قتل ہی مجکو وہان خالی نہین
نشتہاے عاشقان ہے کوے جانان الحفیظ

پھر بڑہی میری غم دوری مین اب دیوانگی
مین ہون اور پاے جنون ہی اور بیابان الحفیظ

صدمۂ غمہاے فرقت یاد کرتے ہو تمیز
بعد مدت اب ہوا ہی وصل جانان الحفیظ

غزل اخلاص

ہوی ہی اب سر انگشت جو حنا محفوظ
اشارہ قتل کا رکھتے ہو دلربا محفوظ

ہوا ہون ہجر مین اک گل کے خار کی مانند
رہین کیون مری صحبت سے آشنا محفوظ

ہمارے روزن دل مین تمھاری صورت ہے
ملا ہی خوب ہی کیا ہمکو راستا محفوظ

نہ توڑ شیشۂ دل کو تو میرے ای صیّاد
فلک نہ ٹوٹ پڑے تجھ پہ پُر جفا محفوظ

ہی اجتناب اوخین بعد مرگ بھی اتنک
کہ میری خاک سے رکھتے ہین اپنے پا محفوظ

وہ اپنے فضل سے چاہے جسے امان بخشے
کہ دانہ رکھتی ہین دانتون مین آسیا محفوظ

نکر تو گردش دوران کا رنج ای اخلاص
کہ زیر چرخ ہین لاکھون شکستہ پا محفوظ

غزل عیش

ایک عرصہ سے مین ہونگا غم کا مہمان الحفیظ
خانۂ تن روح کو میرے ہی زندان الحفیظ

آسمانی زمین کا مین تو ہون ضدین کا
ہین عدو دانا مرے اور دوست نادان الحفیظ

کیا کہون گھبرا گیا وسواس نفسانی سے مین
بیطرح اوجھے ہین یہہ خار مغیلان الحفیظ

عشق کے بگڑے سنور سکتے نہین تادیب سے
قیس کو تو وحشت افزا تھا دبستان الحفیظ

ہوگیا ہی کیا ہمارا حال ابتر گوش زد
بیشتر جو آجکل ہی ورد جانان الحفیظ

امن مین کیونکر نہ ہو وہ جس چمن کا گل ہی وہ
جاے نغمہ پڑھتے ہین وہان مرغ خوشخوان الحفیظ

راہرو کیونکر نہ مانگے عیش اونسے اب پناہ
چلتے ہین وہ تو بشکل تیغ عریان الحفیظ

غزل عاشق

رہوگے صبر سے میرے نہ کوئی جا محفوظ
رکھیگی تمکو مگر ہان مری دعا محفوظ

ہوا مین حیف نہ رفتار یار سے پامال
قلق یہہ ہی مجھے کیون اوس سے مین ہا محفوظ

قصور کیا ہی جو ہم پھنس کے چھٹ گئے صیاد
معاف کیجئے بس اب رکھے خدا محفوظ

ہم اپنے رنج و مصیبت کو بھول جاتے ہین
جو دیکھتے ہین تمھین تم ہو مرحبا محفوظ

نچھوڑا ناوک قاتل نے یہان بھی آخر کار
رہا تھا سینہ مین چھپ کر بہت دلا محفوظ

وہ قتل کرکے مرا خون چھپائے بیٹھے ہین
یہہ اونکا راز نہفتہ رکھے خدا محفوظ

ہماری جانپہ اندھیری ہی بلا پہ بلا
تمھاری زلف دوتا سے رکھے خدا محفوظ

ہزار شکر ہوا داغ خون گریبان گیر
رہیگا دامن قاتل بھی تا کجا محفوظ

دعائے بد سے جو عاشق کی خوار ہووے کوئی
رہے وہ آفت دنیا سے کب بھلا محفوظ

ردیف عین مہملہ

غزل نمود

بزم مین مہمل ہی یون اب پیش رو یار شمع
روبرو خورشید کے جسطرح ہو بیکار شمع

گر نہین سوز دل پروانہ اسکو بزم مین
اشکہائے آتشین سے کیون ہی آتشبار شمع

بات جب نکلی زبان سے پھول سے جھڑنے لگے
بنگیا وہ شمعرو گویا دم گفتار شمع

کیون جلے سوز نہان سے رات بھر اے عندلیب
اوس گل رخسار پر کھاے نہ ہو گر خار شمع

صورت عشاق پروانے جلو مین ہون مدام
گر نمود اوس شمعرو کی سیکھے رفتار شمع

ولہ

کسکو ہی ایسی شان معظم کی اطلاع
ابلیس کو ہی رتبہ آدم کی اطلاع

ہر شب کسی مسیح کی فرقت مین دی مجھے
پاس ادب نے روزہ مریم کی اطلاع

ہی اسخیا کا نام بخیلون سے دہر مین
کی بخل نے سخاوت حاتم کی اطلاع

روتا ہون ایک غیرت گلشن کے سامنے
گویا کہ گل کو کرتا ہون شبنم کی اطلاع

کب ہی مسیح کو خبر امت کی ای نمود
ختم رسل کو ہوتی ہی ہر دم کی اطلاع

غزل عاقل

ٹوٹتا ہی کیون نہین آنسو کا میرے تار شمع
ہو گیا کس شعلہ رو کے عشق کا آزار شمع

حسن آتش رنگ سے ساکت ہین اہل انجمن
بزم مین ہو خاک تجھ سے شمعرو دو چار شمع

عارض و گیسو کو تیرے دیکھ شب کہتی تھی ہم
زلف مشکین ہی دہوان اوسکا تو ہی خسار شمع

تیرے آگے بزم مین جل جل کے سوز رشک سے
جلتے جلتے تھر تھراتی تھی عجب ہر بار شمع

انجمن مین شب کو تھا عاقل عکس روے یار
دیکھکر کہتے تھے جسکو دیکھکر ہر بار - شمع

ولہ

قاصدا وہین بھی چاہیے ہر دم کی اطلاع
دیتی ہی چشم تر دل پر غم کی اطلاع

دے تو ہی ای صبا مجھے ہمدم کی اطلاع
مین جان بلب ہون چاہیے دم دم کی اطلاع

گرتے ہین اشک یا در رخ رشک مہر مین
ہو خاک آفتاب کو شبنم کی اطلاع

بگڑے جو پیچ و خم ہین یہ سنبل کے باغمین
دی کیا صبا نے کاکل برہم کی اطلاع

کیونکر نہ چلدین مردم آبی سے پتلیان
دے کون اونکو دیدہ پر نم کی اطلاع

کیجے کبھی تو دولت مقدم سے کامیاب
تمکو نہین ہی ہمت حاتم کی اطلاع

عاقل پھڑک پھڑک کے قفس مین وہ مر گئی
ہو کیسے گل کو بلبل ہمدم کی اطلاع

غزل غریز

سوز پروانہ پہ جھکی کا نپے ہی کیون یار شمع
کیا زبان رکھتی نہین ہی لایق گفتار شمع

اوٹھہ گیا ہی اوسکے رو سے شعلہ افشانسے نقاب
توڑتی پھر کیون نہین آنسو کا اپنے تار شمع

کس بت پرفن نے آکر بزم مین رکھا قدم
تار ہاے اشک سے بنے ہی جو زنار شمع

منہ چھپالے دامن پروانہ مین غربت سے وہ
داخل کیا ہی شعلہ رو سے میرے ہو دو چار شمع

شعلہ وحشت وہ پھوکے دیکھے اوس بت کو اگر
جلدے اک پاؤں سے سوے کوچہ و بازار شمع

گرمی تقریر سے تیری کٹی اوسکی زبان
چپکے چپکے جلتی ہی رو رو کے کیا ہر بار شمع

ہی بجا ای شعلہ رو تجکو کہون گر بزم مین
زلف مشکین تو دھوان ہی اور ہی رخسار شمع

بزم مین ہی تار اشکون کا مسلسل ای غریز
رکھتی ہی سودا ے گیسو کا مگر آزار شمع

ولہ

ہی سب کو میرے دیدہ پرنم کی اطلاع
کسکو نہین ہی اس دل پرغم کی اطلاع

پر توڑے جو آئینہ دل مین یار کا
گھر بیٹھے ہو حقیقت عالم کی اطلاع

آخر کو مرگیا ترا بسمل پٹک کے سر
تجکو ہی خاک عاشق بے دم کی اطلاع

پتھر سے سر کو پھوڑلین سب وحشیان عشق
ہو جاے گر کہین بت اظلم کی اطلاع

دنیا سے جو گئے نہین معلوم کیا ہوے
کسکو ہوی سکندر و حاتم کی اطلاع

اشکون کے ساتھہ دل بھی مرا بہہ گیا غریز
پہلو مین وہ کھٹک ہی نہ ہردم کی اطلاع

غزل ممتیز

دیکھے لے تیرا جو روئے غیرت گلزار شمع
پردۂ فانوس مین ہو جائے گل ای یار شمع

لمع گفتار ہی کب بے دہانی یار کی
گو زبان رکھتی ہی پر کرتی نہین گفتار شمع

صورت پروانہ دل جلتا ہی میرا رشک سے
رات کو کرتی ہی ایجان جو ترا دیدار شمع

بزم مین اوس شعلہ رو کی ہو کسیکو کیا فروغ
ایک پاؤن سے کھڑی رہتی ہی وان لاچار شمع

شوق مین دیدار کے اوس ماہرو کے ای تمیز
مثل اختر بزم مین تھی رات بھر بیدار شمع

ولہ

بیتابی اور یاس کی اور غم کی اطلاع
قاصد تو دیجیو مرے دم دم کی اطلاع

درد جگر کا ذکر ہمارے کہان نہین ہے
کسکو نہین ہی اس دل پر غم کی اطلاع

ہو آسمان پہ شرم سے پانی دل سحاب
گر ہو ہمارے دیدۂ پر نم کی اطلاع

غیرت سے ماہ نو کی پڑی ہی کمر مین بل
ہی اوسکو تیرے ابروئے پر خم کی اطلاع

کرتے ہین ضد سے جشن خوشی کا وہ ای تمیز
ہوتی ہی اونکو جب مرے ماتم کی اطلاع

غزل اخلاص

یار کا منہ دیکھتی ہی بزم مین ہر بار شمع
وای حسرت مین نہ دیکھون اور کرے دیدار شمع

بے ادب ہو کر زبان نکلے کہان مقدور یہہ
کاٹ لے گلگیر جو بولے کبھی اکبار شمع

میری بیتابی شب فرقت مین گر یہہ دیکھ لے
غیر ممکن ہی کہ توڑے آنسوؤن کا تار شمع

ہی یقین ہو جاے بیخود زار ہو کر بزم مین
دیکھ لے گر اوس صنم کی نرگس بیمار شمع

ہی ہجوم غم سے دل اخلاص فانوس خیال
ہی رخ پر نور جانان کی مجھے درکار شمع

باد صبا تو دیجیو دم دم کی اطلاع
جنت سمجھ کے دو دکیا محبکو یار نے
شبنم کے قطرے نرگس بیمار مین جو ہون
وہ اوسکو نہین مرے دلِ پرغم کی اطلاع
کوچہ سے اپنے جب ہوئی آدم کی اطلاع
دے اونکو میرے دیدۂ پرنم کی اطلاع

بے مہری بتان سے اخلاص غمزدہ
دیتی ہی چشم تر مجھے ہر دم کی اطلاع

غزل عیش

سبز ہو روشن کرے گر عکس رخسے یار شمع
یہہ مری نازک خیالی ہی غلط فہمی نہین
خندۂ دندان نما سے اونکے شرماتی رہی
کم ہی کیا کچھہ روشنیٔ طبع کا میری فروغ
ایک مین اور دوسرے تم تیسرا کوئی نہو
نور ایمان ظلمت عصیان چہان غالب ہوا
رشک تھا جلنے پہ پروانونکے ہجر یار مین

تو بنا دے ساری محفل کو ابھی گلزار شمع
کر مک شب تاب کو سمجھا ہون مین پرد ار شمع
کیا ہوا ہنس ہنس کے گر جلتی رہی ہر بار شمع
مجھکو کیا حاجت بھلا ہو کسلئے درکار شمع
لطف ہو گر آج شب بھر ہو وین روشن چار شمع
شکر ہی جو بجھتے بجھتے ہو گئی ہشیار شمع
اسلئے رکھوا دی اوٹھوا کر پس دیوار شمع

فائدہ بے کھٹکے اونسے ہی جو ہین روشنضمیر
دیکھہ لو ای عیش دیتی ہی گل بیخار شمع

غزل عاشق

سر کٹا دے بزم مین گر اپنا سو سو بار شمع
ہر گل تر باغ مین بن تیرے مجکو داغ ہی
دفن دل کے ساتھہ ہی اک روے روشن کا خیال

کب مقابل ہو ترے پروانہ کے ای یار شمع
ہی ہر اک محفل مین فرقت سے برنگ دا شمع
ہو سر مدفن مرے روشن نہ اب زنہار شمع

روتے روتے صبح تک عاشق یہ کسکے عشق مین
ہوگئی گھل گھل کے جو میری طرحسے زار شمع

ردیف غین معجمہ

غزل نمود

کیون نہو بالائے افلاک اپنے شیون کا دماغ
عرش پر رہتا ہی اوس محبوب پرفن کا دماغ

بیدماغی ہی یہ بازی گہ مین اوس مہ پاو کی
پیر گردون سا ہوا ہر ایک کو دن کا دماغ

ہی نزاکت سے نسیم صبح بھی باد سموم
ای صبا نازک ہی کیا اوس شوخ پرفن کا دماغ

بیدماغی سے اگر وہ ترک ہوتا ہی سوار
گرد آسا پھر نہین ملتا ہی توسن کا دماغ

کس مسیحا نے سر بالین قدم رکھا نمود
چرخ چارم پر چڑہا ہی میرے مدفن کا دماغ

ولہ

اور کیا چاہیئے اب اوبت بے پیر فروغ
رکھتی ہی سارے جہان مین تری تصویر فروغ

داغ دل چمکا مرا اوسکے رخ تابان سے
ماہ کو مہر کی دینے لگی تنویر فروغ

صورت تیر شہاب اب یہ نظر آتا ہے
ایسا رکھتا ہی مرا نالہ شبگیر فروغ

ہو مرقع بھی مقابل تو نہ پائیگی صنم
تیری تصویر کے آگے کوئی تصویر فروغ

واصف اوس رشک مسیحا کا ہون بیدرگی نمود
نطق عیسیٰ کی طرح اب مری تقریر فروغ

غزل عاقل

آفلک پہنچا ہی ابتو اونکے جوبن کا دماغ
گھٹ گیا جس سے کہ یکسر ماہ روشن کا دماغ

لٹ گئی اقلیم دل سے جب متاع صبر و ہوش
بڑھ گیا کیا کیا ہی ترک چشم پرفن کا دماغ

لائی ہی جیسے شمیم گیسوے مشکین یار
ای صبا فرحت ہی وہ اپنا ہی اک من کا دماغ

جھولیان بھر بھر کے لائی جب صبا بوے زلف
جیب گل سے بڑھ گیا ہی اپنے دامن کا دماغ

دیکھنا عاقل زمانے کی بھی خوبی اندنون
پیر گردون سا ہوا ہر ایک کو دن کا دماغ

ولہ

بڑھ کے رکھتی ہی مہ سے تنویر فروغ
اور کیا چاہیئے اب ادبت بے پیر فروغ

وصل دلبر کے لئے فکر رسا ہیچ ہوی
ہیچ ہی رکھتی نہین تقدیر پہ تدبیر فروغ

اونگلیان اوٹھنے لگی ہین جسم ابرو کی طرف
لیگئی تیغ ہلالی پہ یہہ شمشیر فروغ

شمع جل جل کے کٹائیگی زبان کو اپنی
جب دکھائیگا تمھارا لب تقریر فروغ

اونکی مژگان و خم ابرو سے عاقل بڑھ کر
تیغ چمکے گی نپائیگا کوئی تیر فروغ

غزل عزیز

آجکل ہی جو پر خبر اوس ماہ روشن کا دماغ
خاک ہو مجھہ خاکسار چاک دامن کا دماغ

بوے گل سے ہین پریشان مثل سنبل باغ مین
ای صبا نازک ہی کیا اوس رشک گلشن کا دماغ

کیون نہ مانگے دل بنا ہین بگڑی رہتی ہی غضب
زلف کی صورت ہی برہم چشم پرفن کا دماغ

سیر دیدار سے بھی ہونے نہین دیتے کبھی
مجھسے اب اوٹھتا نہین وہ سینکڑون مکان کا دماغ

مورد الزام ہین کیا الفت گیسو سے یار
ہمسے کیون بگڑا ہوا ہی دوست و دشمن کا دماغ

کھب گیا ہی دل مین اپنکیا وہ حسن دلفریب
جھولتا ہی عرش مین اب تیرے جوبن کا دماغ

سخت باتین اونکی کب تک تو سنے گا ای عزیز
کیا بلا تیرا ہی کوئی سنگ و آہن کا دماغ

ولہ

مہر و مہ سے نہین پا تا فلک پیر فروغ
رکھتی ہی ماہ سے بڑہ کر تری تنویر فروغ

ہو گئے سکتے مین کیا مانی و بہزاد وہین
وہ خداداد رکھے ہی تری تصویر فروغ

کاٹے گو خنجر گلگیر زبان تک اوسکی
شمع سے رکھتی ہی بڑہ کر تری تقریر فروغ

چمکا آئینہ سا دل عکس کے پڑتے اوسکے
وہ تری رکھتی ہی یہہ چاندسی تصویر فروغ

کسکا چمکا ہی سخن مثل ضیائے خورشید
ہند مین رکھتی ہی سب سے غزل میر فروغ

وصف لکھے ہین رخ رشک قمر کے جو عزیز
رکھتی ہی ماہ سے افزون مری تحریر فروغ

غزل تمیز

چڑہ گیا ابتو فلک پر شوخ بدظن کا دماغ
ہمسے اوٹھتا ہی نہ جسکی چشم پر فن کا دماغ

گر مسی مالیدہ لب دیکھے ترا ای رشک گل
پھر نہ ہو گلزار مین تا حشر سوسن کا دماغ

کشور دل لیگیا اپنا غنیمت ہی یہی بڑہ
بڑہ گیا راہ محبت مین جو رہزن کا دماغ

آشنا ہون بحر الفت مین کسی بیگانہ کا
دوست ہون اوسکا مین جو رکھتا ہی دشمن کا دماغ

یا سدا ہوتے تھے اونکی بزم مین ہم باریاب
یا اوٹھاتے ہین ہمین دیوار و روزن کا دماغ

شبہ اوس لب کے مسی مالیدہ لب کا ہی تمیز
کیون نہ بالاے فلک چڑہ جاے سوسن کا دماغ

ولہ

مہربان رکھتا ہی روے بت بی پیر فروغ
پاوے عالم مین نکیون عاشق دلگیر فروغ

دیکھے جگنو جو کبھی تیرگی فرقت مین
مین یہہ سمجھا ہی ترا نالۂ شبگیر فروغ

صید ہونے کی تمنا ہی مجھے صید فگن
کہ ترے تیر سے پائے دل نخچیر فروغ

سرخروئی تری قاتل مجھے منظور ہی اب
سر مرا کاٹ لے پائے تری شمشیر فروغ

باتین کرنے کا تمیز آپ نے سیکھا کب سے
ہر تکلم سے جو پانے لگی تقریر فروغ

غزل اخلاص

کیا ملے اوس شہسوار ناوک افگن کا دماغ
برق تابان بھی نہ پاوے جسکے توسن کا دماغ

خار آتا ہی نظر ہر ایک گل اوس یار بن
درد فرقت مین نہین ہی سیر گلشن کا دماغ

سر جھکا دیتے ہین اوسکے روبرو اہل ہنر
تب بھی تو ملتا نہین اوس زلف پرفن کا دماغ

صاف ہوتا ہی مکدر ہر گھڑی اخلاص سے
راستہ پر آئے یارب چرخ بدظن کا دماغ

ولہ

کیا زبان رکھتی ہی تیری دم تقریر فروغ
کہ نہین رکھتے ہین یون جوہر شمشیر فروغ

کیا عجب بام پہ تو جلوہ نما ہو تو صنم
ماہ دو ہفتہ کا کھو دے تری تنویر فروغ

صفحۂ دہر کے جتنے ہین مرقع اون مین
سب سے رکھتی ہی زیادہ تری تصویر فروغ

قتل پر ہاتھ جو قاتل نے اوٹھایا اپنا
سر تسلیم نے پایا تہ شمشیر فروغ

اونکا بندہ ہو گنہگار خطاوار اخلاص
لطف سے رکھتی ہی جسکے مری تقصیر فروغ

غزل عاشق

سنتشر کب ہی ہمارے شوخ پرفن کا دماغ
نکہت گل بن گیا اوس رشک گلشن کا دماغ

باغ مین تمنے مسی مالیدہ لب دکھلا دئے
آسمان پر چڑھ گیا ہی دیکھو سوسن کا دماغ

ہمنے کافر جانکر اوسکو جو سجدہ کر لیا
اسلیئے ملتا نہین طفل برہمن کا دماغ

وصل پر راضی وہ نادان اتبک ہوتا نہین
اب کہانسے ڈھونڈلاؤن مین لڑکپن کا دماغ

یار کم سن کیا ملا عاشق کو بازیگاہ مین
پیر گردون سابنا ہر ایک کودن کا دماغ

ردیف الف ا

غزل نمود

آنا ہوا جو عالم ایجاد کی طرف
دیکھا کیا مین حسن خداداد کی طرف

وہ تشنہ کام ہون کہ مین تکتا ہون وقت ذبح
حسرت سے آب خنجر جلاد کی طرف

نازک وہ اسقدر ہین جو چھولین حباب کو
جائے گمان بیضۂ فولاد کی طرف

وحشت مین کہتا ہون مین ہر اگرد باد کو
جاتے ہین اپنے خانۂ برباد کی طرف

کیا زمزمہ سرا قفس تن مین ہی یہان
اومرغ روح جاتا ہی صیاد کی طرف

پہلے ہی مجھسے عشق نے اکر ملائے ہاتھ
رکھا قدم جو عالم ایجاد کی طرف

برق نگہ سے خاک وہ اکسیر کے بنے
دیکھے اگر وہ بیضہ فولاد کی طرف

دیکھا کئے مدام وہ موجد کی شان کو
بینا جو آئے عالم ایجاد کی طرف

وہ سخت جان ہون کہ اسیری کیواسطے
جلاد اشارہ کرتا ہی صداد کی طرف

علم اسکا باغبان حقیقی کو ہی نمود
کب سے ہم آے عالم ایجاد کیطرف

ولہ

دل جبسے ہوگیا ہی مرا مبتلائے زلف
ساتھہ آہ کے نکلتا ہی ہر دم کہ ہائے زلف

گر آئینہ وہ سامنے رکھکر بنائے زلف
اعجاز حسن اہل حلب کو دکھائے زلف

اسلام کا ہی بندہ ہر اک شیخ و برہمن
کہتے ہین بت جہانکے تجکو خدائے زلف

غمگین نہ ہو جو عشق مین اوسکے فنا ہوا
ای دل لحد مین حشر تلک ہی بقائے زلف

مانند مہر تا رشعاعی بنین جو ہون
تا رقیبش اب ترے رخپر بجائے زلف

طول اسکا کیا صنم ہی درازی حیا تکی
ڈہونڈے جو خضر بھی نہ ملے انتہائے زلف

قربان ہونیکو دل صد چاک ہے مرا
لیتا ہی شانہ بن کے کیسکی بلائے زلف

اختر شناس کو نہ گمان کسوف ہو
اور رشک مہر چاند سے منہ پر نہ آئے زلف

کاکل ہو شمع کی نگہ اہل بزم مین
وہ شعلہ رو جو ناز سے اوپر اوٹھائے زلف

اسلام و کفر دونون ہین تو ام یہان نمود
دل مبتلائے رخ تو جگر ہی فدائے زلف

غزل عاقل

دام افگنی ہی کیون دل ناشاد کی طرف
خود آپ کھچ رہا ہی تری یاد کیطرف

سارا جہان ہی گو ستم ایجاد کی طرف
الطاف کبریا دل ناشاد کیطرف

لکھے ہی قید طالع بلبل کی باغبان
گلچین اشارہ کرتا ہی صیاد کی طرف

اللہ رے جذب عشق صنم بل بے ذوق قتل
جھکتا ہی خود جو سر مرا جلاد کی طرف

کھینچی شبیہ یار کہ نقشہ جما دیا
سارا جہان ہی اندنون بہزاد کی طرف

تعظیم کے لئے ہوا اک پاؤں سے کھڑا
وہ سرو قد جو آگیا شمشاد کی طرف

قمری چمن مین گر قد رعنا کو دیکھ لے
دیکھے نہ حشر تک کبھی شمشاد کی طرف

نشتر بھی چھٹ کے ہاتھ سے اوسکے گرا وہین
وحشی نے تیرے دیکھا جو فصاد کی طرف

اللہ رے شوق قتل کہ مقتل مین دیکھنا
جاتا ہون دوڑ دوڑ کے جلاد کی طرف

پابند زلف ہون نہین حاجت ہی طوق کی
کیجے اشارہ آپ نہ صداد کی طرف

عاقل کو خوے صبر نہ دے کسلئے فلک
مائل ہی اوسکی طبع جو بیداد کی طرف

وله

دل اپنا ہوگیا ہی غضب مبتلائے زلف
نکلیگا دم بھی کہتا ہوا ہائے ہائے زلف

شانونپہ گرو ہ شوخی سے لٹکا کے آئے زلف
اترا کے لاکھ جلوہ پری کے دکھائے زلف

سرگوشی کر رہی ہی پئی قتل عاشقان
باتین بناتی آنکھون مین ہی وہ بلائے زلف

آنکھون مین اپنی ہوگیا اندھیر سب جہان
آتا نظر نہین مجھے کچھ بھی سوائے زلف

ابرو نے سینہ چاک تو پہلے ہی کر دیا
کیا جانے دیکھیے کہ ہی کیا مدعائے زلف

پھانسی ہی ملیگی چین وختن مین تمامین
بوسہ لیا ہی ہمنے یہ کی ہی خطائے زلف

پھانسا ہی دل کو دین کی ہی فکر مین لگی
کافر یہ پیچ سے نہ بلا سر پہ لائے زلف

عاقل جو تجکو آٹھہ پہر اسکا ہی خیال
سو ہان روح جان حزین ہو نہ جائے زلف

غزل عزیز

آئی قضا ہی بلبل ناشاد کی طرف
گلچین اشارے کرتا ہی صیاد کیطرف

مقتل مین آگیا کہین ابرو چڑہا کے وہ
اوٹھتی ہین انگلیان مرے جلاد کیطرف

صیاد جوش عشق دم ذبح دیکھ لے
قمری گھسٹ کے جا پڑے شمشاد کی طرف

چشم بد سے کیا ہی اوٹھائے نقاب رخ
اللہ ہی تیرے حسن خداداد کی طرف

بے اختیار بوسۂ ابرو جو لیلیا
ہاتھہ اونکا اوٹھا خنجر فولاد کی طرف

بھولا ہون دو جہانکو فقط تیرا دھیان ہی
بھولیسے اک نظر تو مری یاد کی طرف

آتے ہی دلربا کے غضب کی ہوا چلی
دل اوڑ گئے ہزارون پریزاد کی طرف

آفت مین پڑ گیا دل دشمن سے ای عزیز
پہلو سے پھر چلا ستم ایجاد کی طرف

ولہ

سودا زدہ ہون کوئی بلا پھر نہ لائے زلف
دل کو نہ میرے میٹھے میٹھے ستائے زلف

پھنسنے کا پیچ مین دل دیوانہ اب نہین
بن بن کے لاکھہ روز کے جوبن دکھائے زلف

سر کیا چڑھی پھنساتی ہی عالم کو دام مین
اب آہ سے کسیکی نہین مار کھائے زلف

ابرو کا مین شہید نہ شیدا ہون خال کا
زنجیر سے بندا ہون کہ ہون آشنائے زلف

اوڑ کر ہوا سے آئے نہ وہ چشم یار پر
بیمار اپنے پاس رکھی ہی عصائے زلف

سنبل کے تار تار تو گلشن مین کر دیے
سودائیونکے دل پہ بھی نقشہ جمائے زلف

دم بھر مین توڑ دون ابھی الفت کا سلسلہ
ٹکڑے اوڑا دون دل کے جو ہو مبتلائے زلف

پالے ہی کس اُمید پہ کالے کو ہاتھہ مین
اژدہے سے کم نہین کبھی ایدل وفائے زلف

ہر دائرہ ہو حلقہ زنجیر پائے حرف
لکھون جو خط شوق مین کچھہ ماجرائے زلف

بوسہ لیا جو مینے تو برہم نہ ہوجیے
طرہ ہی بگڑین آپ تو اور منہ بنائے زلف

مارا ہی مجکو دونون نے سر کی قسم ترے
مین وائے چشم کھتا ہون دل ہائے ہائے زلف

عالم ہی موج آہ مین زنجیر کا عزیز
پوچھے تو کوئی دل سے مرے ماجرائے زلف

غزل تمیز

سارا جہان ہی اوس ستم ایجاد کی طرف
اک غم ہی یان فقط دل ناشاد کی طرف

ای گلبدن ترا قد رعنا جو دیکھ لے
قمری نہ جائے باغ مین شمشاد کی طرف

اللہ رے شوق قتل کہ مقتل مین دمبدم
خون دوڑتا ہی خنجر جلاد کی طرف

سودا ہی اور نہ خبط نہ دیوانگی مجھے
مائل یہہ دل ہی ایک پریزاد کی طرف

رسوا کیا یہہ الفت گیسوے یار نے
خود لیچلا جنون مجھے حداد کی طرف

اس مرغ دل کا شوق اسیری تو دیکھنا
اوڑکر چلا ہی خانہ صیاد کی طرف

جب سے تمیز بلبل بے خانمان ہو نمین
گلچین اشارہ کرتا ہی صیاد کی طرف

ولہ

تازہ بلا نہ کوئی مرے سر پہ لائے زلف
ہوجاے دل نہ اپنا کہین مبتلائے زلف

روشن شب محاق بھی ہوجاے وصل مین
رخسار سے وہ ماہ جو اپنی ہٹائے زلف

اوبجھا ہی آپ گیسوے مشکین کے پیچ مین
دلکا قصور ہی یہ نہین ہی خطائے زلف

بعد فنا کہوگے نہ پاؤگے جب مجھے
وہ کیا ہوا کہ تھا جو مرا آشنائے زلف

پتھر سے مار مار کے سر پھوڑ دون ابھی
مجکو شب فراق مین جو یاد آئے زلف

سودائی اونکے گیسو نے عالم کو کر دیا
آہو کیطرح مجکو نہ وحشی بنائے زلف

وحشت مین کہہ رہا ہون طلاطم کو دیکھکر
دریائے حسن مین نہ کہین ڈوب جائے زلف

کاکل کا بل نہ جائیگا تجھسے کبھی تمیز
گو عمر بھر کریگا تو دل سے ثنائی زلف

غزل اخلاص

خاطر کو راہ دیتے ہو بیداد کی طرف
دیکھو کبھی تو اس دل ناشاد کیطرف

جوش جنون نے ساتھہ دیا میرا بعد قتل
اوڑتی ہی خاک کو بچہ جلاد کی طرف

نکلا مری زبانسے نہ گو شکوۂ فلک
اوٹھتی ہین اونگلیان اسی بیداد کیطرف

گلزار مین جو اوس قد موزون کو دیکھہ پاے
نرگس اوٹھائے آنکھہ نہ شمشاد کیطرف

تیغ جفاے یار کا ممنون کیون نہون
سب سر بکف ہین اوس ستم ایجاد کی طرف

زنجیر زلف یار کا دیوانہ جانکر
احباب لے چلے مجھے حداد کی طرف

تصویر یار گم ہوئی قاصد کے ہاتھہ سے
خط بھیجتا ہون مانی و بہزاد کی طرف

سایہ سا میرے اس دل وحشی پہ پڑ گیا
مائل ہی جب سے ایک پریزاد کیطرف

مژگان یار کا تھا جنون مین مجھے خیال
اوٹھا نہ ہاتھہ نشتر فصاد کی طرف

حسرت ہی ایک وار کی مجھہ نیمجان کو اور
گردن جھکی ہی خنجر جلاد کی طرف

دل سا عزیز مجھسے جدا تمنے کر لیا
آو کبھی تو خانۂ برباد کی طرف

شاید کہ قید زلف سے کرتے ہو اب رہا
اچھا تو ہی خدا ہی اس آزاد کیطرف

رکھتا ہون پاؤن خاکپہ اخلاص شرم سی
جب دیکھتا ہون اپنی مین بنیاد کی طرف

ولہ

خون جگر پیو جو ہوے مبتلائے زلف
اس ماجرائی غم کو سنے ہی بلائے زلف

بستی کو چھوڑ وادیٔ وحشت مین گھر کیا
کیا دل کو ملگئی ہی مرے کیمیائے زلف

اوس رخ کا وصف گرمین لکھون صبح ہو نمود
ہو جائے رات مین جو کہون ماجرائے زلف

کھائے وہ پیچ و تاب تصور مین رات بھر
دیکھے جو ایک بار ترے پیچہائے زلف

پھانسی لگائے شوق سے اپنی گلیمین آپ
عاشق کو نازہی جو کبھی تو دکھائے زلف

منہ کو چھپائے شرم سے بدلی مین آفتاب
رخسار سے جو اپنے کبھی تو ہٹائے زلف

چھونا تو کیا سونگھائی نہ اوسنے شمیم زلف
اخلاص سے ملے وہ کہین پارسائے زلف

غزل عیش

پھر جاتے ہین جو داد سے بیداد کیطرف
جاتے ہین سر کٹانے وہ جلاد کی طرف

کیا کام ہی جو کوچۂ جانان کو چھوڑ کر
کافر ہون جاؤن گلشن شداد کی طرف

کھل جائے قلعی آئینہ لایا ہی ہاتھ مین
منہ اپنا پھیر دیجئے بہزاد کی طرف

مضمون طبعزاد یہہ ہر دل عزیز ہین
رغبت ہی سب کو اس مری اولاد کیطرف

مونس ہون اسکا عیش مین اور یہہ ہی غمگسار
ہون مین بھی اپنے اس دل ناشاد کی طرف

ولہ

چھولون مگر یہہ ڈر ہی غضب مین نہ آئی زلف
مجکو نہ اس قصور مین چابک لگائے زلف

اوس رشک گل کے بال ہین عنبر فشان تمام
پھولون مین کیا غرض اوسے جو وہ بسائے زلف

بیوجہ آج بیطرح بکھری ہوی ہی یہہ
ایسا نہ ہو تمھین ہی تمھاری پھنسائے زلف

یون بہی تو خاشی سے مرا گھٹ رہا ہی دم
پھانسی ملے بلا سے کہون ماجرائے زلف

دیکھا ہی ہمنے زہر او گلتے ہین عمر بھر
پہچان اونکی یہہ ہی جو ہین مبتلائے زلف

شانہ نے بال بال یہہ کین موشگافیان
لیکن ہوے رہا نہ اسیر بلائے زلف

آزاد دو جہان سے جو ہین وحشیونکی طرح
گر حکم ہو تو اونکو ابھی باندہ لائے زلف

بنجائے کلک ہاتھہ مین سنبل کی شاخ عیش
ہی یہہ یقین مجھے جو لکھون مین ثنائے زلف

غزل عاشق

کسدن وہ آئین خستہ و ناشاد کیطرف
شیرین کی طرح لاشۂ فرہاد کیطرف

ایذا قفس کی دل سے جو منظور ہو تو چل
ای مرغ روح خانۂ صیاد کیطرف

دیوانہ کر گئی مجھے کس گل کی بو نسیم
ہوش اوڑ چلے ہین نکہت برباد کیطرف

طوفان بپا زمین پہ ہو گر دش مین آسمان
مائل ہون گر مین نالہ و فریاد کیطرف

عاشق کو اپنے ایک حسین پر ہی ناز ہی
دیکھو تو اوسکے حسن خداداد کیطرف

غزل حافظ

آتی ہی جھومتی ہوی باد صبا کے زلف
کالی بلا نہ سر پہ مرے کوی لائے زلف

لینا صنم کے بوسۂ رخسار ہون نصیب
شام و سحر خدا سے یہی ہی دعا کے زلف

کیونکر بچیگا دام سے صیاد مرغ دل
چھوڑے جو چشم یار تو پھندے مین لائے زلف

مشک ختن کی بو بھی جو سونگھون تو ہی خطا
وہ رشک گل جو آن کے اپنی سونگھائے زلف

اونکے بکھرنے کا مجھے شبکو وصال مین — دھڑکا یہی رہا کہ کہین چھو نہ جائے زلف
قبر دن سے اپنی مردۂ صد سالہ جی اوٹھین — پہنچے اگر دماغ مین اونکے ہوائے زلف
اسلام کے ہون پھندے مین پر مجکو ہی یہ خوف — کوئی نہ مار کر کہین کافر بنائے زلف

میری نظر مین کیون نہ ہو تاریک سب جہان
حافظ اگر وہ اپنی دکھا کر چھپائے زلف

ردیف القاف

غزل نمود

نہ فقط ہی خرام یار سے عشق — بلکہ ہی اوسکے رہگذار سے عشق
ہوتی ہی کیون اوڑا کے ہم آغوش — گرد ہوا کو نہین غبار سے عشق
کنج مرقد ہو جان کرا مین — جیتے جی ہی مجھے مزار سے عشق
ساتھ ہی دفن میرے حشر کے دن — دیکھنا اوٹھیگا مزار سے عشق
ہاے وحشت کہ ہو چلا ہی مجھے — دشت سے انس کوہسار سے عشق
مائل زلف ہی دل پر داغ — گویا طاؤس کو ہی مار سے عشق
اونکے نشو و نما سے ہی ثابت — مثل بلبل ہی گل کو خار سے عشق
گرد باد و نیہ اوڑکے ٹپکے گا — بعد مردن مرے غبار سے عشق
جو کہ نفس شقی کا مونس ہے — ہی اوسے آستین کے مار سے عشق
ہر گلی کو سمجھتا ہون ہی وہی — جسسے مجکو ہی کوے یار سے عشق

دوست ختم رسل کے ہین وہ نمود — کیون نہ ہو دل کو چار یار سے عشق

ولہ

ہوگیا جبسے کہ دل میرا گرفتار فراق
روح نکلی جاتی ہی یہہ ہی گران بار فراق

لاغر اک طفل برہمن کی جدائی سے ہوئین
کہیئے اب رگہائے محسوسہ کو زنار فراق

خواب مین بھی وصل کی صورت نظر آتی نہین
ہوتا ہی صبح و مسا ہمکو تو دیدار فراق

روئے روشن دیکھکر آیا خیال روز ہجر
زلف شب گونسے ہوئی یا دشب تار فراق

کہتے ہین مجکو اطبا دیکھکر درکار ہے
شربت وصل اب پی درمان بیمار فراق

یار کی دولت مین دونو کو بھی رکھتا ہون عزیز
وصل کا مونس بنا ہون اور غمخوار فراق

ہو جدا اوس رشک گلشن سے بزنگ عندلیب
جانتا ہون باغ عالم کو مین گلزار فراق

وصل جانان صبح روز حشر پر موقوف ہے
تیرگی گور ہی مجکو شب تار فراق

روح و قالب کو جو دیکھا کھل گیا ہمکو نمود
مستحق وصل جانان ہین سزاوار فراق

غزل عاقل

پھر ہوا دل کو زلف یار سے عشق
کرتا موذی ہی دیکھو مار سے عشق

آہ سوزان کو تیری فرقت مین
برق سے اور ہی شرار سے عشق

کیسے مرغوب ہین گل نرگس
ہی مجھے چشم انتظار سے عشق

قد جانان کے دہیان مین ہمکو
ہوگیا سرو جوبار سے عشق

سنکے منصور تیرے افسانے
خود بخود ہوگیا ہی دار سے عشق

دیکھو عاقل ہمیشہ رکھنا تم
اپنے حضرت کے چار یار سے عشق

ولہ

اوٹھہ نہین سکتا ہی مجھسے ضعف سی بار فراق
کاٹ دے تو ایخدا میری شب تار فراق

کونسے محبوب پر فن کی اوڑائی ہی یہ چال
ہی خرام یار سے آنکھون مین رفتار فراق

مجکو رسوا تو نکر بہر خدا جوش جنون
ہی سر سودا پہ طرہ اپنی دستار فراق

صبر عقل و ہوش کب کے چلدیئے بیگانہ وار
ایک جان ہمدم تھی وہ بھی ہوگئی بار فراق

جانکو تن کی نہین سر کو نہین پا کی خبر
ہوگیا ہی جیسے دل میرا گرفتار فراق

لے مبارک ہو لہو پینا تری شمشیر کو
آجکل حاضر ہین مقتل مین گنہگار فراق

کہتی ہی وارستگی عاقل نہ ہوگر وصل یار
روز و شب پڑہتے پھرو صحرا مین اشعار فراق

غزل عزیز

جاے دم بھر نہ جان زار سے عشق
خاک چھنواے خاکسار سے عشق

مثل ماہی چھپا کے رکھتے ہین
کف پا کو ہوا و ہ خار سے عشق

ہو جو گردش نصیب مین ہر دم
جاے کیونکر دل فگار سے عشق

حور و غلمان پہ مین نہین مرتا
مجکو واعظ ہی اپنے یار سے عشق

میرے گل کو جو دیکھہ لین گلچین
سیکھین سب شرمسار سے عشق

داغ رکھتا ہون عشق گلرو کا
کیون نہ دل کو ہو لالہ زار سے عشق

حلقہ زلف یون ہی عارض پر
جیسے باہم ہو گنج و مار سے عشق

بوے گل سا نہان رکھون ہر دم
دل مین بیٹھے جو کچھہ فرار سے عشق

ملک دل ہوگیا مرا ویران
کوچ کر جاے اس دیار سے عشق

چھوڑ دنیا عزیز کچھ کر لے
کسی محبوب کردگار سے عشق

ولہ

یار نے جب سے دیا ہی مجکو آزار فراق
یار اپنا ہی فراق یار مین بار فراق

دم شماری ہی دم آخر تو آکر دیکھ لے
جانسے جاتا ہی تیرا آج بیمار فراق

ہی لگاے یار کو سینہ سے آغوش خیال
کیون نہ ہون مین جان و دل سے نازبردار فراق

داغ عشق یار سے ریان دل ہی گلبدن باغ باغ
وصل گل بلبل کو ہی مین ہون طلبگار فراق

لالہ و گل دا غہاے دل سے اپنے گرد ہین
بلبلونکو خار ہی خندان ہی گلزار فراق

بیکلی اسکی خلش سے ہی غضب گلگر ہمین
دل ہی پہلو مین کہ ہی کمبخت اک خار فراق

زور رسندونکو پچھاڑین کھاتے ہمنے دیکھے ہین
جان ہی لی جس سے لپٹا دیو خونخوار فراق

حسرت و سوز و الم درد و فغان سب ساتھ ہین
اچکل رہتا ہی اپنا گرم بازار فراق

سحر مین تاثیر ایسی تو نہ دیکھی تھی عزیز
پھٹ گیا دل ہی سنے جسنے یہ اشعار فراق

غزل تمیز

ہی فقط مجکو ایک یار سے عشق
کیا غرض جو کرون ہزار سے عشق

وعدہ وصل پر بھی آئے نہین
ہی مجھے چشم انتظار سے عشق

پیچ کاکل مین آیو نہ دلا
مار کھاے کرے جو مار سے عشق

کردے صیاد ابتو مجکو رہا
دل بلبل کو ہی بہار سے عشق

ہون مین سودائی زلف مشکین کا
ہی خطا جو نہ ہو ستار سے عشق

اب تو پھولا نہین سماتا تمیز
اندنون ہی جو گلعذار سے عشق

ولہ

پھر ہوا میرے دل حزین کو آزار فراق
پھر کہینگے مجکو سب عالم مین بیمار فراق
خواب و خور کا ہوش ہی مجکو نکچھہ رسوائیکا
ہوگیا ہی جب سے دل میرا گرفتار فراق
چین سے گذرانے ہین کیا ہمنے ایام وصال
عین صلحت مین ہوا پھر ہاے دیدار فراق
رند بے خود ہون نہ میکش ہون کسی خمخانہ کا
نشہ الفت سے ساقی کے ہون سرشار فراق
سر جدا کردے سبکدوشی مجھے قاتل تو اب
مین ترے قربان سر سے دور کر یار فراق

وصل مین شکوہ ہزارون کرتے ہین واہی تمیز
بھول جائینگے کرونگا گر مین اظہار فراق

غزل عیش

غیر سے کیا غرض ہی یار سے عشق
گل کے عاشق کو کب ہی خار سے عشق
سمجھے آغاز کو نہ یہہ انجام
بڑہ گیا حد اختیار سے عشق
دخت رز بھیجی خم سے شیشہ مین
واہی اسکو ہی ننگ و عار سے عشق
زر مس قلب ہوگیا اونکا
ہی جنھین مجھسے خاکسار سے عشق
ہجر اور وصل ہی ہمین کیسان
غم خزان کا نکچھہ بہار سے عشق

عیش ہی خاک آپکی برباد
کیا ہی اوس شوخ شہسوار سے عشق

ولہ

خوب دیکھا پر نہین اب اپنا غمخوار فراق
گوشہ صحرا ہی ہم ہین اور ہی خار فراق

ای فلک قدرت اسی پر ہی تجھے تو کچھ نہین
پہلے مر جائین ہم آئے پھر شب تار فراق

کوئی جا سکتا نہین اب اوان بجز یک خیال
میرے اونکے درمیان حائل ہی دیوار فراق

جو کہ عاقل ہین نہین موذی کو زندہ چھوڑتے
مار ڈالین ہمکو مل جاے اگر مار فراق

حضرت منصور بنکر ہم چڑہین گے بیخطر
امتحان گر ہی تو قایم کیجئے دار فراق

ناوک اندازی کے عالم سبکو دکھلائینگے عیش
پھینکدین گے جب کبھی اوبجھے ہوے خار فراق

غزل حافظ

ہی مجھے اوس ستم شعار سے عشق
نکرونگا کسی نگار سے عشق

حسن و خوبی کو اپنے دیکھ اوسے
ہوگیا بیطرح سنگار سے عشق

دشت غربت مین ٹوٹے پڑتے ہین
آبلون کو ہی میرے خار سے عشق

کسکے دندان کے اب تصور مین
ہی مجھے دُر آبدار سے عشق

اونکی زلفون پہ ہوگیا مفتون
کسلیے مین کرون نہ یار سے عشق

عشوہ و غمزہ و کرشمہ و ناز
ہمکو تو ہی انھین دو چار سے عشق

مرغ دل لائین دام گیسو مین
اسلیے ہی انھین شکار سے عشق

مثل منصور گو قصور نہین
کسلیے پھر مجھے ہی دار سے عشق

اوس گل اندام کے سوا ہمکو
ایک سے ہی نہ اب ہزار سے عشق

شہر بھوپال کے سوا حافظ
نکرو تم کسی دیار سے عشق

ردیف کاف تازی

غزل نمود

نہ فقط ہو جنون گریبان چاک
بلکہ ہو دامن بیابان چاک

جیسے مہ سے کتان ہو آئینہ کو
کرتا ہی عکس روئے جانان چاک

تار رگہائے گل سے کیجے رفو
ہی دل بلبل خوش الحان چاک

جامہ زیبی تری قیامت ہے
صبح محشر سا ہی گریبان چاک

ڈھل کے آنسو نکل رہے ہین نمود
کیا بنی اپنی چشم گریان چاک

ولہ

گئی دل سے نکلکر لامکان تک
کہو آہ رسا پہنچی کہان تک

ہوا یہہ دوست اک خورشید رو اب
کہ دشمن ہو گیا ہی آسمان تک

بیان ضعف کو منہ لاؤن کسکا
تکلم مین نہین چلتی زبان تک

بھرا یہہ دم کسی جان جہان کا
گری تھک کر مری روح روان تک

گنہ کرنے سے دنیا مین نمود آپ
کرو پرہیز ہی ممکن جہان تک

غزل عاقل

نہ فقط ہو جنون گریبان چاک
بلکہ ہو دامن بیابان چاک

کون گل پیرہن چمن سے چلا
ہی قبائے گل گلستان چاک

پھٹ گیا ٹکڑے ہو کے دل میرا
تمنے نامہ کیا جو ایجان چاک

جلوہ فرما ہی بام پر مہرو
ہو ردائے نہ ماہ تابان چاک

دست عاقل جو ہے گریبان گیر
دامن دل مرا ہی ایجان چاک

حرف مطلب پڑھا نہ عاقل کا
ورق دل ہوا مرے جان چاک

ولہ

نہ آئے وصل مین گر تم یہان تک
نکلجائیگی لب سے میری جان تک

بہار و باغ ہی ساقی پلا دے
خدا جانے کہ کیا گذرے خزان تک

خدا جانے کہ دل کسپر فدا ہے
پہنچتا وان نہین وہم و گمان تک

بس اب عاقل بھولا دو عشق خوبان
تمھین احباب سمجھائین کہان تک

غزل عزیز

دہجیان پیرہن ہو دامان چاک
نہ فقط ہو جنون گریبان چاک

زخم سینہ کا میرے گر ٹانکا
دامن دل ہوا دو چندان چاک

کون گل پیرہن ہی گلشن مین
ہو گئے ہین جو گل گریبان چاک

تیرے وحشی کی جب کھچی تصویر
پہنچی ہو کے سوے بیابان چاک

الفت زلف کیا و بال ہوی
مثل شانے کے دل ہی ایجان چاک

عکس رخسے ہو تیرے مثل کتان
چادر ماہ چرخ گردان چاک

کسکو دنیا مین ہی ثبات عزیز
ایکدن ہوگا چرخ گردان چاک

ولہ

بڑہیگی ناتوانی اب کہانتک — کہ آہ دل نہین آتی زبان تک
کیا ہی عشق نے لاغر یہانتک — اجل پہنچی نہ تیرے ناتوان تک
بھلا کیا سوز دل آئے زبانتک — نہین باقی اس اخگر مین دھوانتک
بیان سوز دل ہو تجسے کیونکر — جلے لب کیا نکل آئی زبان تک
قدم رنجہ کرے گر آج دلبر — بچھاؤن فرش آنکھونسے مکان تک
ادا سے دیکھ لو اکدم شب وصل — کرون صدقہ جگر سے لیکے جانتک
خدارا مثل دل پہلو مین بیٹھو — اوٹھاؤن صدمۂ فرقت کہانتک
کھلا عقدہ نکچھ موے میان کا — گئی بھی ہاے اوس الجھن مین جانتک

عزیز اپنا نہین قابو ہی دلپر
مین اس وحشی کو سمجھاؤن کہانتک

غزل تمیز

کیا فقط ہی مرا گریبان چاک — پرزے پرزے ہی جیب دامان چاک
ذکر بیتابی کا ہو جس خط مین — ہو لفافہ وہ ایسا پیچان چاک
عشق بلبل کا ہی اثر جو ترا — پیرہن ہی گل گلستان چاک
ہاے وحشت تو وای دست جنون — مثل جامہ ہی جسم عریان چاک

اب وہ تاثیر آہ مین ہی تمیز
دم مین ہو جاے چرخ گردان چاک

ولہ

رقیبون نے سکھایا اونکو یان تک
کہ وہ رہنے لگے مجھسے نہان تک

اگر تشریف وہ لائین یہان تک
کرون آنکھونکو فرش اونکے مکان تک

جلایا آتش فرقت نے یان تک
نکلتا اب نہین دل سے دھوان تک

وہ بلبل ہون کہ عشق گلرخان مین
لٹا بیٹھا مین اپنا خانمان تک

زمانہ پھر گیا پھرنے سے تیرے
کہ ہی برگشتہ مجھسے آسمان تک

پس مردن ہزارون نامیونکے
رہے باقی نہ مرقد کے نشان تک

نہین آتا نظر مطلوب اپنا
بہت ڈہونڈا زمین سے آسمان تک

کیا مینے جو ذکر دشت گردی
پڑے ہین آبلے لب سے زبان تک

نہین چھپنے کا ہرگز راز الفت
تمیز اوسکو چھپاؤگے کہان تک

غزل اخلاص

جسکے غم مین ہوا گریان چاک
اوسکے ہاتھونسے ہو یہ دامان چاک

اوسکی صورت ہو جلوہ گر دل مین
کہ ہوا جس سے ماہتابان چاک

بسمل ہجر تیغ قاتل ہون
دل مین لاکھون ہین زخم خندان چاک

دہن یار دیکھکر ہو جائے
سینۂ غنچۂ گلستان چاک

تیغ بران کے زخم کی صورت
کرتے ہین دیکھو تیر مژگان چاک

خنجر ناز سے بتان فرنگ
کرتے ہین اب دل سلیمان چاک

کسی پردہ نشین کا عاشق ہون
ہو نہ جائے جنون گریبان چاک

وصل کی شب نہ آیا وہ اخلاص
صبح کا ہو گیا گریبان چاک

ولہ

کہون مین سرگذشت اپنی کہان تک
کہ ہل سکتی نہین میری زبان تک

نہایت ناتوان ہون غم مین تیرے
تو آ نہر خدا مجھسے ناتوان تک

ستانا اتنا نہ میرے دل کو ظالم
کہ پہنچی آہ میری آسمان تک

وفاداری ہوی معلوم اخلاص
گئی وہ بات جو تھی امتحان تک

غزل عیش

جہان وہ ہین مجھے پہنچا دو وانتک
نہین تو اونکو لے آؤ یہان تک

نگی اسپر بھی جتنے قدر تیر
پچھاوڑ دل کیا دی بیٹھی جان تک

ہوے آباد گھر برباد ایسے
کہ باقی بھی نہین اونکا نشان تک

تلافی کیون نہ چاہین آدمی ہین
اوٹھائین ظلم بیجا ہم کہان تک

یہی کہتی ہی ابتو بیقراری
تڑپ کر جا زمین سے آسمان تک

کسی کی جستجو مین ہو کے بیخود
گیا ہون عیش مین تو لامکان تک

غزل حافظ

مجھے وہ دوست جو لاہی پہنچا تک
کبھی آتا نہین میرے گمان تک

سناؤن حال فرقت مین کہان تک
کہ غم لانے نہین دیتا زبان تک

نہین باقی ہی ہمکو تاب وطاقت
سہینگے جور تیرے ہم کہان تک

نہ نکلے صد حیوانی سے باہر
اگرچہ پڑہ لے بلبل بوستان تک

لکھون اوصاف جو اوس ماہرو کے
زمین شعر پہنچے آسمان تک

تسلسل زلف کا اوس مست کے دیکھیہ
ہی پیچ و تاب مین پیر مغان تک

خمیدہ دیکھہ اوسکے تیغ ابرو
کہ ہی چکر مین اب سنگ فسان تک

تری تقدیر برگشتہ ہی حافظ
کہ رخ پھیرے ہی وہ ابرو کمان تک

ردیف اللام

غزل مذوف

ضبط لازم ہی نہ آواز نکالے بلبل
بات بگڑی ہوی گلشن مین بنالے بلبل

دیکھے اوس گل کی جو نازک کمر کیا عالم
ہر رگ گل مین نئی شاخ نکالے بلبل

اب بہار آئی نہ پڑ جائے نظر گلچین کی
پردہ چشم مین ہر گل کو چھپالے بلبل

جھگڑے گلشن مین کیے باد خزاں نے پیدا
روٹھی جاتی ہی بہار آکے منالے بلبل

سنو زنالہ ہی یہانتک کہ چمن مین گل پر
قطرے شبنم کے ہوے جاتے ہین چھالے بلبل

بانغ عالم مین بھی ہرگز یہہ سمانیکے نہین
دلکے ارمان چمن مین نہ نکالے بلبل

زندگی رو کے کٹی عشق مین اوس گل کے مذوف
چار آنسو تو غم گل مین بہالے بلبل

وله

اہل نظارہ ہوے جاتے ہین بسمل قاتل
دیکھنا بن گیا عارض پہ ترے تل قاتل

پھر گلگشت چمن جاتا ہون بے یار مجھے
ہو نہ جائے کہین آواز عنادل قاتل

شیفتہ زلف کی زنجیر کے کہتے ہین اسے
روح کے ساتھ چلا شور سلاسل قاتل

ہی وفور آپ کا اسطرح کہ آتا ہی نظر
گھاٹ شمشیر کا دریا کا ہی ساحل قاتل

خنجر یاس سے یہہ سر تین کرتا ہی شہید
سینہ متقتل ہی مرا اور مرا دل قاتل

کافی عبرت کو تری دیدۂ قربانی ہے
دیکھہ او چشم کہ ہی دید کے قابل قاتل

ہون وہ بیخود کہ مجھے خوف ہی مقتل مین نمود
ہو نجائے اثر خون سے غافل قاتل

غزل عاقل

فرقت گل مین نکر سوز کے نالے بلبل
پڑ نہ جائین تری منقار مین چھالے بلبل

سر خرو آتش الفت سے ہین ہر چند مگر
شب ہجر انکی سیاہی سے ہین کالے بلبل

فصل گل آتے ہی ہوگا قفس تجکو نصیب
گلشن عیش کی کچھہ خاک اوڑالے بلبل

حسن گل کا تو بیان تونے سنا یا لیکن
میرے گلروسے ذرا آنکھہ ملالے بلبل

غنچے کھلتے ہین نسیم سحری چلتی ہی
تو بھی آجمع ہین سب دیکھنے والے بلبل

کس روش سے روش باغ پہ پھرتا ہی گل
فرش آنکھون کا لب جو تو بچھالے بلبل

جا چکی فصل بہاری بھی خزان آئی ہے
آشیان باغ سے اب اپنا اوٹھالے بلبل

عشق طفلی سے ہی عاقل کو بقول اوستاد
طائرون کا جو ہوا شوق تو پالے بلبل

ولہ

رخ پر نور پہ آیا نہ ترے تل قاتل
حبشی ملک حلب کا ہوا عامل قاتل

چھوڑ کر ہمکو چلا کسلیئے بسمل قاتل
اپنے کشتون مین تو کر ہمکو بھی شامل قاتل

وصل کا لطف نہ ہوگا ہمین حاصل قاتل
لب سے لب تا نہ ملے دل سے ملے دل قاتل

حاجت تیغ و تبر ہے نہ ہی ناوک در کار
ہو چکا تیر نظر کا ترے بسمل قاتل

حشر مین پیش خدا دیکھنا کشتے تیرے
قبر سے کہتے اوٹھین گے یہی قاتل قاتل

تیرے عشوون نے غضب ڈھایا ہی ایک عالم مین
شیفتہ تجھپہ نہ تنہا ہوا عاقل قاتل

غزل عزیز

باغبان خار نہ آنکھون مین چھپالے بلبل
توڑلو پھول ذرا باغ سے جالے بلبل

شاخ گل پر کبھی گلچین جو بٹھالے بلبل
پھولے ایسے کہ چمن سر پہ اوٹھالے بلبل

سر نہ ٹکراتی پھرے کنج قفس مین کیونکر
قید مین خاک پر و بال سنبھالے بلبل

موسم گل ہی مین کی ہائے ظالم نے اسیر
بد صیاد سے تیرا بھی خدا لے بلبل

پیش گل خوب سے نالے اوسے کر لینے دے
باغبان آج تو ارمان نکالے بلبل

پھر کہان گل ہین کہان باغ کہان باد بہار
اس قفس سے تجھے اللہ بچالے بلبل

دید گل کے لئے کانٹون مین پھنسی ہی جاکر
پھوٹ جائین ترے چھل چھل کے نہ چھالے بلبل

جذب صیاد کو اتنا تو قفس مین دکھلا
شاخ گل کھینچ کے آہو نسے جھکالے بلبل

پتا پتا ترے نالونسے پھونکا جاتا ہے
کہتی سوسن ہی زبان اپنی نکالے بلبل

موسم گل نے لگائی ہی چمن مین آتش
اپنے دو تنکے نشیمن سے اوٹھالے بلبل

پھونکدے موسم گل مین جو قفس کو وہ عزیز
پھر تو صیاد بھی آنکھونمین بٹھالے بلبل

ولہ

پاؤن پر دانے سے کیا ہی تجھے حاصل قاتل
ایک ہی ہاتھ کا ہی ابتو یہہ بسمل قاتل

یاس و حسرت جو ٹپکتی ہی لہو کی صورت
خون مین کس کشتہ کے ڈوبے ہین انامل قاتل

چلدیئے شوق شہادت مین جو ہم دنیا سے
دہن گور سے چلائین گے قاتل قاتل

بحر ہستی سے لگایا ہی کنارے دم مین
گھاٹ تلوار کا تیرے ہوا ساحل قاتل

قتل کرکے پئی بوسہ رکھی لب پر شمشیر
چشم بد دور رہی کتنا مرا عادل قاتل

مرغ بسمل کی طرح ہوتا ہی رقص عشاق
قتلگاہ شہدا ہی تری محفل قاتل

آکے پیکان سیہ تاب ترے ناوک کا
ہوگیا چشم تمنا کا مری تل قاتل

گردیا ہی جگر و سینہ کو پارہ پارہ
میرے پہلو مین ہی میرا دل بسمل قاتل

منہ سے بلوانے کی تدبیر دم نزع یہ ہی
آب خنجر ہو گلو مین مرے داخل قاتل

دخل ہی پیک صبا گر دکوا دیکے پیچھے
شوق دل ہی مرے مکتوب کا حامل قاتل

قتل کرکے پئی تشہیر بھی کی ہی تاکید
کون کہتا ہی کہ طفلی سے ہی عاقل قاتل

ناتوان ہجر مین ایسا ہی غریب بے دل
قطرۂ اشک ہوا سینہ کا ہی سل قاتل

غزل متیز

کرتی ہی میری طرح باغ مین مالے بلبل
آنکھ سے اشک کا دریا تو بہالے بلبل

ظلم پر باندھی ہی صیاد نے اب کسکے کمر
آشیان باغ سے تو اپنا اوٹھالے بلبل

سیر گلزار کو جاتا ہی وہ اے باد صبا
کہدے گلرو یہ مرے آنکھ نڈالے بلبل

زندگی تھوڑی ہی اور عشق کا قصہ ہی بہت
کبھی ارمان بھلا اپنا نکالے بلبل

نکہت گل سی ہوی ہی جو چمن مین بیہوش
دل خود رفتہ کو اب اپنے سنبھالے بلبل

جسکے جی مین فصل بہار مین جو چاہے کرلے | ہوگا آخر تو خزان کے ہی حوالے بلبل

شاہد گل کو تب آغوش مین پائینگے تمیز
اپنی ہستی کے نشان کو جو مٹالے بلبل

ولہ

کاٹ لے سر تو مرا چھوڑ نہ بسمل قاتل | کر شہیدون مین خدارا مجھے داخل قاتل
جب سے ہون ابرو کے خمدار پہ مایل قاتل | ہوچکا تیر نظر کا تری بسمل قاتل
آب شمشیر پلا دے تو دم ذبح مجھے | رہ نجائے کہین پیاسا ترا بسمل قاتل
قتل مقتل مین کئے تیغ نگہ سے لاکھون | مین ہی کیا ایک تھا قتل کے قابل قاتل
دہن زخم سے آتی ہی یہ بسمل کے صدا | لب شمشیر کے بوسون کا ہون سائل قاتل
آئی کیسی یہ تمنائے شہادت دل مین | سر بکف پھرتا ہون کہتا ہوا قاتل قاتل
کوے قاتل مین بے قتل لیئے جاتا ہے | اب مرے حق مین ہوا ہی یہ مرا دل قاتل

تیغ ابرو کی طرح کہتا ہی ہر دم یہ تمیز
کون اس تیر نگہ کا نہین گھایل قاتل

غزل اخلاص

شب فرقت کے ستے میرے جو نالے بلبل | ایک نالہ کبھی دل سے نہ نکالے بلبل
اب کوئی دم مین خزان کا بھی گذر ہوتا ہی | ایک دم گل کو تو چھاتی سے لگالے بلبل
بچ کے رہنا تو ذرا آتش گل سے ورنہ | پڑ نجائین تری منقار مین چھالے بلبل
کہدو ساقی سے چمن مین کہ پئین گے چھپ کر | گل کے دھوکے مین نہ ساغر کو اوٹھالے بلبل
وصل گل کا نہین ہوتا ہی میسر اخلاص | الفت گل مین جو دل کو نہ جلالے بلبل

ولہ

کیا کریگا تو بھلا لیکے مرا دل قاتل
کہ نہین زخم سے خالی کہین اک تل قاتل

کرلیا جب سے مجھے زلف کا مایل قاتل
پڑگئین پاؤن مین اوسدنسے سلاسل قاتل

زخم دل پر مرے مرہم نہ لگایا تونے
اور تڑپتا ہی رہا تیرا یہہ بسمل قاتل

بارہا تیز کیا خنجر بران تونے
کیا سمجھہ بیٹھا ہی سینہ کو مرے سل قاتل

خوب اخلاص کی مٹی کا بنایا تو وہ
کیا نشانون ہی کے سمجھا اسے قابل قاتل

غزل عیش

الامان ابتو ہی مقتل تری محفل قاتل
یا لنسے وانتک ہین بہت زخمی و بسمل قاتل

عید قربان ہی گلے سے میرے آمل قاتل
ملکے تو مار کہین تا تجھے عاقل قاتل

جائینگے معرکۂ عشق مین بے خوف وخطر
بے کلیجے ہین نہین رکھتے ہین ہم دل قاتل

سہل بھی ہمکو تو دشوار نظر آتا تھا
تیری امداد سے آسان ہوی مشکل قاتل

یون قدم اوٹھتے تھے جسطرح چلے ہی مقراض
جب وہ کرتا تھا کبھی قطع منازل قاتل

جائے بے سر دیئے سودائے شہادت کیونکر
جن چڑھا ہو تو اوتارے کوئی عامل قاتل

طبع نازک مری اسکی متحمل نہین اب
سایۂ تیغ دو دم جسمپہ ہی سل قاتل

بولے منہ دیکھکے آئینۂ شمشیر مین وہ
کوئی دنیا مین نہین میرا مقابل قاتل

عیش کو ہجر مین بھاتی نہین سیر مہتاب
بے رخ یار ہی اوسکا مہ کامل قاتل

غزل عاشق

طعنہ زن مجمعہ عبث ہین ترے نالے بلبل
گل کی صورت تو مرے گل سے ملالے بلبل

آتشین رخ کو چمن مین ترے گلرو کے نہ دیکھ
ورنہ پڑجائین گے دل مین ترے چھالے بلبل

مین جو کہتا ہون کہ بلبل ہون ترا ای گلرو
وہ یہہ کہتے ہین بہت ہمنے ہین پالے بلبل

ناصحا یار سے ملنے کو مجھے منع نہ کر
کسطرح الفت گل دل سے اوٹھالے بلبل

طوق قمری کی طرح چھوڑ پھینکا گل کو
دیکھے اے گل جو ترے کانکے بالے بلبل

وصل کہتے ہین اسے باغ جہان مین عاشق
بس مین بلبل کے ہو گل گل کے حوالے بلبل

ولہ

سخت جانونکو نہین وصل سے حاصل قاتل
غم تو دل مین ہی یہہ سینہ ہی مرا سل قاتل

جبسے یہہ دل ہی تری شکل پہ مایل قاتل
نہین نظرون مین سما تا مہ کامل قاتل

رکھتا ہی آٹھہ پہر خنجر ابرو کا خیال
ہی مرا جان کے حق مین یہہ مرا دل قاتل

ہر رگ تن تری تلوار کا دم بھرتی ہے
مرتے دم بہر خدا مجھسے گلے مل قاتل

چھد گیا ناوک مژگان سے جگر عاشق کا
جب ہوا مین تری آنکھونکے مقابل قاتل

ردیف المیم

غزل لمنود

تا کجا پیچین گے تجکو او دل ناشاد ہم
ہین ہجوم آرزو سے مورد بیداد ہم

ہاے فرقت مین ستم کرنے لگی فصل بہار
گل کو خندان دیکھکر کرنے لگے فریاد ہم

کرتا ہی ظالم نئے انداز سے جور و جفا
اب وفا کا بھی کوئی عالم کرین ایجاد ہم

آمد و شد پر نفس کی مصقلونگا ہی گمان
کیون نہ سمجھین دل کو آب آئینۂ فولاد ہم

وہ مآل اندیش ہین آغوش مادر مین نمود
یاد آغوش لحد سے کرتے تھے فریاد ہم

ولہ

یون زبانکو مری اللہ کے ہی نام سے کام
جسطرح حرف کو ہی کاغذ رقام سے کام

ہی مجھے کو چۂ محبوب دلا رام سے کام
اور ہی صحبت رندان می آشام سے کام

جلوہ صورت کا نظر آے جو عقبیٰ دیکھین
ابتو دنیا مین پڑا ہکو ترے نام سے کام

ہر قدم منزل مقصود دکھاتا ہی مجھے
جادۂ عشق مین لیتا ہون یہہ ہر گام سے کام

یاد کرتا ہون لحد کے جو مصائب مین نمود
یون کوئی کہتا ہی تجکو تو ہی آرام سے کام

غزل عاقل

کسطرح ہون رنج فرقت سے بہلا آزاد ہم
اونکو بھولے سے کبھی آتے نہین جب یاد ہم

کوہ و صحرا مین بھٹکتے پھرتے ہین جون گرد باد
بنگئے فرقت مین تیری قیس ہم فرہاد ہم

شمع سان ہم جلگئے پردہ سے دکھلایا رخ
جاکے محفل سے تمھاری کیا کرین گے یاد ہم

قمریان کہتی ہین یون اوس سرو قد سے غمین
ٹھوکرون مین اب اوڑادینگے سر شمشاد ہم

پر جو لوچے ہی ہوا پر سوے گلشن چھوڑدے
آرزو رکھتے ہین آتنی دل مین ای صیاد ہم

اوڑکے پہنچینگے ہواے شوق مین وان مثل کاہ
چاہتے تجھسے نہین باد صبا امداد ہم

ضبط نالہ ہی فقط تیرے مزاج تند سے
مثل خس ورنہ قفس تک پھونکدین صیاد ہم

ایکدم جاتا نہین جز یاد ابروے صنم | سوتے ہین سینہ پہ رکھکر خنجر فولاد ہم

دم مین عالم کو تہ و بالا کرین عاقل مگر
تا بہ لب آنے نہین دیتے کبھی فریاد ہم

ولہ

یاالٰہی نہ پڑے قاتل خود کام سے کام | جسکو جز قتل نہین اور کسی کام سے کام
روز و شب سوزش فرقت مین بسر کرتے ہین | دن سے مطلب نہین کچھہ ہمکو نہ کچھہ شام سے کام
اشک پیتے ہین غم دیدۂ میگون مین ترے | شیشۂ مل سے سروکار نہ کچھہ جام سے کام
کشتۂ ناز وادا ہین ترے ای رشک پری | سر بکف بیٹھے ہین در پر نہین کچھہ نام سے کام

دیکھہ عاقل نہ کہین زلف صنم کو چھونا
طائر دل کا خدا ڈالے نہ اس دام سے کام

غزل غریز

کچھہ تو آخر جانتے ہین عشق کی بنیاد ہم | اسلیئے کرتے نہین ایدل کبھی فریاد ہم
شاد ہم ناشاد ہم پابند ہم آزاد ہم | گل بھی ہم غنچہ بھی ہم گلچین بھی ہم صیاد ہم
چیر کر پہلو کو جب سے چل دیا سوے صنم | دمبدم ای دل تجھے کرتے ہین کیا کیا یاد ہم
ہوکے عاشق سبز خط کے بیگئے ہین یکقلم | ہوگئے کیا تختۂ مشق ستم ایجاد ہم

باغ مین کہتا ہی تن کر سرو قد وہ ای غریز
ٹھوکرون مین لو اوڑاتے ہین سر شمشاد ہم

ولہ

دل سے جلتا ہی مرے جسم کا آرام سے کام | کون شیشہ ہی بھلا جسکو نہین جام سے کام

چاک دامن ہو تو ہو ٹکڑے گریبان جنون
ہاتھ جلتا رہی وحشت مین تجھے کام سے کام

چیر کر زلف کو نکلا تو پھنسا زلف مین جا
طائر دل کو پڑا اور تے ہی کیا دام سے کام

راہ مین تیری کرین گے سر شوریدہ فدا
ہمکو آغاز سے ہی عشق مین انجام سے کام

یاد مین تیری شب و روز پھرا کرتا ہون
چین سے کچھہ نہ سروکار نہ آرام سے کام

اوسکے اوپھے کبھی سلجھے نہین دیکھے ہین عزیز
یا الٰہی نہ پڑے زلف سیہ فام سے کام

غزل تمیز

شاد رہوین وہ بلا سے گور مین ناشاد ہم
بھول بیٹھے وہ ہمین کرتے ہین اونکو یاد ہم

فصل گل مین بھی رہائی دی نہ جب صیاد نے
گل کو خندان دیکھکر کرنے لگے فریاد ہم

قتل کرنا ہو تو کر تاخیر اب لازم نہین
سر کف مقتل مین کب سے بیٹھے ہین جلاد ہم

قد گلروسے کرے گلزار مین گر ہمسری
سینکڑون شاخین نکالین تجھہ مین ای شمشاد ہم

بعد مردن کیا اوڑائیگی ہماری خاک تو
ای صبا دست فلک سے ہوچکے برباد ہم

عالم گریہ مین ہچکی آئی تو کہنے لگے
مرحبا یا دش بخیر اونکو ہوے اب یاد ہم

خط کے آتے ہی ہوے طالب غلامی خط کی وہ
ہی یقین اب تو نہ ہونگے عمر بھر آزاد ہم

ظلم چوچا ہو کر و ہمپر نہین مانع کوئی
آخرش پائین گے محشر مین خدا سے داد ہم

تم نہ بولوگے تو کیا ہوگا کسی گلروسے مل
کر ہی لینگے اس دل ناشاد کو اب شاد ہم

رفتہ رفتہ ہوگئے مشاق ایسے عشق مین
پہلے تھے شاگرد اس فن کے ہین اب استاد ہم

اونکے پھرتے ہی زمانہ پھر گیا اب ای تمیز
بیکسی مین کس سے جا ہین ایخدا امداد ہم

ولہ

کون بلبل کو نہین عارض گلفام سے کام
کونسے دل کو نہین اپنے دلا رام سے کام

دل مخمور کو ہی بادۂ گلفام سے کام
یہہ وہ شیشہ ہی کہ رکھتا ہی سدا جام سے کام

بے ترے سونی ہی می نوشونکی محفل ساقی
ہوش شیشہ کا کسی کو ہی نکچہ جام سے کام

نالۂ دل کو سمجھتے ہین وہ مستقل کی صدا
بزم ساقی مین جو رکھتے ہین سدا جام سے کام

زلف و عارض کے تصور مین ہون یکجو دیانتک
کچہہ مجھے صبح سے مطلب ہی نہ ہی شام سے کام

بخت برگشتہ کو تو دیکھہ بخوبی میرے
کب تلک رہویگا اس گردش ایام سے کام

فصل گل دیکھہ کے گلشن مین بجا ای بلبل
کہین پڑ جاے نہ صیاد کے ابدام سے کام

جنسے دنرات کی صحبت تھی تمیز اب اونسے
نکلا اپنا نہ کبھی نامہ و پیغام سے کام

غزل اخلاص

ظلم کی تیرے کہان لیجا ینگے فریادہم
بس ترا دامن پکڑ کر لینگے قاتل دادہم

نشۂ عشق بتان مین اسقدر مخمور رہین
شربت خم پی کے رہتے ہین ہمیشہ شادہم

یہہ گلا حاضر ہی تو تیغ ستم سے کاٹ لے
شوق سے گردن جھکائے دیتے ہین جلادہم

ساقیا عشرتکدہ سی اپنی جو کچھہ ہو سو لا
کنج مرقد مین تجھے پھر کیا کرین گے یادہم

اسقدر دل پر اوٹھائی ہین جفائین ہجر مین
سہتے سہتے بن گئے ہین آہن و فولادہم

حسرتین دنیا کی ای اخلاص مٹنا ہین محال
قید ہستی سے نہ ہولین جب تلک آزادہم

ولہ

رند مشرب کو نہین ننگ سی اور نام سے کام
رات دن اوسکو تو ہی کوے دلارام سے کام

ہوگئین جیسے مری اور تری چار آنکھین
پڑگیا آہ مجھے گردش ایام سے کام

دسترس ہو تو دلا لون مین تری خاطر سے
ساقی ماہ وش و ساغر گلفام سے کام

جسکے آغاز مین پیدا ہو ندامت ایدل
خاک نکلے گا بھلا اوسکے پھر انجام سے کام

دیکھے دل کیا ہی پشیمان ہوا ہی اخلاص
حق نہ ڈالے کبھی ایسے بت خود کام سے کام

غزل عیش

واہ کیا خوب جو نکلا نہین دشنام سے کام
تہمتین باندہ کے اب لیتے ہو الزام سے کام

غم نہین عشق مین گر مٹ گئے مشہور ہوے
کچھ غرض ہمکو نشانے سے نہین ہی نام سے کام

اور کے ہاتھ بکین مفت ملین ہم تمکو
یون جو ٹھیرے تو نہین اپنے ہمین دام سے کام

پھر وہی عیش گذشتہ کے ہون سامان وہی ہم
ضد پہ آجائین جو لین گردش ایام سے کام

ہو نجانے کہین راز اپنا کسی پر ظاہر
مصلحت یہ تھی لیا ہمنے نہ پیغام سے کام

ہون وہ کب دیکھئے بن ٹھن کے سنور کر فارغ
صبح سے شام تلک تو رہا حمام سے کام

گرچہ افتادہ ہون پر حوصلہ عالی ہی مرا
در پہ سر ہی تو نگا ہون کو ہی اوس نام سے کام

سایۂ یار سے اور زلف معنبر سے ہی انس
عیش حیران کو نہین اور کسی شام سے کام

غزل عاشق

کھائے بیٹھے ہین جگر پر خنجر جلا دہم
نیشتر سے اور بسمل ہونگے ای فسادہم

کھینچتے ہین راتدن اک حور پیکر کی شبیہ
آجکل گویا ہین رشک مانی و بہزاد ہم

گریۂ بلبل پہ ہنستے تھے اب ایسا گل کھلا | گل کو خندان دیکھکر کرنے لگے فریاد ہم

جبسے مجھہ عاشق کو وہ بھولا ہوا ہی بیوفا
اسلئے ہر وقت کرتے ہین خدا کو یاد ہم

غزل حافظ

دوستو جب سے پڑا اوس بت خودکام سے کام | دل کو کچھہ عیش سے مطلب ہے نہ آرام سے کام
تیرے ابرو کا اشارہ تو فقط کافی ہے | خواہش خنجر براں ہی نہ صمصام سے کام
قصۂ عشق بتان ہم نہ سنین گے ہرگز | اسکے آغاز سے مطلب ہی نہ انجام سے کام
ہجر دلبر مین ہی دن رات برابر ہمکو | صبح ہونے کی تمنا ہی نہ کچھہ شام سے کام
رشتۂ زلف کا پابند ہوا طائر دل | پھر بھلا کیا رہا صیاد ترے دام سے کام
آدمیت بھی کوئی شی ہی بھلا سوچو تو | ہم دعا دیتے ہین اور تمکو ہی دشنام سے کام
چشم میگون کی محبت نے کیا یہہ مدہوش | جسکے باعث نرہا مجکو می و جام سے کام
زلف و رخسار کا اوس بت کے تصور جو بندھا | رات دن ہمکو رہا صدمۂ آلام سے کام

بعد مدت کے ہوا طالع حافظ بیدار
یا خدا پھر نہ پڑے گردش ایام سے کام

ردیف النون

غزل نمود

وہ ساقی ہین رند قدح خوار مین ہون | خرابات عالم مین ہشیار مین ہون
اشارون مین آنکھہ اوسکی کہتی ہی مجھسے | کہ نرگس کی مانند بیمار مین ہون

محب وشفیق وانیس آپ ٹھیرے
ستمگار مین ہون دل آزار مین ہون
مداوات سے تنگ آئے معالج ✤
شفا جو نپائے وہ بیمار مین ہون

نمود اب زبان تسلم کہتی ہی یون
کہ مانند نیسان گہربار مین ہون

ولہ

وہ بت خدا کا مظہر قدرت اگر نہین
کیون اوسکے جسم صاف مین موے کمر نہین
جس گل کو خط لکھون ہون وہ نازک مزاج ہے
قاصد جہان بغیر نسیم سحر نہین
مرتا ہون ہاے عشق بتان فرنگ مین
جز حضرت مسیح کوئی چارہ گر نہین
یان داغہاے دل ہین شگفتہ بر نگ گل
ہی وہ چمن کہ دخل نسیم سحر نہین

ہوا ایسا انبیا مین شفیع الامم نمود ✤
کوئی بھی غیر حضرت خیر البشر نہین

غزل عاقل

وہ ساقی ہین رند قدح خوار مین ہون
مسیحا ہین گر وہ تو بیمار مین ہون
بہار و خزان چمن ہین بہم
بجا ہی کہ تم گل ہو اور خار مین ہون
چھوا ہی جو سودا مین گیسو کو مینے
نہ شانے سے اوسکو خطا وار مین ہون
زمانہ مین مشہور ہون کیون نہ ہم تم
جفا کار تم ہو وفا دار مین ہون

ہی عاقل کی ہر دم دعا تجھسے یارب
تو غفار ہی اور گنہگار مین ہون

ولہ

بزم عدو مین جب کہ ہمارا گذر نہین
سن لیجو مفسدو نکے تو نیند بھی سر نہین

سینہ پہ ہاتھ رکھکے ذرا دیکھ قاتلا
پہلو مین دل نہین ہی کہ بر مین جگر نہین

میدان معرکہ مین دم قتل قاتلا
جنبش مین مثل شمع کے ہو نیکا سر نہین

چھلون کا داغ کھاے نہ بوسہ لے کبھی
شاید مرے نصیب مین گل ہین ثمر نہین

ہر دم خفا ہی رہتے ہین ہیچ سبب
اگلی سی اونکی عاقلا تجھپر نظر نہین

غزل غریز

بدل عشق قد کا خریدار مین ہون
وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہون

کیا اوسکو ایسا رقیبون نے برہم
وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہون

جفا و ستم ہین نہ کیا کیا اوٹھاے
وفا کا بھی تیرے سزاوار مین ہون

کسی دن تو ظالم دکھادے وہ صورت
کہ راتون ترے غم سے بیدار مین ہون

سبکدوشی کیجو تو اپنے کرم سے
گناہون سے یارب گرانبار مین ہون

کبھی تو ادھر بھی نگاہ تلطف
فدا دل سے مین ہون طلبگار مین ہون

غریز آب نہ آئیگا دم مین تمھارے
جو پیمان شکن تم تو ہشیار مین ہون

ولہ

مین داغ دیکھ کھاتا ہون تمکو خبر نہین
شاید مرے نصیب مین گل ہین ثمر نہین

خوبی کو تیری کون بھلا پاے خلق مین
ہم رتبہ آفتاب نہین ہی قمر نہین

پریان پرے جمائے ہین حورین بھی گرد ہین
عالم مین کوئی تمسا بھی ایجان بشر نہین

کوچہ مین اوسکے پہونچون مین کسطرح ای صبا
ضعف فراق یار مین جان وجگر نہین

کرتا ہی بیگنا ہون کو ظالم جو روزقتل
تجکو ذرا تو ہاے خدا کا بھی ڈر نہین

اشکون مین لخت دل بھی بہم ملکے آتی ہین
تھمتی جو ایکدم بھی مری چشم تر نہین

پہونچوگے کیسے منزل مقصود پر عزیز
کچہہ بھی تمھارے پاس توزاد سفر نہین

غزل تمیز

وہ کہتے ہین خوبون مین سردار مین ہون
شہ عاشقان کہہ سزاوار مین ہون

شفا اونکے دیدار پر منحصر ہی
وہ عیسی نفس ہین تو بیمار مین ہون

وہ آتے نہین گر تو آئی اجل ہے
کہ اب ایسے جینے سے بیزار مین ہون

گرانبار ہون باعث ضعف یا تک
کہ نظرون مین اونکی سزاوار مین ہون

وہ مالک ہی میرا مین ہون اوسکا بندہ
وہ غفار ہی اور گنہگار مین ہون

تمیز آج مسرور ہی اونسے ملکر
جو کہتا تھا کل تک کہ غمخوار مین ہون

ولہ

کیون عزم اونکا آج ہمارے ادھر نہین
باعث ہی کیا کہ ماہر واب جلوہ گر نہین

بلبل کی طرح کہتا ہون گلشن مین دوستو
شاید مرے نصیب مین گل ہین ثمر نہین

رعشہ فلک کو نالہ سے میرے ہی ابتلک
مشہور تھا کہ آہ مین میری اثر نہین

ایسی تو چشم پوشی نہ لازم تھی آپکو
مدت سے اب تو آپکی مجھپر نظر نہین

قاصد زبانی کہیو کہ مہجور آپ کا
مرتا ہی لیکن آپکو اوسکی خبر نہین

وحشت مین نامہ لکھا ہی دل تھام تھام کر
پر کیا کرون کہ آج کوئی نامہ بر نہین

انداز دلبری کے نزاکت مین حسن مین
ثانی جہان مین آپکے کوئی بشر نہین

دیکھے ہی اونکے عارض و کاکل کو جو تمیز
اوسکی نگہ مین وقعت شام و سحر نہین

غزل اخلاص

تو ستار ہی اور گنہگار مین ہون
تو غفار ہی اور خطاوار مین ہون

تو خالق ہی میرا مین بندہ ہون تیرا
مین عاجز ہون ناچیز ناچار مین ہون

عطا کردے مجکو تو اپنی محبت
زمانہ کی الفت سے بیزار مین ہون

خدا کے لئے گر کوئی مانگ بیٹھے
تو سر اپنا دینے کو تیار مین ہون

مجھہ اخلاص کو بخشش دیجو الٰہی
ہوا و ہوس مین گرفتار مین ہون

ولہ

وہ کون شی ہی جسمین کہ تو جلوہ گر نہین
کس دل مین تیر عشق کا تیرے اثر نہین

کھینچے گی میری آہ رسا اوسکو یان تلک
وانتک اگرچہ باد صبا کا گزر نہین

مین مست چشم ناز ہون تیرا ہی ساقیا
ہی کیا ضرور بادہ و ساغر اگر نہین

بیزار کسلئے ہی صنم مجسے بے سبب
مین فتنہ گر نہین ہون مین ایسا بشر نہین

اخلاص شکر ہی جو گذرتی ہی اندنون
ای آہ جب سے بر مین وہ رشک قمر نہین

غزل عیش

شکوہ نہین جو وہ مری لیتے خبر نہین ۔ سودا نہین جنون نہین کچھ در دسر نہین
ایسے کہان ہین ہم کہ بھرا ہم مین شر نہین ۔ لیکن کسی کو ہمسے پہنچتا ضرر نہین
آئے ہین بیخودی مین عدم سے جو ہم یہان ۔ بھولے ہوے ہین یاد ہمین اصل گھر نہین
غرہ بہت ہی اونکو جو ہین صاحب کمال ۔ مین اس سے ہون بری کہ کچھ آتا نظر نہین
اندھیر ہی جہان نہین معلوم ہون کہان ۔ اسکا سبب یہہ ہی کہ وہ پیش نظر نہین
کہتے ہو تم کہ ہی تری باتون کا دلپہ نقش ۔ رکھیگا یاد قول مرا بے اثر نہین
رکھتی ہی سیر مجکو قناعت جو مجھ مین ہی ۔ مفلس ہون پر کسی سے مین خواہان زر نہین
بھرتا نہین ہی جو دل پر داغ آہ سرد ۔ جلتی مرے چمن مین نسیم سحر نہین
گھر مین ہمارے رنگ ارم خانہ باغ ہی ۔ ہی اسکا داغ یار کے قد کا شجر نہین
گستاخ ہوکے ہوگئے بیباک ایسے آپ ۔ ہم کیا ہین اب تو تمکو خدا کا بھی ڈر نہین

پھاہا کیا ہی زخم کے انگور سے جدا
ای عیش پھول توڑلیا ہی ثمر نہین

غزل عاشق

وہ کون شی ہی جس مین کہ تو جلوہ گر نہین ۔ کس دل مین تیرے عشق کا ایجان اثر نہین
مجکو بہاکے اشک نے پہنچایا یار تک ۔ باقی رہا جو نالہ دل مین اثر نہین
ناسور تیر عشق کا رکھتے ہین دل مین ہم ۔ وہ گھر ہی بے نشان ہی جسمین کہ در نہین
وہ جان بلب ہون مین کسی قاتل کے ہجر مین ۔ سینہ مین دم تو پہلو مین دل اور جگر نہین

عاشق جہان آنکھون مین اندھیر ہوگیا
جسدن سے میرے یار وہ رشک قمر نہین

غزل حافظ

اوس بیخبر کو حیف ہماری خبر نہین ۔ فریاد و نالہ کرتے ہین لیکن اثر نہین
مین بھی وہی ہون تو بھی وہی ایک کسلئے ۔ پہلی سی تیری مہر کی مجھپر نظر نہین
مرغ خیال زلف پریشان کی فکر مین ۔ پرواز کسطرح سے کرے بال و پر نہین
ست ایسی پھیر دی ہی تمنائے دید نے ۔ ہم اونکو دیکھتے ہین اودھر وہ جدھر نہین
ہر ضرب کی ہی روک زمانہ مین کچھ نہ کچھ ۔ لیکن تمھاری تیغ نگہ کی سپر نہین
آمادۂ فساد ہین محفل مین اونکی غیر ۔ یہہ خیر ہی کہ یار کو منظور شر نہین
ہو جائے جسپہ اونکی عنایت زہے نصیب ۔ دشمن کی دشمنی سے پھر اونکو خطر نہین
آمد ہی ای صبا کسی گلرو کی باغ مین ۔ عشاق کے ہجوم سے جو رہگذر نہین
ہم ڈھونڈتے ہین اونکو جہان مین ادھر ادھر ۔ ملتا نشان یار مثال کمر نہین

کیا کیا نہ ہوتے جوہر طبع رسا عیان
حافظ مگر زمانہ مین قدر ہنر نہین

ردیف الواو

غزل نمود

عرق مین ہی یہ تن یار با وفا کی بو ۔ کہ بوے گل سے بھی خوشبو ہوی قبا کی بو
وہ گلبدن جو نہایا ہی آکے دریا مین ۔ تو ساتھہ آب روانکے وہان سہا کی بو
ہوا دماغ پریشان پڑہا جو خط اوسنے ۔ گئی مشام مین کیا حرف مدعا کی بو
مین ایسے رشک چمن پہ برنگ بلبل ہون ۔ ہی بوے گل کی طرح جسکے نقش پا کی بو

وہ محو زہد و تقا ہون نمود عالم مین
کہ فاسقین مین پاتا ہون اتقا کی بو

ولہ

جوش جنون جو ہوتا ہی مجھہ بیقرار کو
کرتا ہون چاک دامن ابر بہار کو

ہی یہہ بھی ایک کھیل بت ذی سوار کو
تودہ بنا رکھا ہی ہمارے مزار کو

پہنچیگا بالیقین کسی کوچہ مین بعد مرگ
صرصر اوڑا ئی بھی جو ہمارے غبار کو

دکھلاؤن حشر مین اونھین گلہاے داغ دل
اوٹھون لغل مین داب کے فصل بہار کو

چلدین گے دفن ہوکے کہین اور ہی نمود
بہر نشان چھوڑ چلین گے مزار کو

غزل عاقل

ہزار بڑہ کے گلونسے ہو جب قبا کی بو
صبا اوڑائیگی کیا یار با وفا کی بو

صبا جو آیا براہ وفا گل خوبی
ملیگی باغ جہان مین نہ پھر جفا کی بو

رواں تھی بزم مین موج شمیم شب کیا
لٹکتی رخ پہ رہی زلف اور اوڑا کی بو

گل مراد کھلین بلبلون کی بن آئے
نسیم صبح جو لیجاے دلربا کی بو

جدا نہ ہوتے ہین عاقل جو کوے جانسے
صبا سونگھاتی ہی اوس یار با وفا کی بو

ولہ

کھٹکا مین بعد مرگ بھی اوس شہسوار کو
روندوا کے صاف اوسنے اوڑایا غبار کو

چشمون کو آرزو ہی کہ آوین وہ ایک پل
پتلی کی سیر آج دکھاوین گے یار کو

زلف رسا سے یار نے تسخیر کر لیے
چین و ختن کو اور خطا کو تتار کو
قاصد خدا کیواسطے اونکی خبر تو لا
ہی آرزوے وصل دل بیقرار کو

حسرت مین خوش قدونکی جو پھانسی ہوئی نصیب
معراج سمجھے عشق مین عاقل بھی دار کو

غزل عزیز

سونگھہ اب چمن مین اپنا کوئی گل کھلا کی بو
پائیگی کیا صبا تو کسی باوفا کی بو
نافہ کو مشک چین کے ملاتا ہون خاک مین
زلف صنم سے آج اوڑی ہی بلا کی بو
اپنے ہی نالہ مین دل نالاں کا ہی اثر
ظالم مین اندنون نہین جور و جفا کی بو

باغ و بہار ہمکو نہ کیون خار خار ہو
پائے نہ جب عزیز گل مدعا کی بو

ولہ

دیکھا صبا نے جب گل رخسار یار کو
کانٹون مین گل چھڑا کے رولایا ہزار کو
دیکھا ہی جبسے ابروے خمدار یار کو
آنکھو نپہ رکھا خنجر قاتل کی دھار کو
سوسن مسی منگاے حنا خون دل ملے
گلشن مین ای صبا وہ چلا ہی سنگار کو
یہان دم لبو نپہ آتا ہی قاصد اوسے تو لا
کہیو کہ پھر نہ پاؤگے اس جان نثار کو
بھولے گل چمن کو صبا ایسا خار کھاے
دیکھے جو عندلیب دل داغدار کو
بوسہ جو دین تو نقد دل و جان کرون نثار
سمجھون ہون زندگی ترے لب کے پیار کو

نکلی نہ بعد مرگ بھی حسرت یہہ ای عزیز
ٹھکرایا یار نے نہ ہمارے مزار کو

غزل تمیز

جو کوئی اوس گل رعنا کی لے قبا کی بو
نہ آئے خوش اوسے عطر گل حنا کی بو

یہ کسکے نور تجلی کا ہی اثر دل مین
جو میرے سینہ مین آنے لگی صفا کی بو

مریض دوری وصلت کو تیرے رشک مسیح
پی شفا نہین آتی ہی خوش دوا کی بو

نہا کے کون گیا ہی یہہ آج دریا سے
مشام عطر جو پہرون تلک بہا کی بو

دماغ بس گیا یا ن بوے مشک وعنبر سے
صبا جو لائی ترے گیسوے دوتا کی بو

ہزار شکر مسلمان ہوا مین کافر سے
بتون مین پائی نہ یارب جو مدعا کی بو

فقط یہہ حسن دو روزہ کا ہی اثر ہی تمیز
نہین ہی اوس گل خوبی مین جو وفا کی بو

وله

پھر کر رہا ہون یا درخ گلعذار کو
پھر ڈہونڈنے لگا ہی یہہ بلبل بہار کو

واجب ہین اونکو سجدہ پہیم دم نماز
محراب کیئے قامت دلجوے یار کو

بعد فنا کہین سے بھی گر ہو گیا نصیب
گل کر دیا صبا نے چراغ بہار کو

ہاتھون سے ناتوانی کے ہون زار سقدر
کم دا سے نہ سمجھون ہون مین نوک خار کو

طفلی کا لطف پیری مین آتا ہی تب مجھے
دیکھون ہون جب کبھی مین کسی نے سوار کو

اوس گلبدن کی یاد مین کھاتا ہی گل تمیز
تا دیکھے اس بہانہ سے وہ داغدار کو

غزل اخلاص

نگاہ یار سے پاتا ہون مین صفا کی بو
اشارہ دیتا ہی کچھہ حرف مدعا کی بو

خوش آئے مشک ختن کی نہ پھر خطا کی بو
بسے دماغ مین گر زلف دلربا کی بو

پڑا کمانسے بہہ بل ابروان جانان مین
کہ دل کو آنے لگی خنجر جفا کی بو

عجب ہی رنگ طلائی حسینون کا اخلاص
گدا کے دل سے اوڑاتے ہین کیمیا کی بو

ولہ

باد نسیم دیجیو مژدہ بہار کو
آیا ہون لیکے ساقی عشرت شعار کو

اغلب جو جی اوٹھون جو پس مرگ یار آئے
اکبار بہر فاتحہ میرے مزار کو

ناصح فراق یار مین روؤن نہ کیا کرون
قابو مین جب نہ پاؤن دل بیقرار کو

اخلاص چند روزہ ہین دنیا کے عیش و رنج
کب ہی قیام گردش لیل و نہار کو

غزل عیش

بے بس ہون میری شرم ہی پروردگار کو
دیوانہ کرکے یار نہ لے ننگ و عار کو

یمن قدم سے یار کے ہوجاے باغ دشت
ہاتھون مین لیکے پھول بنا ے وہ خار کو

جب معصیت ہوا نہ جوانی سے کچھ حصول
بس اب سلام ہی گئی گذری بہار کو

ظالم کی نسل بڑہتی نہین ہی جہان مین
پھولا پھلا نہ دیکھا کبھی نخل دار کو

گو ندہا گیا ہی تار نظر مین ہمارے وہ
پہچان لینگے آپ کے پھولونکے ہار کو

چاہا اگر خدا نے تو ایمان کے نور سے
روشن کرینگے مرکے ہم اپنے مزار کو

آنکھونمین مین اونھین کی کھٹکتا ہون کہ عبث
کانٹا سمجھتے ہین جو مرے جسم زار کو

اوس گل کا منتظر مجھے جسنے کیا ہی عیش
نرگس کی آنکھ مین بھی وہ دے انتظار کو

غزل عاشق

نہین نسیم کی صرصر کی اور صبا کی بو
ہر ایک گل مین ہی اوس یار باوفا کی بو

چمن مین جاکے دلاکسکی یاد آتی ہی
حنا سے آتی ہی کس گل کے دست و پا کی بو

بیان عشق مجازی کی کیا حقیقت ہو
گناہگار سے آتی ہی پارسا کی بو

پسند دل کو تمھارے جو سیر گلشن ہے
گلون مین آتی ہی کچھ اِن دنون وفا کی بو

نہ دیکھے غیظ سے عاشق کو پھر کوئی واعظ
بسے دماغ مین گر چشم فتنہ زا کی بو

غزل حافظ

لے آئی کوئی بہر خدا اوس نگار کو
تسکین ہو گو نہ تاکہ دل بیقرار کو

جون شمع داغ دل سے مرے روشن ہین بعد مرگ
حاجت نہین چراغ کی میرے مزار کو

دلبر کی طرح پہلو سے نکلا ہی جای ہی
تھامون مین کسطرح دل بے اختیار کو

ہم صید گاہ عشق مین صید اسلیئے بنے
شاید وہ آوے صید فگن یان شکار کو

لائی ہی کسکے عنبر گیسو کی بو صبا
شرمندہ جسنے کر دیا مشک تتار کو

اللہ رے درازی دست جنون کہ یان
چھوڑا نہ ایک جیب و گریبان کے تار کو

وصل اونکا حافظ اب تو میسر ہوا تمھین
جنکے کہ تم ترستے تھے بوس و کنار کو

ردیف ہا ہوز

غزل مؤدد

سب ہین حیرانی سے یہ رشک پری آئینہ
ہی جہان مین تری نازک کمری آئینہ

دیکھے ایک لحظہ جو وہ رشک پری آئینہ
سیکھہ لے شیوۂ بیدادگری آئینہ

حیرت انگیز ہوا جلوۂ خوبان فرنگ
ہند سے اب ہو حلب کا سفری آئینہ

روے روشن مین ترا عکس بھی آتا ہی نظر
ہی بجا گر کہین رخ کو قمری آئینہ

خود نمائی نے کیا جامہ سے گل کو باہر
لائی کیا ساتھہ نسیم سحری آئینہ

میری حیرانی نمود اوسکو صبا دکھلاتی
کاش رکھتا صفت ہمسفری آئینہ

غزل عاقل

دیکھہ سکتا ہی نہ وہ جلوہ گری آئینہ
ہند سے اب ہو حلب کا سفری آئینہ

دست نازک مین لیا جب سے پریرو نے مرے
ناز کرنے لگا کیا شل پری آئینہ

سبزۂ خط کا ترے عکس پڑا ہی اوسمین
کیسے دکھلائے نکیون اپنی ہری آئینہ

دیکھہ لے اوسکا رخ صاف جو آدم عاقل
شکل دکھلائے نہ پھر زنگ بھری آئینہ

غزل عزیز

رخ سے بھولا ہی تری جلوہ گری آئینہ
ہند سے اب ہو حلب کا سفری آئینہ

جب سے عکس رخ پر نور پڑا ہی تیرا
جا چھپا گھر مین وہین بنکے پری آئینہ

آب و تاب رخ انور کا صنم فیض ہی یہ
دونون رکھتا ہی جو خشکی و تری آئینہ

ہو کے حیران عجب سکتے مین اوس رخسی ہوا
رکھتا عاشق سا جو ہی بیخبری آئینہ

عکس جھیلے ہی جو وہ خنجر ابرو کا عزیز
مثل عاشق کے ہوا آبتو جری آئینہ

غزل تمیز

دیکھے گر ناز سے وہ رشک پری آئینہ
بھول جائے وہین سب جلوہ گری آئینہ

دو بدو یار کے رہتا ہی پے آرایش
مجھپہ کرتا ہی یہہ بیداد گری آئینہ

صورت صاف جو دیکھی تری ای رشک قمر
ہاتھہ مین لے نہ کبھی حور و پری آئینہ

آئینہ سازی سے ہرگز نہ ہوا اوسکو فروغ
ہی سکندر سبب ناموری آئینہ

سبزۂ خط رخ پر نور سے کہتا ہی تمیز
ایسی دکھلائے کہین دوب ہری آئینہ

غزل اخلاص

دل مرا عشق سے تیرے ہی پری آئینہ
کیا ہی دکھلاتا ہی اب جلوہ گری آئینہ

دولت عشق نے جو ہر وہ دیئے ہین مجکو
بنگیا ہون مین سراپا ہنری آئینہ

اسطرح لیکے بتون نے یہہ مرا دل توڑا
گر کے ہوجاتا ہی جیسے نظری آئینہ

بوسہ لیتا تو مین در پردہ لب جانان کے
لیکے کر دیتا ہی یہہ پردہ دری آئینہ

ہی عجب حسن خرد سوز بتون کا اخلاص
جنکے آگے نکرے جلوہ گری آئینہ

ردیف یا تحتانی

غزل نمود

کرتے ہو باطن مین اشارا مجھے
حضرت دل غم ہی تمھارا مجھے

غنچہ چٹکنے کی صدا آئی جب
سمجھا مین اوس گل نے پکارا مجھے

شادی نہ یون ہوگی کسیکو غریز
آپ کا غم ہی جو پیارا مجھے

ہی جو پس مرگ فلک پر دماغ
قبر مین اوس مہ نے اوتارا مجھے

دل مین ہی وہ برق تجلی مگر
ہاے نہین تاب نظارا مجھے

چاہون مین جسطرح مرا ہو عروج
کیئے مرے بخت کا تارا مجھے

ہوگیا خورشید قیامت نمود
وصل کی شب صبح کا تارا مجھے

ولہ

کسنے دلمین یہہ مرے جلوہ گری دکھلائی
دیتا ہی مثل رخ حور و پری دکھلائی

جبسے نظرون مین سمایا ہی وہ رشک گلشن
آنکھہ دینے لگی پھولون سے بھری دکھلائی

نالہ وہ کرتے ہوے ساتھہ جنازہ کے چلے
نوحہ گرنے یہہ مری نوحہ گری دکھلائی

پہنچی تدبیر سے تا باب قبول اپنی دعا
دی مقدر سے مگر بے اثری دکھلائی

سبزۂ خط کا ہوا عارض جانا نپہ ہجوم
مقدم خضر نے یہ دوب ہری دکھلائی

غیر محسوس بھی جلوے ہین مری نظرون مین
مجکو دیتی ہی نسیم سحری دکھلائی

ساتھہ قالب بھی مری روح کے چلدیگا نمود
ضعف نے گر صفت ہمسفری دکھلائی

غزل عاقل

ایسا غم ہجر نے مارا مجھے
جینا نہین ابتو گوارا مجھے

دیتا نہین شوخ صنم گالیان
غصہ کے پردہ مین پکارا مجھے

ڈوبا غضب عشق کے دریا مین دل
ملتا نہین جسکا کنارا مجھے

عرض یہہ عاقل کی بھی ہو مستجاب
جلوہ دکھادے تو خدارا مجھے

ولہ

کسنے دل مین یہ مرے جلوہ گری دکھلائی
آج شیشہ مین مجھے غم نے پری دکھلائی

آئین گے وہ سر بالین ابھی گھبرا کے مرے
رنگ دیگی یہہ مری بے خبری دکھلائی

طائر روح مرا جب قفس تن سے اوڑا
پھر نہ دینگے یہہ کوئی ہم سفری دکھلائی

خالی جاتا نہین ایک تیر کماندار ترا
کسنے مقتل مین یہہ سینہ سپری دکھلائی

سبزۂ خط یہہ نہین گرد لب نازک تر
خضر نے آکے عجب دوب بہری دکھلائی

خط مرا اوڑکے دریار پہنچا اکدم
خوب ای باد صبا نامہ بری دکھلائی

تمسے عاقل نہ ملا گاہ بت پردہ نشین
کیسی تاثیر دعائے سحری دکھلائی

غزل عزیز

کب تری فرقت ہی گوارا مجھے
کب ہی بجز وصل کے چارا مجھے

آنکھہ بچھا دو ہی اشارا مجھے
پردہ سے اسنے جو پکارا مجھے

اوسکی گلی سے جو صبا آتی ہی
زندگی ہوتی ہی دوبارا مجھے

عشق بتا اسنے نکرای شیخ منع
کفر ہی کرنے دے خدارا مجھے

قیس تھا دیوانہ مگر تھا ضرور
میرا اوسے اوسکا سہارا مجھے

امت احمد مین مجھے کرکے خلق
کیا مرے خالق نے سنوارا مجھے

ہین لب جانان عجب آب حیات
زندہ کیا خضر کو مارا مجھے

کچھہ نہ ملا عشق کے بازار مین — جان کا ہوا نفت خسارا مجھے

وہ نہین ابرو کو ہلاتا غیرتہ
کرتا ہی خنجر سے دو پارا مجھے

ولہ

کیا تصور نے دلا جلوہ گری دکھلائی — دی ہی شیشہ مین کوئی رشک پری دکھلائی
بخدا رات ہوا سب کو گمان خورشید — تو نے مہتابی پہ جب جلوہ گری دکھلائی
مردے ٹکراتے ہین سر زندہ پڑے ہین در گور — فتنۂ حشر نے کیا فتنہ گری دکھلائی
قیس بھی دیکھتے ہی بن گیا مجنون بن مین — وحشت دل نے وہ شوریدہ سری دکھلائی

دل مین ہی گرد الم اشک ہین انکھون مین غیرتہ
خوب فرقت نے یہہ خشکی و تری دکھلائی

غزل تمیز

ناز سے کر کر کے اشارا مجھے — کر لیا بس تمنے تمہارا مجھے
جانکتے ہو غیر کو غرفہ سے تم — خوش نہین آتا یہہ نظارا مجھے
خال صنم پر ہون فدا جسسے مین — کہتے ہین سب آنکھہ کا تارا مجھے
آیا جنازہ پہ وہ عیسی النفس — جینا پڑا مر کے دوبارا مجھے
حال پریشان جو کوئی دیکھہ لے — کہنے لگے زلف کا مارا مجھے
کہنا یہہ قاصد بت مغرور سے — ابتو نہ ترسا تو خدارا مجھے
مرگ کا احسان رہا حشر تک — قبر مین جو اوسنے اوتارا مجھے
جیتا رہون حشر تلک ای صنم — ہو جو عیادت کا سہارا مجھے

چلکے منجم سے کہو ای تمیز
جلد بتا وصل کا تارا مجھے

ولہ

آہ نے شکل سریع الاثر دی دکھلائی
دمبدم دیتا ہی وہ رشک پری دکھلائی

نشہ عشق کا سودا ہی یہا تک سر مین
ہر جگہ دیتی ہی شیشہ مین پری دکھلائی

خط یہہ گرد رخ جان بخش نہین ہی اللہ
خضر نے چشمہ حیوان پہ ہری دکھلائی

ہونگے تسخیر ابھی حور و پری جن و بشر
تمنے چلمن سے جو جادو نظری دکھلائی

حال دیکھا تو مرا غیر وصال جانان
چارہ کرنے نہ کوئی چارہ گری دکھلائی

نالہائے غم فرقت سے ہلا دونگا فلک
آہ نے میری اگر بے اثری دکھلائی

مہر و مہ شرم سے منہ اپنا چھپالین گے تمیز
اوس شہ حسن نے گر جلوہ گری دکھلائی

غزل اخلاص

نگہ یار نے جادو نظری دکھلائی
مجکو بیخانہ شیشہ مین پری دکھلائی

اوس پری سے نہ لیا وصل کا وعدہ افسوس
اور قسمت نے یہہ بے بال و پری دکھلائی

ہر لب زخم سے آتی ہی صدا بسم اللہ
تیغ قاتل نے عجب جلوہ گری دکھلائی

وادی ملک عدم مین مجھے پھینکا ہوتا
تونے ای عمر یہہ کیا رہ گذری دکھلائی

عمر بھر وصف کیا حسن بتان کا اخلاص
حیف ہی تونے یہہ کیا بے ہنری دکھلائی

غزل عاشق

عشق کے آزار نے مارا مجھے
ہجر ستاتا ہی تمہارا مجھے

نزع مین جب اُسنے پکارا مجھے
ہوگیا جینے کا سہارا مجھے

ہوکے تصدق مین قدم جوم لون
گر کہین بلجائے وہ پیارا مجھے

سُنکے ہوا دل جو مرا شاد شاد
کسنے بتاؤ یہہ پکارا مجھے

پوچھتے ہین لیکے وہ عاشق ہی دل
نام تو بتلاؤ تمھارا مجھے

ولہ

سوزن عقل نے گو بخیہ گری دکھلائی
دشت وحشت نے مگر جامہ دری دکھلائی

دل تو پامال تھا نازک بدنی کا تیری
اور رفتار نے نازک کمری دکھلائی

نالہ سنکر وہ چلے آتے ہین عاشق اپنا
آہ نے آج مگر بے اثری دکھلائی

غزل حافظ

عیسی جان بخش نے مارا مجھے
غیر رضا کچھہ نہین چارا مجھے

کہتے تھے جو آنکھہ کا تارا مجھے
اب وہ سمجھتے ہین شرارا مجھے

زندۂ جاوید ہوا بعد مرگ
گور مین دلبر نے اوتارا مجھے

کرتے ہین وہ غیر سے جب گفتگو
مین یہہ سمجھتا ہون پکارا مجھے

خون جو دم قتل اوڑا حلق سے
رنگ کا سمجھے وہ ہزارا مجھے

تن کو اوڑاتا ہی دہوان آہ کا
حیف بنایا ہی غبارا مجھے

غیر پہ مرنے لگا وہ بے وفا
اب نہین جینا بھی گوارا مجھے

پانی جو مانگا تو ستمگار نے
گھاٹ سے خنجر کے اوتارا مجھے

غیرون کی آپس مین لڑائی ہوئی
اوسنے کیا جبکہ اشارا مجھے

حسن دل آرام کی جاگیر کا
کاشکے ملجائے اجارا مجھے

کوئی نظر مین نہین جچتا حسین
کیون نہ تصور ہو تمھارا مجھے

شوق سے چوما جو ترے خال کو
ملگیا قسمت کا ستارا مجھے

مصحف رخسار کا حافظ ذرا
پاس سے کرنے دے نظارا مجھے

فصل پنجم مشتمل بر غزلیات و اشعار متفرق مصنف مع خاتمہ الطبع قطعات تاریخ منظوم

راہ مین جو تری مرجائین گے جینا ہوگا
زندگانی دوامی کا قرینا ہوگا

سارا عالم جو مسخر تری نظر وسے ہوا
آنکھ مین مہر سلیمان کا نگینا ہوگا

ولہ

باعث سجدہ ہمین اوس مہ کا نقش پا ہوا
داغ پشانی کا اپنی عرش کا تارا ہوا

افعی گیسو بڑہا یا تا تک کہ وہ خورشید رو
آسمان حسن کے تنین کا تارا ہوا

ولہ

جو دوست تو بھی نہین ہوگا تو پھر عدو بھی نہین ہوگا
جو خوبرو بھی نہین ہوگا تو زشت خو بھی نہین ہوگا

یہ کہتا ہی وہ مسیح دم اوٹھیگا جب تیرا نخل ماتم
پیادہ گرد و قدم چلے ہم سوار تو بھی نہین رہیگا

چلا ہی گشت کو وہ قاتل نگاہ لے آواز گرغا دل
تو دیکھنا شل مرغ بسمل ترا گلو بھی نہین رہیگا

زمین پر اشک طفل گر کر یہہ کہتے ہین بس بحال ابتر
ہی آج گو زیب دوش مادر سوار تو بھی نہین رہیگا

نمود ظاہر ہی خوے دشمن سنی بہت گفتگوی دشمن
لحد مین دیکھو گے روے دشمن کہ قبلہ رو بھی نہین رہیگا

ولہ

حال پوچھین گے عدم کے لوگ مجھہ بیتاب کا
ساتھہ لیجانا پڑا ہی برق اور سیماب کا

جلوہ دکھلایا جو اوسنے روے عالمتاب کا
ہو گیا موسی کی صورت حال مجھہ بیتاب کا

دیکھکر اوس روے تابان کو عرق آجائیگا
کاسۂ خورشید بن جائے گا ساغر آب کا

کس حسین کی یاد مین بیتاب ہون بعید مرگ
ہی گمان مرقد پہ میری معدن سیماب کا

کیا پسیجے دل ہتون کا گو مین رؤن بیت بہر
غیر ممکن ہی کہ پتھر مین اثر ہو آب کا

منحنی کیا طاق ابرو کی محبت سے ہو نمین
ہی گمان اہل حرم کو کعبہ کی محراب کا

ہی یہ نفرت جیتے جی نباش کو دیدون کفن
دہیان آوے قبر مین گر عالم اسباب کا

جلوہ دکھلائیگی مجکو روز محشر کا نمود
ہی قیامت ہجر مین آنا شب مہتاب کا

ولہ

نہین کچھہ خوف مجکو روشنی ماہ کامل کا
مین زخمی ہون کسیکی شوخی رنگ انامل کا

نشانہ زندگانی مین رہا مین تیر قاتل کا
الہی بعد مردن بھی بنے تو دہ مری گل کا

پس مردن ہی مجکو عشق اک زہرہ شمائل کا
رہیگا حشر تک عالم لحد مین چاہ بابل کا

کوئی مضمون جو لکھون خنجر ابرو ے قاتل کا
دکھائے طائر معنی تڑپنا مرغ بسمل کا

کسی لیلی ادا کے عشق مین مجنونکی صورت مین
ہمارا پردۂ دل کیا ہی اک پردہ ہی محمل کا

نہین تل بھر جگہہ باقی زمین مین اتو مردونسے
جسے دیکھو تو کشتہ ہی ترے رخسار کے تل کا

ہوی نار جہنم آتش گل ہجر جانان سے
چمن مین شور محشر نغمہ ہی مجکو عنادل کا

دو رنگی اس خرابات کہن کی تب نظر آئی
جو دیکھا رنگ آنکھون مین شراب شیشہ دل کا

تری آنکھونکے عاشق گھورتے ہین چشم آہو کو
اسیر زلف پیچان شوق رکھتے ہین سلاسل کا

الٰہی خاطر نازک کا اونکی کیا ٹھکانا ہے
سنین گے حال وہ کسطرح مجھہ غمدیدہ کے دل کا

طلب کرتا ہی اوس نا وک فگن سے خون عاشق کا
لب سوفار پر سایہ پڑا لبہاے سائل کا

قیامت تک جیے ساقی نہوتا گر یہ عالم مین
تو جام زندگی دیتا مزا زہر ہلا ہل کا

نہین انجم یہہ میری آہ سوزان کے شرارے ہین
جسے کہتے ہین خورشید فلک اک داغ ہی دل کا

تصور ہی مجھے دار بقا کا دار فانی مین
مسافر ہون وہ جسکو سوچ ہی منزل پہ منزل کا

غضب یہہ ہی کہ دشمن بھی کلیجہ تھام لیتے ہین
کہون کیا دوستو نسے ای نمود اب جرا دل کا

ولہ

گر یو ہین قافلہ اشک رواں ہو گا
پتلیون کا مری آنکھون مین تماشا ہو گا

ہون وہ بیخود جو وہ ساقی چمن آرا ہو گا
گل مین شبنم پہ مجھے شبہہ صہبا ہو گا

جوش وحشت جو یہی ہی تو گریبان کی طرح
چاک ای دست جنون دامن صحرا ہو گا

خط لکھا اک بت گمگشتہ کو قاصد میرا
رہ غلط کردہ کہین ڈہونڈتا پھرتا ہو گا

مرتے ہین طول امل پر جو جہان مین ترسا
رشتہ درکار پے سوزن عیسی ہو گا

بن کے موسی وہ دکھائینگے خدا کی قدرت
ہاتھہ مہدی سے برنگ ید بیضا ہو گا

خط نمود آج ہی اوس حور کو لکھا مینے
سوے فردوس کبوتر مرا اوڑتا ہو گا

ولہ

کیون ہو نہ دود آہ مین عالم سحاب کا
دریا ہی موج زن مری چشم پر آب کا

دریا ہی بزم مے ہی نزاکت سے چاہیئے
اوس بحر حسن کے لئے ساغر حباب کا

نہ اطلس سپہر نے دکھلا دیا مجھے
انداز ایک پردہ نشین کے حجاب کا

عارض کو اپنے وہ بہ صباحت سے کہتے ہین
شاخ سمن مین پھول لگا ہی گلاب کا

افزون حساب سے ہین دلا اوسکی رحمتین
ڈر اس حساب سے نہین روز حساب کا

اللہ رے دماغ یہ ساقی کی نازکی
ہو جاوے مست نام سنے گر شراب کا

چمکے تو آپ کے رخ تابان کے روبرو
کیا منہ ہی آفتاب کا اور ماہتاب کا

آیا ہی اوسکی شان مین لولاک ای نمود
یہ رتبہ ہی حباب رسالت مآب کا

ولہ

کھل گیا ہی یہ جسم زار اپنا
روزن مور ہو مزار اپنا

منتظر تو جدھر ہی دیکھہ اودھر
دل چلا چشم انتظار اپنا

کھل گیا زیر چرخ مینائی
بند شیشہ مین ہی غبار اپنا

بیقراری نمود تھی گھر مین
ساکن دشت تھا قرار اپنا

ولہ

نشہ مین دل ہی باغ باغ اپنا
ساغر گل ہی کیا ایاغ اپنا

مٹگیا داغ عشق پیری مین
صبحدم گل ہوا چراغ اپنا

ولہ

زلف نے گو کیا یہ حال اپنا
پر بچا دل ہی بال بال اپنا

دل ہی پہلو مین سوزسے اخگر — منتقل افتادہ ہی زگال اپنا

وله

نزع مین آپ اگر آئیگا — ملک الموت سے لڑوائیگا
برق و بارانکے تماشے کیلئے — آپ ہنسئے مجھے رُلوائیگا
یون جو ہی عزم سفر حضرت دل — یہہ تو کہئے کہ کہان جائیگا

وله

عاشق اپنے قد آب وہ سرو بالا ہوگیا — داغ عشق خال رخ بھی رشک لالہ ہوگیا

وله

ہون گور جھکانے سے یہہ محجوب مین عاصی — ای وای کفن منہ سے ہٹانے نہین دیتا

وله

دیکھہ سکتا تھا کہان روے پیمبر آفتاب — ابر کی منہ پر چھپا لیتا تھا چادر آفتاب
گر زمین پر دیکھے تیرا روے انور آفتاب — صورت آئینہ گردد نیر ہوشند رآفتاب
وہ سپہر حسن ہو ساقی جو زیب انجمن — میکشی کے واسطے بنجاے ساغر آفتاب
دیکھکر ہر روز تیرا روئے تابان بے نقاب — پردۂ شب مین نکلجاتا ہی چھپ کر آفتاب
روز ہی شکستہ خاطر کہتی ہی صبح فراق — شیشۂ دل کے لیئے بنتا ہی پتھر آفتاب
شرم آتی ہی قمر کو روے روشن سے ترے — منفعل ہوتے ہوے دیکھا ہی اکثر آفتاب
کب لگایا منہ سے اوس مہر و نے یہہ جام شراب — جلوہ گر ہی ماہ تابان کی برابر آفتاب
شام سے تا صبح اوس مہ نے لکھا خط کا جواب — آشیانہ تھا مگر مشرق کبوتر آفتاب
جبسے دیکھا جلوہ آنکھون نے کسیکا ای نمود — میری نظر مین ہی ذرہ سے بھی کمتر آفتاب

ولہ

ہی روبرو بتون کے عجز و نیاز واجب
واللہ موسنو پر جیسے نماز واجب

دیکھین جو روے رنگین تیرا تو ہو چمن مین
بلبل کو ناز واجب گل پر نیاز واجب

اسرار عشق کیونکر ہشیار مین کھلینگے
مستی مین بھی ہی ہمپر اخفائے راز واجب

آنکھون مین دم ہی سیر اکھیلون ہی نقد جان پر
ترکہ نگہ کو قاتل ہی ترک تاز واجب

کافر ہی زلف پیچان مصحف ہی روے جانان
مومن نمود ہو تم ہی امتیاز واجب

ولہ

کیا ہی زمین سے ہے اگر آسمان بلند
فرش مکان سے ہوتی ہی سقف مکان بلند

اوتنے ہی گڑتے جاتے ہین غم سے چمن مین سرو
ہوتا ہی جسقدر وہ قد نوجوان بلند

ہی گلشن جہان مین ہر اک طالب عروج
کیونکر نہ رکھین مرغ چمن آشیان بلند

کانپینگے میرے نالونسے گر جا ملاء عرش
تا چرخ دود آہ سے ہوگا دھوان بلند

نام خدا فرشتونسے نسبت ہی کیا نمود
ہی عرش سے بھی قدر شہ انس و جان بلند

ولہ

تھا نزاکت سے جو در کار نظر کا تعویذ
نقطۂ خال بنا موے کمر کا تعویذ

شکل دیکھے تو مقابل کو ہزیمت ہو نصیب
ہی مرا خط جبین فتح و ظفر کا تعویذ

وہ نہین آتے تو دھڑکا نہین جاتا دل کا
نقش پا اوسکا ہوا میرے جگر کا تعویذ

ہوگیا پڑہ کے سورے منزل مقصود روان
نامۂ یار ہوا مجکو سفر کا تعویذ

دور کرتی ہی بلاے سیہ شب کو نمود
کیون نہ فرقت مین رکھون نام سحر کا تعویذ

ولہ

ہوگیا عاشق خط رخسار جانان دیکھکر
باب پنجم یاد آیا ہی گلستان دیکھکر

گر پڑہون واشمس و نکارے و تابان دیکھکر
یاد آئے مصحف رخسار قرآن دیکھکر

ہی بجا مین زرد رو گر ہون محل ابتسام
زعفران کے کھیت کو ہنستے ہین انسان دیکھکر

ہین جنون آوارہ ایسے وادئ وحشت مین ہم
بھاگے مجنون ایسا وحشت زا بیابان دیکھکر

ہی یہہ عالم سبزۂ خط کا لب جان بخش سے
جم گئے ہون خضر جیسے آب حیوان دیکھکر

نقش بر آب ایسی ملکت کو بھی جانا چاہیے
نقش یہہ دلپر ہوا مہر سلیمان دیکھکر

سایہ اپنا جنکو دکھلائیگا وہ رشک پری
بھاگنا اونکو پڑیگا شکل انسان دیکھکر

دم دیئے ایسے تو نکلی تن سے وح اللہ ری عشق
کوے جانان کو چلین گے باغ رضوان دیکھکر

منکرین اوس مظہر انوار حق کے ای نمود
شپری گویا بنے خورشید تابان دیکھکر

ہون دلا حد فرائض سے مین کیونکر باہر
موت آئے جو حرم سے ہو کبوتر باہر

آتے دیکھین جو اونھین گھر کے یہہ اندر باہر
فرش رہ کے لیے آنکھین ہون نکلکر باہر

وہ مکین ہین کہ ہم آباد کرین گے اوسکو
ملگیا کون و مکانسے جو کوئی گھر باہر

گھر مین حیران مجھے چھوڑ چلا وہ شہ حسن
دیکھنا آئینہ اندر ہی سکندر باہر

کچھ نظر آئے نہ جز فوج الم دنیا مین
دلسے غم کا جو مرے ہو کوئی لشکر باہر

محو نظارہ وہ ہون گھر سے جو جاؤ وہ مرے
ساتھہ آنکھین بھی ہون حلقونسے نکلکر باہر

سبزۂ خط یہہ نہین عارض جانانہ نمود
طائر حسن کے اوڑنے کو ہوے پر باہر

ولہ

مقتل مین غیر پھرتے ہین قاتل کے آس پاس
غلطان ہین جسر تن دل بسمل کے آس پاس

ایسا ہی تو کریم کہ سب اغنیا رد ہر
محتاج بیٹھے ہین ترے سائل کے آس پاس

اوس شمعرو کی بزم مین پہنچون مین کسطرح
پروانے اوڑتے پھرتے ہین محفل کے آس پاس

بیٹھی ہی بیکسی مری مرقد کو گھیر کر
گویا کہ روح قیس ہی محمل کے آس پاس

طوف حرم کے واسطے جاتے ہو ای نمود
کعبہ سمجھ کے پھریئے مرے دل کے آس پاس

دی مینے جو داغ دل گم گشتہ سے تشبیہ
چلتا نہین عالم مین سراغ پر طاؤس

ولہ

ہی چراغان خانہ منعم مین لیکن بعد مرگ
کون رکھیگا میان گنبد مدفن چراغ

ولہ

جو کہ خود بین ہین وہ جز رنج کبھی شاد نہین
قابل دیدار مرد دیدۂ شداد نہین

کون دشمن ہی دلا اونکا جو حق پر ہین مدام
طائر قبلہ نما کا کوئی صیاد نہین

ورزش دست حنائی سے ہوا غیرت شمع
پنجہ خونین ترا پنجۂ فولاد نہین

ہاے اوس زلف رسا تک تو پہنچتا اکبار
دل صد چاک عبث شانۂ شمشاد نہین

جان شیرین سحر وصل سے پہلے نکلی
جوے شیر آئی بھی سد ہی کہ فرہاد نہین

خاک تک ہوگئی برباد بگولون سے مری
خانۂ گور بھی ویران ہی آباد نہین

مہر گم کردہ سلیمان بناہون مین نمود
پاس جسد نسے وہ محبوب پریزاد نہین

کنج عزلت مین دلا یا د خدا کرتے ہین
اور بتون کو بھی کبھی گھو رلیا کرتے ہین

لب جان بخش کے بوسے جو دیا کرتے ہین
وہ مجھے زندۂ جاوید قضا کرتے ہین

نالہ فرقت مین پہنچتے ہین سر عرش برین
ہمسری تیری یہہ اب آہ رسا کرتے ہین

جام جم کی نہین وقعت جو دلا تیرے حضور
یہہ تو دکھلا مجھے اسدم کہ وہ کیا کرتے ہین

گھر سے میرے جو کبھی رکھتے ہین باہر وہ قدم
کام اوٹھہ اوٹھہ کے مرے دست دعا کرتے ہین

محتسب کا نہین ڈر ہمکو مگر اے زاہد
خوف تحریص سے مے چھپ کے پیا کرتے ہین

تیرے کشتون کا یہہ اعجاز ہی اے رشک مسیح
دم مین مرجاتے ہین اور دم مین جیا کرتے ہین

پاس اوس غیرت گلشن کے ہی جانا ہمکو
ہمسفر اپنا تجھے باد صبا کرتے ہین

مہر و مہ جبکہ گہن مین ہوے سمجھا مین یہی
منہ ذرا سا وہ نکالے ہوے تا کرتے ہین

اونکی مانند یہہ ہین زاہد سالوس نمود
جو کہ پرہیز نہین کرتے دوا کرتے ہین

چشم کو سمجھا ہون مین وحشی خط رخسار پر
سبزہ چرتے ہین یہہ آہوے بیابان غمین

سنبلستان طوق اور زنجیر یا موج نسیم
مجھہ اسیر زلف پیچان کو ہی زندان غمین

چشم پوشی ہمکو کب ہی گو نہان ہی شکل دوست
بوے گل بھی ہوتی ہی نظرون سے پنہان غمین

لکھتا ہون وصف رخ رنگین تو بلبل کیطرح
خط مرا ہر گل کو دیتا ہی کبو تر باغ مین

حکمت گل بھی جو سایہ کی طرح معدوم ہی
مجکو یاد آتے ہین اوصاف پیمبر باغمین

ولہ

نسیم ہین سر شک جو مین آبدیدہ ہون
اوس در پہ ہون تو بر در جنت رسیدہ ہون

اوڑتا ہون مین ہوا سے ہوا ہون یا تو ان
اے ہمصفیر ہمسر مرغ پریدہ ہون

گو دستون کا تار رنگہ ہون مین ناتوان — سوزن کی طرح چشم عدو مین خلیدہ ہون
محسوس ہون جو باقی ہی کچھ جسم ناتوان — معدوم ہون جو صورت رنگ پریدہ ہون

ولہ

مظہر حق وہ بت ہی لات نہین — چاند سا منہ ہی سومنات نہین

ولہ

قضای یاس سے لاکھون امیدین کشتہ ہوتی ہین — مرادن پیٹتا رہتا ہی ہر دم میرے پہلو مین

ولہ

بیٹھو بیٹھو تو سہی رد و بدل جانے دو — سنلو سنلو کہ بس اب آج سے کل جانے دو
فتنہ بر پا یہہ کریگا تو نہ بچپائیے گا — چھیڑو چھیڑو دل نادان کو مچل جانے دو
کیجیے ساتھہ نہ غیرون کے عیادت دم نزع — روح کے ساتھہ یہہ حسرت بھی نکل جانے دو
ٹھیرو ٹھیرو کہے دیتا ہون جو گذری مجھپر — وار لو آپ ذرا دل کو سنبھل جانے دو
مانو مانو تو سہی دلور محشر کے حضور — دوستو شکوۂ تقدیر ازل جانے دو
سب کے سب دشت کو گھبرائے ہوے ڈھونڈینگے — ذکر وحشت کا مری حشر مین چل جانے دو
نیچی نظرون کے اشارے وہ قیامت ہین نمود — دیکھو دیکھو مجھے آنکھون ہی کے بل جانے دو

ولہ

نہین چشم بت بے پیر دیکھو — یہہ ہی صیاد مردم گیر دیکھو
لیا کس فتنہ محشر کا دامن — قیامت کا ہون دامنگیر دیکھو
لکھون تالاب سرکاری کا کیا مال — پس تاج المحل کشمیر دیکھو

نہین ملتا ہی زلفونکو وہ بت دست حنائی سے — نکالی سنبلستان مین خدا نے شاخ مرجانکو

بزم عالم مین یہہ میری مرگ کا افسوس ہی
زندگانی سے چراغ گور تک مایوس ہی

کان ہی اپنا کہ شاہ عشق کا جاسوس ہی
سینہ کوبی ہی یہ اپنی یا صدائے کوس ہی

جام جم سے کم یہان کاسہ گدائی کا نہین
بوریا بھی فقر مین اورنگ کیکاؤس ہی

کیون بچھاتا ہی زمین پر روز ضو آفتاب
آسمان کو شاید اوسکی حسرت پابوس ہی

ہی یہہ سوز غم پس مردن کہ بزم دہر مین
شمع ہون مین گنبد مدفن مرا فانوس ہی

ہی بجا گر خلق مین پنہان ہی وہ جان جہان
قالب خاکی عیان ہی روح کب محسوس ہی

قید وحشت سے کبھی عاشق رہا ہوتے نہین
ہی زلیخا کو جنون یوسف اگر محبوس ہی

سر مرا قاتل کے قدمون سے جدا ہونا نہین
ہو چکا مین قتل — باقی حسرت پابوس ہی

تیر مژگان سے شبک ہو گیا حیران ہون
کھال ہی تن کی کہ زنبوری مرا ملبوس ہی

زندگی ہوتی عدو کی اور موت آتی مجھے
وای فرقت مرگ دشمن کا مجھے افسوس ہی

ہجر کی شب مین بھی روشن ہی سیہ خانہ نمود
شمع وہ ہی تصور اپنا اک فانوس ہی

کب مجکو فکر آمد روز جزا کی ہے
واللہ خدائی واں بھی تو میری خدا کی ہی

دار فنا مین فکر جو دار البقا کی ہے
تشویش مبتدا مین مجھے منتہا کی ہی

اس دار غم مین جینا تو اکدم محال ہی
پھر سہل اسطرح ہی جو ہمت فنا کی ہی

معمور ہی خیال صنم سے حریم دل
اک بت خدا کے گھر مین ہی قدرت خدا کی ہی

فرط قلق سے مرنا پڑے سامعین کو
اپنا بیان مرگ حقیقت قضا کی ہی

باہر پڑے قدم نہ رہ مستقیم سے
شرم اوس مجیب کو مرے دست دعا کی ہی

کہدون حضور داور محشر یہی نمود
لاداغ غم بتان نے دہائی خدا کی ہی

جہان مین اپنی تاثیر دعا کا پوچھنا کیا ہی
اجابت آکے خود کہتی ہی تیری التجا کیا ہی

اوسی کو علم ہی دار فنا دار بقا کیا ہے
ازل سے ابتدا جسکی ہی اوسکی انتہا کیا ہی

کلام اللہ مین جسکے محامد کے ضمائر ہون
لبشر پھر سمجھے کیونکر شان ختم انبیا کیا ہی

نزاکت سے ہون اوسکی محو حیرت اہل نظارہ
کہین سوکر کو دیکھکر یہہ بال سا کیا ہی

لیا ہی سادگی نے ایسے نادانکی مرے دلکو
جو اتنا بھی نہ سمجھے ناز کیا ہی اور ادا کیا ہی

غضب ہے وصل مین کہنا کسیکا یون شرارت سے
ذرا فرمایئے کچھہ آپ دل کا مدعا کیا ہی

کیا شکستہ خاطر گر نہ عشق زلف جانان نے
تو پھر یہہ شیشہ دل مین ہمارے بال سا کیا ہی

ادب مانع رہا ہمکو بیان حرف مطلب مین
کہا گو اوسنے ہر دم کہیئے حرف مدعا کیا ہی

پی گلگشت وہ رشک چمن آتا ہی گلشن مین
نمود اب دیکھیے بلبل کا طوطی بولتا کیا ہی

ولہ

نہ پایا اوسکو وہان بھی تو جا نکر دوزخ
بہشت چھوڑکے ہم سمت کوے یار چلے

عیان ہی مرتبہ رہروان ملک عدم
پیادہ آئے ادہر اور اودہر سوار چلے

ولہ

چپکے چپکے مسکرانا اونکا ایک انداز ہی
بے چمک ہی برق خندان عدبے آواز ہی

بنا لعل بدخشان یا لب مین جو گرا آنسو
ولہ تماشا ہی کہ ہمنے لعل کو سانچے مین ڈھالا ہی

گمان چرخ ہوتا ہی زمین پر وصل جانانین
سپہر حسن مہ آغوش میرے مہ کا ہالا ہی

عدم مین دل کے بھلانے کا کوئی شغلہ نکلے
ولہ جو نکلون حسرتون کا ساتھہ یا نسے قافلہ نکلے

بیان گرم رفتار براق احمدی کیا ہو
جو نا پے دو جہانکو اک قدم کا فاصلہ نکلے

تمت بالخیر

قطعۂ تاریخ طبع از ذہن نقاد میان عاقل محمد خان صاحب

بیا عاقل نمود فیض گستر — عجب ترتیب کردہ باب جنت
نویسم یا گل باغ معانی — کہ گویم گوہر نایاب جنت
ز فیض رنگ و بویش در جہانے — شگفتہ گلشن شاداب جنت
بہار نظم رنگینش بہ بیند — ندیدہ ہر کہ آب و تاب جنت
ز جنبش خاطر عشاق عالم — منزہ چون دل ارباب جنت
عروسان بہشتی را بہ عیشش — نہ بیند در گرس بیخواب جنت
دلم گفتا پئی تاریخ ختمش — بگو عاقل کہ خورم باب جنت

۱۳۰۴ھ

قطعات تاریخ از طبع قدوۂ ارباب سخن زبدۂ کملای زمن افصح الفصحا خلاصۂ دودمان مرتضی مقبول کونین حکیم حافظ مولوی سید اعظم حسین صاحب نائب ناظم ضلع مغربی زیلھو پاک

طبع ہو کر یہہ نگارین تذکرہ — جب ہوا مطبوع طبع کائنات
خامہ ندرت رقم نے سال طبع — لکھدیا زیبا شبستان نکات

۱۳۰۴ھ

دیگر

اس نوآئین کتاب کو کہیئے — رشک تصویر خانۂ مانی
سال فصلی اگر پڑھا چاہے — دیکھہ گلدستہ سخندانی

تقریظ مع قطعۂ تاریخ از طبع گوہر افشان منثور و منظوم حقیقت شناس منطوق و مفہوم بانی بنا سخنوری گلشن بیرای حدیقہ معنی پروری مولانا محمد عباس صاحب المتخلص بہ رفعت

سلمہ الرب العزت نزہل بھوپال

تقریظ

اگر سخنوران دہلی ولکھنؤ دیدۂ انصاف سے شبستان عالمگیری دیکھین گے تو سمجھین گے کہ مالوہ مین نشو ونما پاکر ایسا لکھنا کیسا کام ہی اور یہ بے بدل کتاب تذکرۃ الاحباب مشحون مضامین نایاب اوّل سے آخر تک انتخاب و دلکش کلام ہی تذکرہ نویسی کچھہ نیا کام نہین بلکہ اسکے موجد فصحاے یونان ہین اونکی تقلید اہل عرب وایران نے کی اونکی دیکھا دیکھی اُردو نویسون نے کتابین لکھین مگر اس تذکرہ مین دو باتین نئی ہین جو اور تذکرون مین دیکھی نہین گئین اول یہہ کہ حروف تہجی کی ترتیب سے غزلیات لکھی گئی ہین دوسرے یہ کہ ترجمہ کے واسطے ایسے الفاظ تلاش کیے ہین جو سخنوری کی واقعی حقیقت اور رنگ طبیعت کا سچا فوٹو بتاتے ہین ہر دقیقہ سنج نکتہ رس نظم دلکش اور ترجمے سے سمجھ سکتا ہی کہ مولف نے دونونکی تطبیق مین کیا کمال کیا ہی اور کیسا طلسم دکھایا ہی۔ ہرچند مجکو عربی فارسی جو کچھہ رطب و یابس لکھنا یاد تھا وہ کثرت و مزاولت نوشت وخواند روزمرہ کچہری کے کام سے فراموش ہوگیا مگر مولف والامرتبہ کیتاے زمان میان عالمگیر محمد خان صاحب نمود سلمہ الملک الودود کی بادۂ حلال بذلہ سنجی سے ایسا مدہوش ہوگیا کہ فی البدیہہ قطعۂ تاریخ تہ دل سے زبان پر آیا مینے صاحب موصوف و ہیرو حروف کو بے تکلف سنایا

قطعہ

دل کو یون چہینتا ہی یہ نسخہ	جسطرح عشوۂ بت شنگول
دیکھہ مرات سال مین فرحت	شاعرون کا مرقع معقول
	۱۳۰۴ھ

قطعۂ تاریخ از محمد عزیز اللہ خان عزیز شریک انجمن مشاعرہ

مرتب عجب تذکرہ یہہ ہوا ہے
بھرا جسمین ہی ساز و سامان جنت

بنائے مصفا سے چمکا ہی ایسا
کہ تابندہ ہو جیسے ایوان جنت

بیان رئیسان بھوپال پہلے
جو عازم ہوے سوے بستان جنت

رقم پھر ہین اوصاف شاہ جہانی
ہی بھوپال جس سے گلستان جنت

کہین ذکر اضلاع و اقلاع و صحرا
نظر جس سے آتا ہی میدان جنت

کہین وصف شہر و عمارات و دریا
تر و تازہ جس سے ہو خواہان جنت

شگفتہ شگفتہ وہ باغونکے مضمون
پھڑک جائے دیکھے جو رضوان جنت

کہین گلفشان وصف اثمار گل ہی
پھلے پھولے جیسے خیابان جنت

کہین حال تاریخی و حسن شاعر
فداہون جو دیکھین عروسان جنت

کلام سخن پروران پھر رقم ہین
پڑھین جسکو دل سے غزلخوان جنت

عجب نظم بزم سخن تیز و تر ہے
رواں جیسے انہار بستان جنت

بہار گل خامۂ پھر وہ رنگین
ہوا خواہ ہین جسکی حوران جنت

عزیز سخنور نے تاریخ اسکی
لکھی یون کہ والا شبستان جنت

۱۳۰۴ ھ

قطعۂ تاریخ از طبع رسا نونہال حدیقۂ رشد و سعادت بہار آرائے بوستان فہم و فراست محمد حبیب اللہ خان بن عزیز اللہ خان عزیز بھوپالی

چون بافضال خداوند کریم ذو المنن
ختم شد این نظم نور افزائے جسم جان و تن

غیرت ارژنگ چین و شمع بزم عاشقان
گلشن رنگین بیانی بلبل باغ سخن

مثل این گلدستهٔ رنگین ندارد باغ دهر
شد بهار تازهٔ او رونق زیب چمن

یافت در عالم نمود و مهر و سه این تذکره
زانکه عالمگیر خان هستند صدر انجمن

شاعران راسخ و عاقل عزیز و عیش هم
مثل شیدا عاشقش گشتند با صد جان و تن

مایهٔ اخلاص و عشق و هم نشاط طالبان
حافظ عالم نگه دارد ز حساد زمن

نظم پرور عسکری و هم تمیز با تمیز
شد برین گلدسته ترشل بلبل نغمه زن

ختم کن بر مصرع تاریخ اکنون شوق دل
بار دل طول سخن دانند دانایان فن

سال ختمش چون طلب کرده حبیب کمترین
گفت با صد بار هاتف پایهٔ شعر و سخن

۱۳۰۴

قطعهٔ تاریخ از افکار گهربار حدیقه طراز مضامین رنگین سلیقه شعار نیک آئین مقبول القلوب ناوپیر شیخ نذیر احمد بن محب رسول فاروقی حنفی صابری ساکن تهانهٔ بهون نزیل بهوپال کامدار ڈیوڑهی نامه نگار

آنجناب نمود عالیجاه
زد رقم نسخهٔ بهین اسلوب

ناز و انداز شاهد معنی
دلربا همچو عشوهٔ محبوب

این و آن رشک ماه کنعانست
در مداوای گریهٔ یعقوب

فکر تاریخ کرد چون احمد
گفت هاتف که پایهٔ مرغوب

۱۳۰۴

قطعهٔ تاریخ از افکار پربهار ناشر بیمثال ناظم نازک خیال منشی محمد عبدالمجید خان بن محمد یوسف خان جمعدار مرحوم منشی و بکاری نامه نگار

کیسی نادر کتاب لکھی ہے — ہر ورق پر بچھی سخن کی بساط
لکھی عبد المجید نے تاریخ — گوہر دلفروز عیش و نشاط

قطعۂ تاریخ از شیخ محمد منیر الدین شریک انجمن مشاعرہ محافظ کتب روبکاری المتخلص بہ تمیز

حمد پہلے ہو رقم رحمان کی — بعد نعت احمد والا تبار
وصف آل اطہر و اصحاب مین — ہو روان خامہ ہی جبتک روزگار
اب قلم کچھہ تذکرہ کی کر صفت — پیش عالی ہمت و ذی اقتدار
واہ واہ کیا تذکرہ لکھا گیا — جسکے ہین مشتاق مردم بیشمار
تذکرہ ہی یا کہ ہی یہ جام جم — جس سے روشن ہی جہانکا کاروبار
تذکرہ کیا مخزن اشعار ہی — ناظم و ناثر ہین جس سے یادگار
اسکے ناظم ہین امیر ابن امیر — شہسوار و نامدار و کامگار
کون وہ نواب عالمگیر خان — جسکی دولت سے ہی میرا افتخار
ہین سخی ایسے عطا سب کو کیے — سیلے مندیل اکدن مین ایک ہزار
اونکے چھوٹے بھائی بھی اونکی طرح — ہو مرا جی جان اونپر سے نثار
ہین شجاعت اور دلیری مین یہ فرد — علم و دانش مین ہین فخر روزگار
ہی قران شمس و قمر کا بیگمان — دیکھہ لے کوئی نہ ہو گر اعتبار
حال اونکی بارگہ کا مختصر — اسطرح لکھتا ہی کلک زرنگار
فیل و اشتر اسپ بگھی پالکی — رات دن حاضر ہین سب باندھی قطار

چیدہ چیدہ ہین ملازم اونکے سب — جان نثاری سے سدا رکھتے ہین کار
ہین سبرا عذر اور انکار سے — مستعد ہین جسکے ذمہ ہی جو کار
دست بستہ خادم و طفل و کنیز — ایستادہ صف بصف ہین چوبدار
کیا کرون مین اونکے سرہنگونکا وصف — ہمت و مردی مین ہر اک نامدار
جسکے سر افسر ہین طرہ باز خان — ہین تفنگ انداز اور دشمن شکار
ہو مقابل اونکے جو میدان مین — ہو کے پسپا لے وہین راہ فرار
افسران کارخانہ کارکن — باوفا ذی ہوش اور ذی اعتبار
منتظم سب کے ہین فیض اللہ خان — صف شکن ہین جو بروز کارزار
سیکڑون مارے ہین جسنے شیر نر — ہمت مردانہ سے وقت شکار
انتظام اونکا ہی ایسا دلپذیر — شیر بکری ہمدگر پائین قرار
اور سکندر خان ہین صاحب اہتمام — جان نثار و عقلمند و ہوشیار
اسلحہ خانہ کے توشک خانہ پر — رکھتے ہین باصد امانت اختیار
ہین مدیر اصطبل کے صاحب نظیر — بے نظیر و بے بدل با اعتبار
فرد ہین عالی نسب ہین یہہ نجیب — منشی ہین اور پہلوان زوردار
گرچہ ہوتے چھوٹے سیدان کو — دیکھیے انکو رستم و اسفندیار
چھوٹے صاحب کے مصاحب ہین جو دو — اپنے اپنے کام مین ہین ہوشیار
قدرت اللہ خان و قایم داد خان — ہین دلیر و سیف زن اور پختہ کار
میر منشی اونکے ہین عبد المجید — خان والاشان اور عالی وقار
خوش نویس و خوش سلیقہ خوش بیان — انپہ ہی نظم و نسق کا سب مدار

اونکے دیوانکی بیان ہو کیا صفت — ہین نذیر احمد جہانکے کا مدار
اونکی بس تحریر کیا تسخیر ہے — جن و انسانکے ہی حق مین سحر کار
لالہ بٹولال صاحب ذی سیاق — ہین یہہ نائب بالیاقت باوقار
وہ محاسب ہین کہ اونکا حوصلہ — دیکھے ٹوڈرمل بھی تو ہو شرمسار
ہین جلال الدین صاحب ہوشمند — اوس امارت خانہ مین سررشتہ دار
بیکران ہین وصف اتباع امیر — کیجیے سال خاتمہ پر اختصار
بے سر اندیشہ تاریخ ای بصیر — کر رقم ہی انتخاب یادگار

۱۳۰۴ ہجری

قطعۂ تاریخ ریختۂ کلک جواہر سلک منشی جادو رقم عطارد قلم سید محمد نجف حسین اظہار نگار محکمۂ سائر کل نزیل بھوپال

مرتب شد عجب گلدستۂ تر — بحمد اللہ کہ یاقوت و گہر سفت
برائے سال طبعش با مسرت — بنجف تاریخ نظم سلک در گفت

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار خوش مزاج نیک اخلاق خوبرو مشہور آفاق صاحب ذہن قویم و طبع مستقیم منشی محمد عبد العظیم روبکار نویس محکمہ سائر کل نزیل بھوپال

واہ کیا تذکرہ ہوا ترتیب — ہر ورق پر بہار جسکے نثار
لکھی عبد العظیم نے تاریخ — عاشقانہ سفینۂ اشعار

قطعه

تاریخ طبع از افکار تازه جوان خوش وجاهت لطیف مزاج طبیعت سیر معصوم علی روزنامچه نویس محکمهٔ سائر کل نزیل بهوپال

کتابیست یا آنکه کان سخن
چو معصوم پرسید سالش ز دل

درین معنی که جان سخن
بگفتا عجب بوستان سخن

قطعهٔ تاریخ از نتائج افکار قدوهٔ اصحاب مستقیم الوضع اسوهٔ ارباب سلیم الطبع میان ثابت محمد خان صاحب متخلص به ثابت بن میان کرم محمد خان صاحب مرحوم که از رؤسای بهوپال اند

لله الحمد درین عهد نمود ذیجاه
ثابت نکته سرا کرد چو فکر تاریخ

دسته گل عجب آراسته طرق سخن
هاتفش گفت که - دلچسپ شگفته گلشن
۱۳۰۴ھ

قطعهٔ تاریخ از افکار گهربار سخنور شیرین زبان شاعر رنگین بیان ملا مظفر حسین صاحب مظفر تخلص خلف ملا عنایت حسین صاحب ساکن سرونج که منمضات ریاست یونک است

این کتاب عجیب را گفتم
گفت هاتف مگر پی تاریخ

در شبستان دهر باغ نمود
که مظفر بگو - چراغ نمود
۱۳۰۴ھ

تمت

صحت نامہ کتاب شبستان عالمگیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۹	عالمگیر خان	عالمگیر محمد خان
۴	۵	آبادی	آبائی
۵	۴	مملکت	ملکت
۱۴	۲	ویدنت	ویدانت
۱۴	۱۸	تین سوگز	تین سوچھ گز
۱۹	۱۷	حیات نشان	جنت نشان
۳۶	۱۵ شعر	اونکا	اونکو
۴۶	۲ شعر	سپرتک	سپرکو
۵۰	۹ شعر	مجکو	خودکو
۵۵	۳ شعر	زوالکا	زوالکو
۵۸	۱۰ شعر	یون اوٹھاتی	بول اوٹھا ہے
۹۴	۱۳ شعر	داغ مشق	داغ عشق
۹۶	۵ شعر	بہرون تک	بہرون تن
۱۴۳	۱۵ شعر	کس ساقی بدست کاہرم ہی تصور	ہی فرقت ساقی مین یہہ مہجور کی آواز
۱۹۷	۱۲ شعر	اور یہہ ہی	اور مین ہی
۲۲۴	۷ شعر	وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہون	خطا ہو کسیکی گنہگار مین ہون

تمت

